ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
جنوری 2022ء جلد نمبر 23 شمارہ نمبر 01

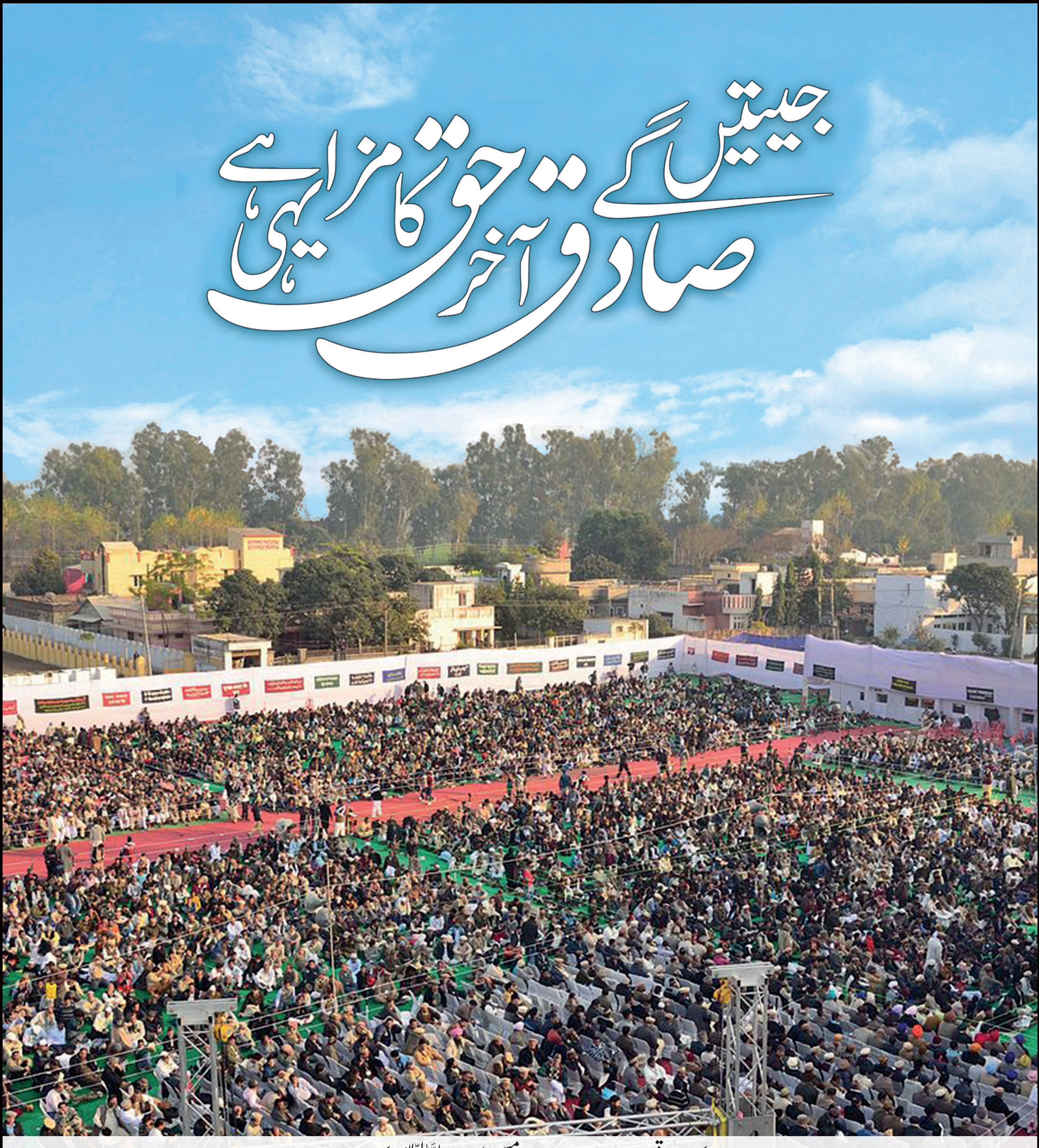

جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر غلامانِ حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجتماع کا روح پرور منظر

عالمی اَمن کے قیام کے لیے اسلامی تعلیم

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 126ویں جلسہ سالانہ قادیان (بھارت) سے اختتامی خطاب میں عالمی سطح پر قیام امن کے لئے اسلامی تعلیم کے زرّیں اصولوں کو اپنانے پر زور دیا۔ یہ خطاب ایوان مسرور، اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے براہ راست قادیان اور دنیا بھر میں سنا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب کے آغاز میں فرمایا کہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہی وہ تعلیم ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو خدا تعالیٰ کے قریب بھی کرتی ہے اور پھر اس قرب کی وجہ سے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش اور کوشش کی وجہ سے ایک حقیقی مسلمان کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف ایسی راہنمائی کرتی ہے جو بے مثال ہے۔ یہ حقوق کی ادائیگی ہے جو معاشرے کے امن و سلامتی کی بھی ضمانت ہے۔ آج کل امن و سلامتی کی باتیں ہوتی ہیں کہ کس طرح امن و سلامتی پیدا کی جائے۔ لیکن حالیہ وبا کے باوجود دلوں کی کدورتیں دور نہیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ سے انسان کوئی سبق حاصل نہیں کر رہا۔ اگر یہی رویّہ رہا تو بڑے خطرناک نتائج پیدا ہوں گے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلامی تعلیم کے درج ذیل پہلو بیان فرمائے۔

☆ مذہبی رواداری قائم کرنے کے لئے اسلام کہتا ہے کہ ہر مذہب کے بانی اور اس کے ماننے والے کی عزّت کرو۔ اگر آج مسلمانوں کے عمل اس تعلیم کے مطابق ہو جائیں تو دنیا کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو جائے گی۔ اس سے جہاں دنیا میں امن قائم ہوگا وہاں مسلمانوں کی ساکھ بھی قائم ہو جائے گی۔

☆ کسی کی غلطی یا دشمنی پر معاف کرنے یا سزا دینے میں اسلام کے نزدیک اصل مقصد اصلاح ہونی چاہیے۔

☆ بدظنّی سے اسلام بڑی سختی سے روکتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنے والا بدظنّی کی بجائے حسنِ ظنّی رکھتا ہے۔

☆ اسلام نے غیبت کو ایک بڑا ظلم قرار دے کر اسے اپنے بھائی کا مردہ گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔

☆ اپنے ہی اموال اپنے درمیان جھوٹ فریب کے ذریعہ کھانے سے منع فرمایا۔ دھوکا دے کر ایک دوسرے کا مال کھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ ظلم بین الاقوامی سطح پر بھی ہو رہا ہے۔

☆ بعض تجارتیں بھی ظلم کا ذریعہ بن جاتی ہیں اس لئے اسلام ہر قسم کے لین دین میں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔

☆ امن و سلامتی کو برباد کرنے میں تکبّر ایک بہت بڑی وجہ ہے، اسلام اس کو سختی سے روکتا ہے۔ تکبر کر کے کوئی حقیقی مقام نہیں ملتا۔ عاجزی ہی ہے جو حقیقی سرداری دیتی اور لیڈر بناتی ہے۔ یہی سرداری ہے جو دیرپا امن قائم کرنے والی بن سکتی ہے۔

☆ قومی ظلموں میں سے ایک ظلم قوم کے اخلاق کو بگاڑنا ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم اس سے بھی سختی سے منع کرتا ہے اور مظلوم کو توجہ دلاتا ہے کہ اگر بدلہ لینا ہے تو شور مچانے کی بجائے متعلّقہ ادارے تک جاؤ اور فیصلے کا انتظار کرو۔ کیونکہ ظلم کا شور ڈالنے سے قوم کے اخلاق تباہ ہوتے ہیں۔

☆ اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی۔ یعنی اگر توحید کے حقیقی ماننے والے ہو گے تو ظلم کرنے والے بھی نہیں ہو گے۔ ساتھ ہی ان لوگوں کی فہرست دے دی جن سے حسن سلوک ایک مومن کے لیے ضروری ہے۔ اس کے مطابق اگر انسان زندگی گزارے تو امن برباد کرنے والے تمام اسباب کا خاتمہ ہو جائے گا۔

☆ غصّے سے جھگڑے شروع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اصولی ہدایت فرمادی کہ ہم نے تمہیں امۃً وسطاً بنایا ہے۔ نہ غصّے میں اتنا بہہ جاؤ کہ معافی کی کوئی صورت ہی نہ ہو اور نہ محبّت میں اتنا بہہ جاؤ کہ نقصان بے حد تک ہو جائے۔ جو شخص غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے حکمت اور معرفت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔

خطاب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے کے بعد اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے دنیا کے لیے اپنے ہر عمل میں نمونہ قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امن کے حوالے سے جو بعض باتیں میں نے بیان کی ہیں ان پر ہم لوگ خود حقیقی رنگ میں عمل کرنے والے ہوں اور پھر دنیا کو اس سے آگاہ کریں تا کہ دنیا اس حقیقت کو سمجھے کہ حقیقی امن خدا تعالیٰ کے حکموں پر چل کر ہی قائم ہو سکتا ہے۔ اور کوئی دنیاوی نظام اس کے پائیدار قیام میں مددگار نہیں ہو سکتا، پس ہر احمدی کی یہ بہت بڑی ذمّہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ان زرّیں نصائح اور ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

عافیت کا حِصار

ایک نظر ڈالیں تو ہر طرف فتنہ وفساد کے اَلاؤ نظر آتے ہیں، ایک ابتری کی سی کیفیت ہے جو بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ نفسانفسی کا وہ عالَم ہے کہ ہر کسی کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں۔ افراد، خاندان، قبیلے اور اقوام سبھی اس میں اُلجھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں گویا پوری دنیا کا معاشرہ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا مصداق بن چکا ہے۔ لیکن ایسے میں صفحہ ہستی پر اَمن و آشتی کا ایک جزیرہ بھی اُبھرتا ہوا نظر آتا ہے جو نئی زمین اور نئے آسمان کا منظر لئے ہوئے ہے۔ اس کے بانی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانگِ دہل اعلان کرتے سنائی دیتے ہیں ؏ ’ہیں درندے ہر طرف، میں عافیت کا ہوں حصار‘

یہ مضمون آپ علیہ السلام نے اپنی تصنیف فتح اسلام میں بھی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”اس زمانہ کا حصنِ حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔“

ہم افراد جماعت احمدیہ جنہیں امام زمانہ علیہ السلام کو شناخت کرنے اور ان کے دستِ مبارک پر بیعت ہونے کی سعادت ملی ہے، ایک طرف تو بے حد خوش قسمت ہیں اور اس نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر کریں کم ہے کہ ہمیں عافیت کا وہ حصار نصیب ہے جس میں ہم حقیقی سکون کی لذّت سے بہرہ ور ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے کیونکہ اسی موقع پر آپ علیہ السلام نے یہ انتباہ اور انذار بھی فرمایا ہے:

”مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔“

حضور علیہ السلام کا یہ انذار کئی بدقسمت مواقع پر عملی صورت میں بھی ڈھل چکا ہے اور کتنے ہی خوفناک مناظر ان الفاظ پر مہر تصدیق بھی ثبت کر چکے ہیں، فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔ لیکن جہاں یہ انذار فرمایا ہے وہاں اِس بدنصیبی سے بچنے کے لئے حضور علیہ السلام نے عافیت کے اس حصار کی دیواروں کا نقشہ کھینچ کر ہماری رہنمائی بھی فرمائی ہے، فرماتے ہیں:

”مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اِختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے“۔ (فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ حصار اور چار دیواری وہ عظیم الشان اور حسین وجمیل اسلامی تعلیم ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں پھر سے تازہ کر کے ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور جس کی یاد دہانی ہمارے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار کراتے اور ہمیں سمجھاتے ہیں۔ چند روز قبل جلسہ سالانہ قادیان 2021ء کے اختتامی خطاب میں بھی حضور انور نے ایک مرتبہ پھر بڑی وضاحت کے ساتھ اِنہی باتوں کو دُہرایا ہے اور احمدیوں کو اس تعلیم پر عمل کرنے اور اپنا پاکیزہ نمونہ پیش کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

پس آئیں اور سال نَو کا آغاز اس عہد کے ساتھ کریں کہ ہم ہر ممکن طور پر اس تعلیم کو اپنے کردار اور اعمال کا حصہ بناتے ہوئے عافیت کے اس حصار میں داخل رہیں گے جہاں ہر قسم کے چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے ہماری جانیں، اموال اور عزّتیں محفوظ و مامون رہیں گی۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو، آمین۔

اخبار احمدیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ — جرمنی

جمادی الاوّل/جمادی الثانی 1443 ہجری قمری جنوری 2022ء | جلد نمبر 23 | شمارہ نمبر 01 | صلح 1401 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05	تبرّکات: ”تمام دنیا اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں“
06	نظم: جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے
07	خطبہ جمعہ: الٰہی جماعتوں کا شاندار مستقبل اور نیک انجام
09	اک حرفِ ناصحانہ
15	خلافت احمدیہ کے خلاف اُٹھنے والی تحریکات کا عبرتناک انجام
20	منظوم کلام: ’انجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا‘
21	مجدّدیت سے متعلق بعض اہم امور
24	جماعتی سرگرمیاں: جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
24	سالِ نو 2022ء کے اہم جماعتی پروگرام
25	تعارف کتب ”انجامِ آتھم“
27	مُستدرک امام حاکم کا تعارف
32	حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب کی زندگی میں وقت کی اہمیت
33	دلچسپ سائنسی خبریں
34	انسانی فکر بمقابلہ وبائی امراض
38	ادبی صفحہ: ادیبوں کے لطیفے
39	جرمنی میں کورونا وائرس
41	کورونا ویکسین لگانے کی مہم
42	ملکی و عالمی خبریں
43	ہائیکنگ اور مختلف کھیلوں کے ٹورنامنٹ
45	سال 2021ء میں وفات پانے والے موصیانِ کرام جماعت احمدیہ جرمنی
47	ماہ جنوری تاریخ کے آئینہ میں
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں

https: //www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

مینیجر

سید افتخار احمد

کیلیگرافی

طارق محمود

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

15

04

07

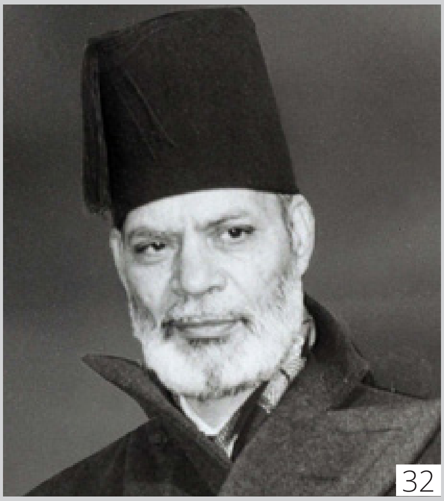
32

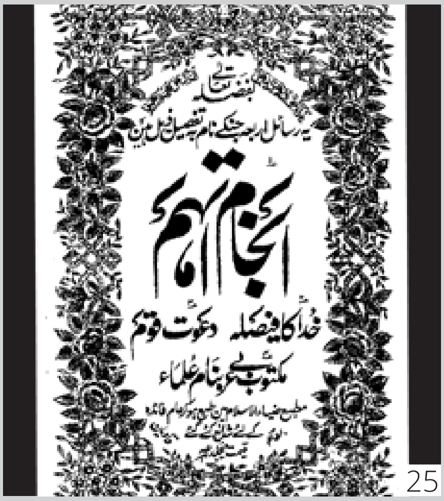

25

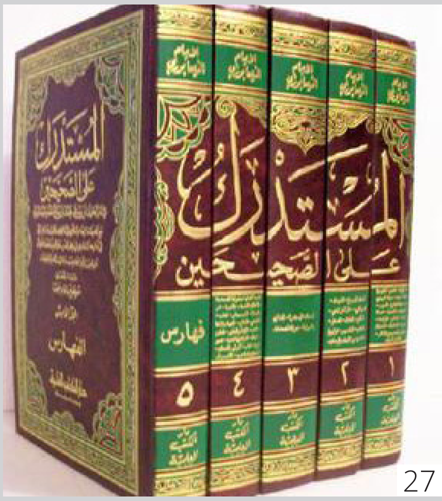

27

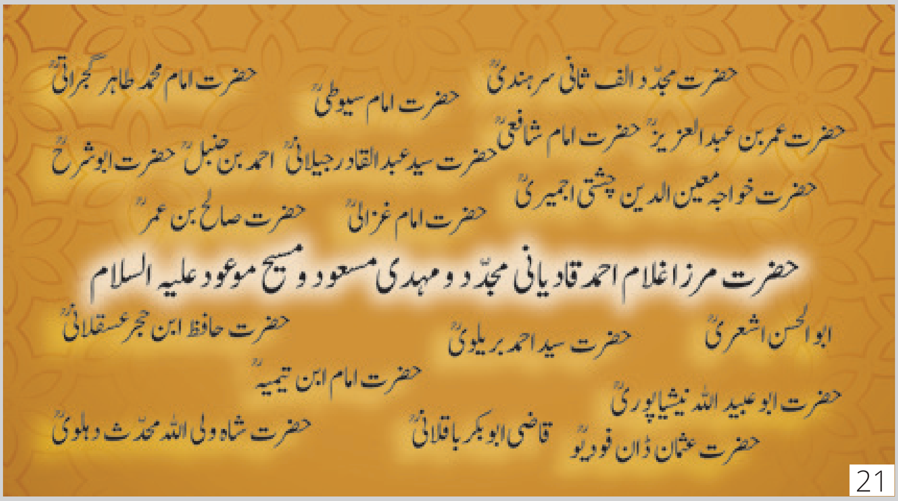

21

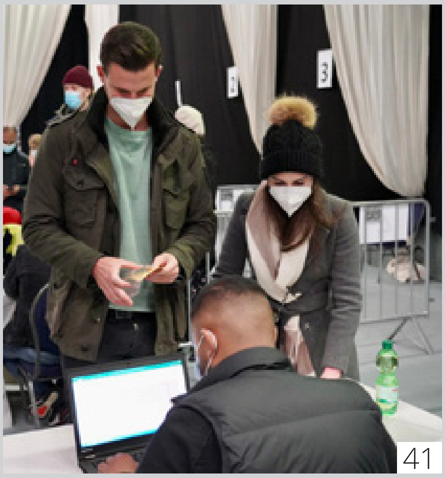
41

43

36

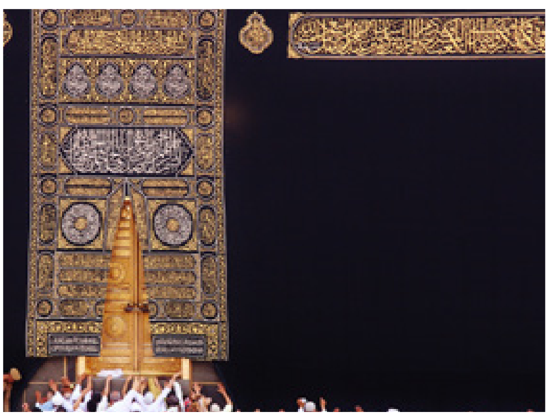

قال اللہ جلّ جلالہٗ

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ۝

(المجادلہ:22)

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔
یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ عِمۡرَانَ بۡنِ حُصَيۡنٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنۡ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الۡحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنۡ نَاوَأَهُمۡ حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الۡمَسِيحَ الدَّجَّالَ

(سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في دَوَامِ الۡجِهَادِ)

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا جو ان کی مخالفت رکھے گا وہ ان پر غالب آئیں گے یہاں تک کہ ان کے آخری مسیح الدجال سے لڑیں گے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حُجّت زمین پر پوری ہوجائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دِکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

”تمام دنیا اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں“

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کرسکتیں؟ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟“

(ازالہ اوہام صفحہ 303۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

یہ بھی ضرور ہے کہ لوگ اس کی مخالفت کریں اور کرتے ہیں وہ ناخنوں تک زور لگاتے ہیں تا کہ باوجود ان مخالفتوں کہ اس کی کامیابی اس کی صداقت کا نشان ہو...... جو صادق ہے اس کو تاج قبولیت عطا کیا جاتا ہے۔ وہ عملی نمونہ دکھاتا ہے اور تائیدات اَرضیہ وسماویہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اس کی مجلس اور صحبت میں جو لوگ زیادہ رہتے ہیں یا بار بار اس کے پاس آتے ہیں انہیں علومِ دینیہ اور معارف قرآنیہ اور معرفتِ الٰہیہ حاصل ہوتی ہے اور حقیقی محبوب کی لَو ان کے دلوں کو لگ جاتی ہے توبہ کی طرف توجہ کا ایک بڑا حصہ ان لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ان کی خدمت کرتا ہے تو نعم البدل سے محروم نہیں رہتا۔ جس امر کو وہ ضروری کر کے پیش کرتے ہیں زمانہ ان کی اور ان کے مسائل کی ضرورت کو پہلے سے محسوس کرتا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 415، 416)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

فتنے ہیں اور ضرور ہیں مگر تم جو اپنے آپ کو اتحاد کی رسّی میں جکڑ چکے ہو خوش ہو جاؤ کہ انجام تمہارے لیے بہتر ہوگا تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہوگے۔ اور اس کے فضل کی بارشیں ان شاءاللہ تم پر اس زور سے برسیں گی کہ تم حیران ہو جاؤ گے مَیں جب اس فتنہ سے گھبرایا اور اپنے ربّ کے حضور گرا تو اس نے میرے قلب پر یہ مصرعہ نازل فرمایا کہ ”شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل“۔ (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 19)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

خدا تعالیٰ نے یہ چاہا کہ اسلام کے غلبہ کے لئے اس زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین روحانی فرزند مہدی پیدا ہو تو مہدی پیدا ہو گیا۔ اس نے چاہا کہ اس مہدی کی اس ظاہری اور مادی دنیا میں اس قدر مخالفت ہو کہ اس کی کامیابی کا کوئی امکان ظاہری آنکھ کو نظر نہ آئے تو وہ مخالفت پیدا ہو گئی اور پھر اس نے یہ چاہا کہ اس کے باوجود جو کچھ ظاہری آنکھ نے دیکھا تھا وہ نہیں ہوگا اور مہدی ناکام نہیں ہوگا۔ مہدی کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے...... خدا نے یہ چاہا کہ دنیا کی طاقتوں کو اس کے خلاف کھڑا کرے اور دنیا کو یہ بتائے کہ اگر تم سارے اکٹھے ہو کر بھی میری اس سکیم اور میرے اس منصوبہ کو ناکام کرنے کی کوشش کرو گے تو تم ناکام ہی ہوگے چنانچہ مہدی جو اکیلا تھا وہ ایک سے دو ہوا پھر دو سے دو ہزار بنا پھر دو ہزار سے دو لاکھ بنا۔ وہ ہندوستان میں تھا پھر وہ باہر نکلا اور آج وہ ساری دنیا میں پھیل گیا۔ (خطبات ناصر جلد 6 صفحہ 411)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس میدان میں لازماً آگے بڑھیں گے اور ہر میدان میں آگے بڑھتے چلے جائیں گے، ہر جہت میں آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ ہم اور ہماری آنے والی نسلیں، ہمارے بوڑھے اور ہمارے بچے چین نہیں لیں گے جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاج ظالموں کے سروں سے نوچ کر واپس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش نہیں کر دیتے، وہی ہمارے لئے طمانیت کا وقت ہے، وہی ہمارے لیے چین اور آرام جاں ہے، اسی کی خاطر ہم مرتے ہیں اور اسی کی خاطر ہم مرتے رہیں گے اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اسلام کا جھنڈا جلد از جلد دنیا کی تمام بڑی سے بڑی سلطنتوں کے بڑے سے بڑے ایوانوں پر لہرایا جائے۔ (خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 390)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

جماعت اور اسلام کا غلبہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ اس خدا کی تقدیر ہے جو تمام طاقتوں کا مالک خدا ہے اور وہ ناقابلِ شکست اور غالب ہے۔ اگر کوئی ہم میں سے راستے کی مشکلات دیکھ کر کمزوری دکھاتا ہے، اگر ہماری اولادیں ہمارے ایمان میں کمزوری کا باعث بن جاتی ہیں، اگر ہماری تربیت کا حق ادا کرنے میں کمی ہماری اولادوں کو دین سے دور لے جاتی ہے، اگر کوئی ابتلا ہمیں یا ہماری اولادوں کو ڈانواں ڈول کرنے کا باعث بن جاتا ہے تو اس سے دین کے غلبے کے فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ دوسروں کو سامنے لے آتا ہے، اور لوگوں کو سامنے لے آتا ہے، نئی قومیں کھڑی کر دیتا ہے۔

(خطباتِ مسرور جلد 8 صفحہ 507، خطبہ جمعہ یکم اکتوبر 2010ء)

جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

مِلتی ہے بادشاہی اِس دِیں سے آسمانی
اَے طالبانِ دولت! ظِلِّ ہُما یہی ہے

سَو سَو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بُلا کر
مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مُدّعا یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وُہ یار دِیں کو تازہ
اِسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

یہ سب نِشاں ہیں جن سے دِیں اب تلک ہے تازہ
اَے گرنے والو دوڑو دِیں کا عصا یہی ہے

کِس کام کا وُہ دِیں ہے جس میں نِشاں نہیں ہے
دِیں کی میرے پیارو! زرّیں قبا یہی ہے

اِک ہیں جو پاک بندے اِک ہیں دِلوں کے گندے
جِیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

(انتخاب از 'شانِ اسلام' درثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

الٰہی جماعتوں کا شاندار مستقبل اور نیک انجام

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ۝

(سورۃ ابراھیم:14-16)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ضرور تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم لازماً ہماری ملت میں واپس آجاؤ گے۔ تب اُن کے رب نے ان کی طرف وحی کی کہ یقیناً ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ اور ہم تمہیں ان کے بعد ملک میں بسا دیں گے۔ یہ اُس کے لئے ہے جو میرے مقام سے خوف کھاتا ہے اور میری تنبیہ سے ڈرتا ہے۔ اور انہوں نے اللہ سے فتح مانگی اور ہر جابر دشمن ہلاک ہوگیا۔

انبیاء کے مخالفین کا ہمیشہ یہی اصول رہا ہے کہ نبی کے دعوے کے بعد جب وہ دیکھتے ہیں کہ لوگ اُس نبی اور پیغمبر کی بات سننے کی طرف مائل ہو رہے ہیں تو دنیاوی سرداروں کو بھی فکر پڑ جاتی ہے کہ ہماری سرداری خطرے میں پڑنے والی ہے اور نام نہاد دینی رہنماؤں کو بھی فکر ہوتی ہے کہ ہمارے منبر و محراب کو خطرہ پیدا ہونے والا ہے۔ تب دونوں ایک ہو کر اس حالت میں نبی اور اس کی جماعت کی مخالفت میں اپنی تمام تر طاقتیں صَرف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں کے جو خطرے ہیں خود پیدا کردہ ہیں، خود ساختہ ہیں۔ نبی تو اُن کی اور قوم کی نجات کے لئے آتے ہیں۔ اُن کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں تا کہ صرف دنیاوی خطرات ہی دور نہ کئے جائیں بلکہ اُخروی نجات کے بھی سامان پیدا ہوں۔ لیکن جن کی نظر صرف دنیاداری کی ہو وہ یہ پیغام نہیں سمجھ سکتے جو انبیاء اور رسولوں کا ہوتا ہے۔ اور رسولوں کی مخالفت میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ اُن پر اور اُن کے ماننے والوں پر ہر قسم کے پیچ اور ظالمانہ اور بہیمانہ حملے کرتے ہیں۔ ہر قسم کی کارروائی کرنے سے بھی نہیں چُوکتے۔

اِن آیات میں جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، انبیاء اور اُن کی جماعتوں کے مخالفین کا ذکر کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم جو خدا تعالیٰ کی تعلیم کی جامع کتاب ہے، جو شریعت کی کامل اور مکمل کتاب ہے اور تاریخ انبیاء سے بھی آگاہ کرنے والی ہے، مخالفینِ انبیاء کی تمام تر گھٹیا اور ظالمانہ حرکتوں کو بھی بتانے والی ہے اور آئندہ کی پیشگوئیوں کو بھی سمیٹے ہوئے ہے، اس میں مختلف رنگ میں واقعات بیان کر کے خدا تعالیٰ اس کے پڑھنے والوں کو یہ بتاتا ہے کہ یہ واقعات نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی دُہرائے گئے اور ہر رسول کی مخالفت کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت بھی ہونی تھی اور

ہوئی کہ یہی دنیا والوں کا ہمیشہ دستور رہا ہے۔ بلکہ یہ بھی ہمیں بتاتا ہے کہ جب وَ آخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ(الجمعۃ:4) کی قرآنی پیشگوئی پوری ہونی تھی اور آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق نے مسیح و مہدی کا دعویٰ کرنا تھا اور اس لحاظ سے نبی ہونے کا اعزاز پانا تھا۔ ایسا اعزاز جو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اور آپ کے عشق میں فنا ہو کر ایک غیر شرعی نبی کی صورت میں مسیح موعود علیہ السلام کو ملنا تھا، تو تب بھی یہ مخالفت ہونی تھی اور یہی باتیں سننے کو ملنی تھیں جو تمام انبیاء کو سننے اور دیکھنے کو ملیں۔

پس قرآنِ کریم میں صرف ایک تاریخ بیان کر کے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو تسلی ہی نہیں دلائی بلکہ اُمّتِ مسلمہ کو یہ بھی بتایا کہ جب وَ آخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ(الجمعۃ:4) کی پیشگوئی پوری ہو تو آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے برف کے سِلوں پر گھٹنے کے بل چلتے ہوئے بھی جانا پڑے تو جانا اور آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کو جو زمانے کا امام اور مسیح و مہدی ہو گا، اُس کو اُس کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ کا سلام بصد ادب پہنچانا اور مخالفین سے ہوشیار رہنا کہ مخالفین کے ساتھ مل کر مسیح و مہدی کی مخالفت کر کے کہیں تم بھی رسولِ مقبول کی ناراضگی نہ مول لے لینا۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الفتن۔ باب خروج المہدی حدیث نمبر 4082)

لیکن اس وقت بدقسمتی سے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ قرآنِ کریم اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور ارشاد کو پسِ پشت ڈال کر اس کاسرِ صلیب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ مسیح و مہدی کی مخالفت میں کمربستہ ہے اور صرف معمولی مخالفت کی حد تک نہیں، صرف انکار کی حد تک ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ اور نبی کے مخالفین کے ردّعمل کا جو بیان قرآنِ کریم میں فرمایا ہے، اس پر عمل پیرا ہیں۔ اور یہی اعلان ہے کہ اے احمدیو! تم مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کا انکار کر کے ہمارے اندر دوبارہ آ جاؤ، ہم میں شامل ہو جاؤ۔ اور جس سچ کو تم تمام تر نشانیوں کو دیکھتے ہوئے سچ کہہ رہے ہو اور جس سچ کے ساتھ تم زمینی اور آسمانی تائیدات کے ہر لحظہ اظہار دیکھ رہے ہو، جس سچ کے ساتھ تم خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کے ہر روز نئے نئے اظہار ملاحظہ کر رہے ہو، اُس سچ کو جھوٹ کہو کہ یہ سچ ہماری کرسیوں کے لئے خطرہ ہے، کہ یہ سچ ہمارے منبر و محراب کو اس شدّت سے ہلا رہا ہے کہ ہمارے جھوٹ کا پول کھلنے کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ پس ہم کسی صورت میں بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ایسے سچ کا ساتھ دیں۔ یہ ان لوگوں کا ردّعمل ہے۔ اور اپنے ذاتی مفادات چھوڑ دیں اور دنیاوی منفعتوں سے محروم ہو جائیں، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ پس یا تو ہماری مانو یا پھر یہ زمین چھوڑ دو۔ اس ملک سے، اس زمین سے نکل جاؤ۔ مولوی یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ دو ہی صورتیں ہیں کہ تم ہمارے جھوٹ کو سچ کہو اور اللہ تعالیٰ کے سچ کو جھوٹ یا پھر ہمارے ملک سے نکل جاؤ، ہمارے علاقے سے نکل جاؤ۔ تمہارے لئے ہمارے علاقے میں، ہمارے ملک میں، ہماری دنیاوی حکومت میں کوئی جگہ نہیں۔ اور یہ اعلان اور یہ رویہ اُن تمام نام نہاد مولویوں اور بعض علاقوں میں سیاسی مفادات کی خاطر ظلم کی پشت پناہی کرنے والے سیاستدانوں کا بھی ہے، جس میں بھارت بھی شامل ہے۔

مثلاً پچھلے دنوں سے رپورٹیں آ رہی تھیں کہ کلپنا گاؤں میں جو مہاراشٹر میں ہے وہاں ہمارے دو معلّمین کو مارا پیٹا گیا اور گاؤں سے نکلنے کے لئے کہا گیا۔ جب ہمارے لوگ ایف آئی آر (FIR) درج کرانے گئے تو لوگوں کے پریشر میں آ کر پولیس نے بھی ایف آئی آر درج نہیں کی۔ لوگوں کے جانے کے بعد اگر ایف آئی آر درج کی تو ساتھ ہی یہ نوٹس بھی دے دیا کہ آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں۔ یہ شہر چھوڑ دیں ورنہ ہم آپ لوگوں کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ تو یہ بعض حکومتی اداروں کا بھی روّیہ ہوتا ہے جو کہ کمزوری دکھا رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح آسام میں، کرناٹک میں، یوپی میں، دیرادون میں بھی جب مخالفین کو موقع ملتا ہے، اس مخالفت میں شدّت لاتے ہیں اور سیاستدان شاید اس لئے مولوی سے خوفزدہ ہیں کہ لوگوں سے ووٹ لینے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کی بڑی غلط فہمی ہے۔ مولویوں کے پاس سوائے کچھ اوباش اور فساد پیدا کرنے والے لوگوں کے ووٹ کی طاقت نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو مولوی اتنا خودغرض ہے کہ خود ان لیڈروں کے مقابل پر آ جاتا۔

گذشتہ دنوں کرناٹک کے ایک گاؤں ارل کپہّ سے ہمارے ایک معلّم کو اغواء کر لیا گیا اور ابھی تک پتہ نہیں چلا۔ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد اس کی بازیابی کے سامان پیدا فرمائے۔ بہرحال حق کے مقابلہ میں شیطان اپنی تدبیریں کرتا ہے اور یہ انبیاء اور رسولوں کی جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ دشمن کا بھی زور ہوتا ہے کہ اگر ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ، ہماری بات مان لو، ہمارے کہنے پر عمل کرو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم سے جو بَن پڑا کریں گے۔

پس جماعت احمدیہ کی مخالفت میں جو شدّت ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ یہ الٰہی جماعت ہے اور اس میں گذشتہ چند سالوں سے پاکستان میں بھی، ہندوستان کے بعض علاقوں میں جہاں مسلمان اکثریت ہے، اور بعض دوسرے ممالک میں بھی یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقی اور منظم ہونا اب خاص طور پر مسلمان حکومتوں اور نام نہاد مولویوں کو کھٹک رہا ہے۔ یہ دنیادار ہیں۔ صرف دنیا کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ جماعت احمدیہ ایک خالصتاً دینی جماعت ہے۔ اُس کو کبھی بھی حکومتوں سے دلچسپی نہیں رہی۔ ہاں دلچسپی ہے تو صرف اور صرف ایک بات سے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کے حضور جُھک جائے اور اُس کا حق ادا کرنے والی بن جائے۔ اور اسی طرح بندہ بندے کے حقوق ادا کرنے والا بن جائے۔ اَمن اور محبّت اور پیار کی فضا پیدا ہو جائے تا کہ دنیا میں ہر طرف ہمیں بھائی چارے کے نظارے نظر آئیں۔ اور یہی بات ایک فتنہ پرداز اور ذاتی مفاد حاصل کرنے والے کو کھٹکتی ہے کہ اگر دنیا اتنی پُراَمن ہو جائے تو ہماری گروہ بندی، ہماری طاقت کا اظہار، ہماری ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کس طرح

کامیاب ہوں گی؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ مجھے دنیاوی حکومتوں سے کوئی غرض نہیں۔ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 141)

پس ہم تو اس مسیح و مہدی سے تعلق رکھنے والے اور اُس سے منسوب ہونے والے اور اُس سے تربیت حاصل کرنے والے ہیں۔ ہمیں دنیاوی حکومتوں اور دنیاوی وجاہتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ غرض ہے تو صرف اس بات سے کہ بندے اور خدا کا تعلق پیدا ہو جائے۔ اور دوسرا یہ کہ خدا کے بندے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو تعلیم لائے تھے اُس پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ اور اس کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں اور کوشش کرتے چلے جائیں گے ان شاءاللہ تعالیٰ۔ یہ ہمارے عہدِ بیعت میں شامل ہے۔ اس راستے میں ابتلاء اور مصائب پہلے لوگوں نے بھی برداشت کئے تھے اور ہمیں بھی برداشت کرنے پڑیں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ کریم میں بتا دیا ہے کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ لیکن آخری نتیجہ الٰہی جماعتوں کے حق میں ہی نکلتا ہے اور یہی وعدہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں سے پھرا نہیں کرتا۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دشمن تمہیں ملک سے نکالنے یا اپنے میں واپس آنے کی دھمکی دیتا ہے تو اُس سے خوفزدہ نہ ہو۔ فرمایا لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ۔ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ پس چاہے وہ پاکستان کے ظالم ہیں یا بھارت کے ظالم ہیں یا انڈونیشیا کے ظالم ہیں یا کسی بھی اور ملک کے ظالم ہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ لیکن ہمیں افسوس اس بات پر ہے کہ یہ ظلم فی زمانہ سب سے زیادہ مسلمان خدا اور رسول کے نام پر کر رہے ہیں اور اسلام کے نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔

جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے، دنیا میں ہر جگہ ہر وہ احمدی جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہے، چاہے وہ پیدائشی احمدی ہے یا نومبائعین میں سے ہے، دشمن کی ہر قسم کی زیادتیوں اور ظلموں کو خدا تعالیٰ کی خاطر برداشت کرنے کو عین سعادت سمجھتا ہے۔ اس یقین پر قائم ہے کہ جب خدا تعالیٰ تمام طاقتوں کا مالک ہے، قادر و توانا ہے، تمام دنیا اُس کی ملکیت ہے تو یہ عارضی حکومت والے اور عارضی طور پر کسی جگہ کے قابض ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟

خدا تعالیٰ نے جس طرح پہلے انبیاء کو تسلی دلائی تھی اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تسلی دلائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرتِ الٰہی تیرے شامل حال ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا''۔

(انوار الاسلام روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 54-53)

پس مغلوب ہونا تو مخالفین احمدیت کا مقدّر ہے اور نصرتِ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ ہے، ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گی، ان شاءاللہ تعالیٰ۔ لیکن اس نصرت کے آنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے شرط رکھی ہے۔ اگر ہم اس شرط پر عمل کریں گے جو خدا تعالیٰ نے رکھی ہے تو نصرت کے نظارے ہر آن دیکھتے رہیں گے۔ پس آج ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ اس شرط کو پورا کرنے کی فکر میں رہے۔ اور وہ شرط ہے تقویٰ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ دین کی تائید اور نصرت کرتا ہے مگر وہ نصرت تقویٰ کے بعد آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے نشانات اور معجزات اس لئے عظیم الشان قوت اور زندگی کے نشانات ہیں کہ آپ سیّد المتقین تھے۔ آپؐ کی عظمت اور جلال کا خیال کر کے بھی انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اب پھر اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپؐ کا جلال دوبارہ ظاہر ہو اور آپؐ کے اسمِ اعظم کی تجلّی دنیا میں پھیلے۔ اور اسی لئے اُس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس کی غرض اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کا جلال ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے کوئی مخالف اس کو گزند نہیں پہنچا سکتا''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 23-22 جدید ایڈیشن)

پس جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ سلسلے کا تعلق ہے کوئی مخالف اور کسی قسم کی کوئی مخالفت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن سلسلہ میں شامل افراد کو خدا تعالیٰ نے اس کامیابی میں حصہ دار بنانے کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ تقویٰ پیدا کرو۔ اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کرو۔ اپنی وہ حالت بناؤ جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ فرمایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ۔ یہ وعدہ اس کے لئے ہے جو میرے مقام سے خوف کھاتا ہے اور میری وعید اور تنبیہ سے ڈرتا ہے۔ پس اس وعدے کے حقدار وہی ہیں جن کے دل تقویٰ سے پُر ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے مقام کا خوف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تنبیہ سے ڈرتے ہیں۔ پس الٰہی وعدوں کے پورا ہونے کا امیدوار بننے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ صرف اس بات پر خوش ہو جانا، جس طرح کہ آج کل کے نام نہاد مولوی کے پیچھے چلنے والے مسلمان سمجھتے ہیں کہ ہم اُمّت میں سے ہیں اس لئے ہمیں لائسنس مل گیا ہے کہ ہم جیسے بھی عمل کرتے رہیں، جو کچھ بھی کرتے رہیں، ظلم و تعدّی کی انتہا کرتے رہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا رہے گا اور ہم دنیا پر غالب آ جائیں گے۔ اسلام کا غلبہ تو اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ منسلک ہو کر ہی مقدر ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ اس لئے یہ ان کی بھول ہے۔

کیا یہ تقویٰ ہے جو اسلام کے نام پر کر رہے ہیں کہ کلمہ گوؤں کی قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوا ہے؟ کیا یہ تقویٰ ہے کہ بلاتخصیص بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور بیماروں اور معصوموں کو بموں سے اڑایا جا رہا ہے؟ کیا یہ تقویٰ ہے کہ خودکش بموں سے اپنے آپ کو اُڑانے کے لئے بچوں کو تیار کیا جا رہا ہے؟ یہ سب ظالمانہ فعل ہیں جن

کا تقویٰ سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ پس آج اگر کوئی تقویٰ کی صحیح تعلیم پا سکتا ہے تو مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کا غلام، جس کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مامور فرمایا ہے۔ پس ہر احمدی اپنے اس مقام کو سمجھے کہ ہماری فتح بھی تقویٰ سے مشروط ہے۔ اور یہی ایک فرق کرنے والی اور ممتاز کرنے والی لکیر ہے جو احمدی اپنے مسلمان اور دوسروں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ اس زمانے کے مولوی کے تقویٰ کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اس وقت تقویٰ بالکل اُٹھ گیا ہے۔ اگر مُلّانوں کے پاس جائیں تو وہ اپنے ذاتی اور نفسانی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ مسجدوں کو دُکانوں کا قائم مقام سمجھتے ہیں۔ اگر چار روز روٹیاں بند ہو جائیں تو کچھ تعجّب نہیں کہ نماز پڑھنا پڑھانا ہی چھوڑ دیں۔ اس دین کے دو ہی بڑے حصے تھے۔ ایک تقویٰ، دوسرے تائیداتِ سماویہ۔ مگر اب دیکھا جاتا ہے کہ یہ باتیں نہیں رہیں۔ عام طور پر تقویٰ نہیں رہا۔ اور تائیداتِ سماویہ کا یہ حال ہے کہ خود تسلیم کر بیٹھے ہیں کہ مدّت ہوئی اِن میں نہ کوئی نشانات ہیں نہ معجزات اور نہ تائیداتِ سماویہ کا کوئی سلسلہ ہے۔ جلسہ مذاہب میں مولوی محمد حسین نے صاف طور پر اقرار کیا تھا کہ اب معجزات اور نشانات دکھانے والا کوئی نہیں۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ تقویٰ نہیں رہا۔ کیونکہ نشانات تو متقی کو ملتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 22 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی کا جو نقشہ کھینچا ہے آج بھی یہی نقشہ ہے۔ آج بھی یہی حال ہے۔ فرق صرف یہ پڑا ہے کہ بعض مسلمان حکومتوں نے اپنی تیل کی دولت ان پر خرچ کر کے ان کی قیمت روٹیوں سے بڑھا کر بنگلوں اور جائیدادوں تک کر دی ہے۔ اپنے ملکوں کا حال تو ہم جانتے ہیں اور واقف ہیں۔ ہمارے عزیز رشتہ دار اور خود ہم جائزے بھی لیتے رہتے ہیں۔ لیکن ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جو افریقہ کے ایک ملک کا ہے۔ اس افریقن مولوی میں کم از کم یہ شرافت ہے کہ کہہ دیا کہ مَیں پیسوں کے ہاتھوں مجبور ہوں۔

افریقہ کے ایک ملک کے لوکو سا ریجن کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ہمارے مخالف مولوی کو احمدیت کی مخالفت کے لئے کویت، سعودی عرب اور لیبیا سے پیسہ ملتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جگہ جگہ مخالفت دیکھ کر ایک دن فیصلہ کیا کہ اس علاقہ کا بڑا امام نسبتاً شریف آدمی ہے اور بعض کا رشتہ دار بھی ہے اسے جا کر ملتے ہیں کہ کچھ انسانیت اختیار کرے اور اپنے لوگوں کو سمجھائے۔ چنانچہ ہم کچھ احمدی اس سے ملنے گئے اور اس تعلق میں اس سے بات کی کہ آپ کیوں ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اُس نے جواباً کہا کہ وہ جانتا ہے کہ صحیح تعلیم اسلام کی احمدیت ہی دے رہی ہے۔ صحیح اسلام پر عمل بھی احمدی ہی کر رہے ہیں لیکن وہ مجبور ہے کیونکہ اس چیز کے تو اس کو پیسے ملتے ہیں۔

پس جو انسان کو اپنا رازق سمجھے گا اُس میں تقویٰ کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور نشاناتِ سماوی اور تائیداتِ الٰہیہ ایسے شخص کو کس طرح حاصل ہو سکتی ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں اللہ تعالیٰ آج بھی اپنی تائیدات دکھاتا ہے اور جو سمجھنے والے ہیں وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہی سمجھ جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہے۔ افریقہ کے لوگ جو عموماً پاک فطرت رکھتے ہیں، اُن میں اس کثرت سے احمدیت اور حقیقی اسلام پھیل رہا ہے جو اُن کے سعید فطرت ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں انہیں نشانات بھی دکھاتا ہے۔ کس طرح دکھاتا ہے۔ اس کی ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

ہمارے نائیجر کے مبلغ عامر ارشاد صاحب کہتے ہیں کہ ایک تربیتی پروگرام تھا اماموں اور چیف کے ساتھ تبلیغی پروگرام تھا۔ اس کے بعد جب ایک امام واپس اپنے دیہات میں پہنچے جس کا نام گرھیس سامی ہے تو عقیقہ کی تقریب کے موقع پر وہاں احمدیت کے مخالف مولوی بھی آئے اور اس دیہات کے امام صاحب جو ہمارے پروگرام میں شامل ہوئے تھے اُنہیں تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ احمدیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور انہوں نے تمہیں پیسے دے کر اپنی طرف مائل کر لیا ہے۔ اس پر اس امام نے انہیں جواب دیا کہ جب ہم مراوی گئے تو انہوں نے ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کہی جو قرآن اور حدیث سے باہر ہو اور انہوں نے ہمیں امام مہدی کی آمد کا پیغام دیا ہے۔ اور اگر تم کہتے ہو کہ مَیں احمدیوں کے ہاتھ میں بِک گیا ہوں تو پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر یہ مہدی سچا ہے تو اللہ تعالیٰ آج بارش برسائے اور ہم سب کو اس کی یعنی مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا نشان دکھائے۔ اب اُس نے ایک ایسا نشان مانگا جو خالصتاً خدا تعالیٰ کی قدرت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مہدی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اُسی شام اس پورے علاقے میں میلوں تک بارش برسائی اور اردگرد کے دیہاتوں کے جتنے امام اور احباب اس پروگرام میں شامل تھے، ان سب کے دیہاتوں تک بارش پہنچی اور اَسّی ملی میٹر بارش ریکارڈ ہوئی۔ جبکہ نائیجر میں پندرہ ستمبر تک بارشوں کا موسم ختم ہو جاتا ہے اور یہ واقعہ اکتوبر کا ہے۔ چنانچہ ان امام صاحب نے اسی شام ہمارے مشن کو فون کیا اور یہ سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی سچائی ظاہر کر دی ہے۔ مَیں آج سے احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کرتا ہوں اور مَرتے دَم تک احمدیت پر قائم رہنے کا عہد کرتا ہوں۔ انہوں نے ہمارے معلّم صاحب کو اپنے گاؤں آنے کی بھی دعوت دی۔ وہ ان کے گاؤں میں گئے اور وہاں ایک تبلیغی مجلس ہوئی اور اس کے بعد سارے کا سارا گاؤں احمدیت میں شامل ہو گیا۔

اسی طرح بینن سے ہمارے مبلغ میاں قمر احمد لکھتے ہیں کہ ایک ریجن میں ایک جماعت سجدے نُو ہے۔ اس کے احمدیت قبول کرنے والے معلّم نورالدین صاحب نے بتایا کہ وہ احمدی ہونے سے قبل غیر احمدی مسجد کا امام تھا۔ جب اس نے احمدیت قبول کی تو اس کے شاگرد کو لوگوں نے مسجد کی امامت دے دی۔ کیونکہ یہ احمدی ہو گیا ہے اور اب مسلمانوں کو نماز نہیں پڑھا سکتا۔ اب اس شاگرد نے کہنا شروع کر دیا کہ میرے استاد نے جو مذہب قبول کیا

ہے وہ جھوٹا ہے۔ وہ اسلام نہیں ہے۔ احمدی اور غیر احمدی اس کی باتیں سن کر اکٹھے ہوئے۔ ان میں کم از کم یہ شرافت تھی کہ بجائے مخالفت کرنے کے اکٹھے ہوئے اور یہ کہا کہ اگر یہ شاگرد سچا ہے اور استاد جھوٹا ہے تو شاگرد اپنی سچائی کا نشان دکھائے۔ اور اسی طرح اگر استاد سچا ہے اور شاگرد جھوٹا ہے تو استاد نشان دکھائے۔ بہرحال پرانے امام کا وہاں اثر تھا لیکن مخالفت کی وجہ سے لوگوں نے صرف نمازیں پیچھے پڑھنا چھوڑ دیں۔ عوام کے اس طریقِ فیصلہ کو نورالدّین صاحب نے قبول کر لیا جو احمدی ہوئے تھے اور کہا کہ میرا یقین ہی نہیں بلکہ ایمان ہے کہ میرا مذہب احمدیت حقیقی اسلام ہے اور سچا ہے۔ میرا خدا ضرور کوئی نشان دکھائے گا۔ چنانچہ اس نشان کے اگلے دو تین دن کے اندر اس گاؤں میں تیز بارش ہوئی اور ساتھ بجلی گری۔ اور اس بجلی کے گرنے سے اس شاگرد کے تین چار جانور مَر گئے۔ باقی سارا گاؤں محفوظ رہا۔ اس نشان کے بعد اب لوگ مخالفت چھوڑ گئے ہیں اور وہاں مزید 92 بیعتیں ہوئی ہیں اور بیعتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ ہیں سماوی نشانات جو اللہ دکھاتا ہے۔

یہ دو مثالیں سامنے آئی ہیں تو مَیں نے آپ کے سامنے رکھ دی ہیں۔ اللہ کے فضل سے رپورٹس میں روزانہ ہی کوئی نہ کوئی خوشخبری اور خوش کُن باتیں مل رہی ہوتی ہیں۔ اور الٰہی تائیدات کے یہ واقعات دیکھ کر نومبائعین کے ایمان اور بھی مضبوط ہوتے ہیں۔ یہ صرف افریقہ کی ہی بات نہیں ہے۔ تائیدات کے نشانات انڈیا میں بھی نظر آتے ہیں۔ اَور جگہوں پر بھی نظر آ رہے ہیں۔ انڈیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے باقی ممالک کی طرح احمدی نومبائعین بھی ایمان اور ایقان میں بڑھ رہے ہیں۔ دلوں کی یہ تبدیلی الٰہی تائیدات نہیں تو اَور کیا ہے۔ کوئی زبردستی دلوں کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ مخالفین کی مخالفتوں اور اُس کے لئے تمام زور صَرف کرنے کے باوجود ان احمدیوں کے ایمان مضبوط ہو رہے ہیں اور مسیح موعودؑ کی بیعت پر پورے یقین سے قائم ہیں۔ بلکہ بعض جگہ لالچ بھی دیا جاتا ہے۔ افریقن ممالک جن میں عموماً غربت بہت زیادہ ہے اور غریب کا لالچ میں آ جانا بھی آسان ہے۔ لیکن غریب ہی ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ ایمان لانے والوں میں سبقت لے جاتے ہیں اور جنّت میں جانے والوں میں بھی سب سے پہلے جانے والے وہی ہیں۔

اس ایمان کی مضبوطی کے بھی ایک دو واقعات سُنا دوں۔ یمنن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ یمنن کے ریجن داسا میں مخالف مولوی لوگوں کو احمدیت سے دور رکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور جو لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کر لیتے ہیں مولوی اُن کے گاؤں میں جا کر انہیں مسجد بنا کر دینے کا وعدہ کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ سے اپنے تعلقات ختم کرنے پر زور دیتے ہیں۔ بالخصوص جن دیہاتوں میں احمدیت کا نفوذ پہلی بار ہوا ہے انہیں وَرغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ داسا شہر سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں اِگانگبا(Igangba) میں جب مولویوں کا وفد پہنچا اور انہوں نے نومبائعین کو وَرغلانے اور احمدیت چھوڑنے کا کہا اور ساتھ انہیں مسجد بنا کر دینے کا وعدہ بھی کیا۔ انہیں سعودی عرب، کویت اور یہ جو دوسرے ملک ہیں مساجد بنانے کے لئے رقوم بھی فراہم کرتے ہیں۔ نومبائعین نے انہیں روک دیا اور کہا ہم گذشتہ کئی سالوں سے مسلمان ہیں آپ لوگ تو کبھی بھی ہمیں نماز روزہ سکھانے نہیں آئے، اَور اب احمدیوں نے ہمیں قرآن اور نماز سکھانا شروع کی ہے تو تم لوگ مسجد بنانے اور احمدیت کو چھوڑنے کا سبق دینے آ گئے ہو۔ اگر ہمارے گاؤں میں مسجد بنے گی تو وہ جماعت احمدیہ کی ہی بنے گی ورنہ نہیں بنے گی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں میں جماعت کی مسجد تعمیر ہو گئی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے۔ ان غریبوں کو شاید دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے ملتی ہو لیکن ایمان کے مقابلے میں سب کچھ ہیچ ہے۔ کاش کہ یہی بات ہمارے برّصغیر کے مسلمانوں کو بھی نظر آ جائے اور وہ مولوی کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حق کی پہچان کرنے والے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان پیدا کرنے والے بن جائیں۔

پھر کانگو کنشاسا سے طاہر منیر صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت بیٹا(Bita) کے قریبی گاؤں میں مخالفین نے ایک مسجد تعمیر کی تھی۔ بیٹا میں جماعت کی مسجد نہ ہونے کے باعث مخالفین نے احمدیوں کو بہکانے کی کوشش کی کہ تم بغیر مسجد کے نمازیں ادا کرتے ہو ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تم ہماری مسجد میں آ کر جمعہ ادا کر لیا کرو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ لیکن احمدی احباب اپنے ایمان پر قائم رہے اور ان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور ارادہ کیا کہ ہم خود اپنی مسجد بنائیں گے۔ چنانچہ اس سال نومبر میں احباب نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک مسجد تعمیر کر لی ہے اور 3/دسمبر کو اس کا افتتاح بھی ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا نام رکھ دینا۔ چنانچہ ''مسجد محمود'' نام رکھا ہے۔ اس مسجد سے جہاں یہاں کے احمدی احباب کے ایمان مضبوط ہوئے ہیں اس کے ساتھ ہی غیر از جماعت مخالفین کے منہ بھی شرم سے بند ہو گئے ہیں کہ احمدیت سے ہٹانے کی ان کی کوئی بھی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ افتتاح کے بعد گاؤں کے چیف دیگر معززین کے ساتھ وہاں آئے اور امیر صاحب کو کہا کہ آپ کی مسجد میں MTA لگ گیا ہے جو اس گاؤں کے لئے عزت کا موجب ہے اور سب بہت خوش ہیں۔ یہاں جو پہلی مسجد تھی اس کے بنانے میں تو مرکز نے کچھ مدد کی تھی لیکن اب یہ یہاں مسجد بھی خود ہی بنا رہے ہیں۔

پس یہ مضبوط ایمان ہے جو جماعت احمدیہ میں اس وقت ہمیں نظر آتا ہے۔ دنیا کے دُور دراز کونوں میں جہاں جانے کے لئے سواری کا بھی کئی کئی دن انتظار کرنا پڑتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے اسلام کی حقیقی تعلیم پانے والے اپنے ایمان اور یقین میں روز بروز اضافہ کر رہے ہیں۔

یہاں مَیں اپنے احمدی انجینئرز کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں جنہوں نے ان جگہوں پر بڑی محنت اور قربانی سے جا کر سولر انرجی کے پینل لگائے ہیں اور بجلی کی وائرنگ وغیرہ کی ہے اور ایم۔ٹی۔اے کی سہولت مہیا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی جزا دے۔ اس بستی کے غریب لوگ بھی یہ جلسہ اس وقت دیکھ رہے ہوں گے اور قادیان کی بستی کے نظارے کر

رہے ہوں گے۔ یہ ہے خدا تعالیٰ کے اعلان اِنِّیْ مَعَكَ (تذکرہ صفحہ 630 ایڈیشن چہارم) کا اظہار جو آج بھی ہمیں ہر طرف نظر آ رہا ہے۔

مَیں نے گذشتہ خطبہ میں کہا تھا کہ ہمیں تو ہر طرف احمدیت کی ترقی کے نظارے نظر آ رہے ہیں مخالفتیں بیشک اپنی جگہ لیکن ان مخالفتوں نے جماعت کی ترقی کے راستے نہیں روکے۔ مُلّاں جہاں بھی ہے، جس ملک میں بھی ہے اپنا زور لگا رہا ہے کہ احمدیت کو ختم کرے۔ اس کوشش میں ہے کہ جانی اور مالی نقصان پہنچا کر احمدیوں کو اُن کے دین سے برگشتہ کرے لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر مخالفین کے ہر حربے کو اُن پر الٹا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام، اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر نئی زمین اور نئے آسمان بنا رہا ہے۔ دنیا میں جہاں بھی اسلام کی خوبصورت اور حقیقی تعلیم پھیل رہی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان غلاموں کے ذریعے سے پھیل رہی ہے اور جن جگہوں پر احمدی یہ تعلیم پہنچا رہے ہیں، ہمارے مبلغین اور دوسرے کام کر رہے ہیں وہاں کے شرفاء مسلمان بھی اور غیر مسلم بھی اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے کہ حقیقی اسلام یہی ہے۔ افریقہ میں تو پڑھے لکھے مسلمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مولویوں نے ہمارے ذہنوں میں اس قدر احمدیت کی نفرت بھر دی تھی کہ ہم احمدیت کا نام بھی سننا گوارا نہیں کرتے تھے لیکن اب کسی طرح اتفاق سے احمدیت کا پیغام ہمارے کانوں میں پڑا ہے تو حقیقتِ حال کا علم ہوا ہے۔ اور ہم اگرچہ ابھی شامل تو نہیں ہیں لیکن پھر بھی بھرپور تعاون کرتے ہیں اور مخالفت ترک کرنے کی یقین دہانی کرواتے ہیں۔

یہ مخالفتیں تبلیغ کے راستے بھی کھولتی ہیں۔ یمن میں ہی ایک جگہ دو تین غیر از جماعت جو بڑے پڑھے لکھے اور امیر لوگ تھے دو تین جمعے ہماری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے آتے رہے۔ چند دنوں کے بعد انہوں نے بتایا کہ ہم مولوی کی بات کی تصدیق کرنے آئے تھے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ یہ لوگ غیر مسلم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالیاں دیتے ہیں۔ وہاں عموماً وہ اگلے جمعہ کا جو خطبہ سناتے ہیں وہ میرے خطبوں کا خلاصہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ خطبے سن کے تو ہمیں سوائے عشقِ رسول اور عشقِ خدا کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اور انہوں نے برملا اظہار کیا کہ ہم یہ دیکھ کر حیران ہوئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر بڑھے ہوئے لوگ ہیں جس کے متعلق ہمارے مولوی یہ کہتے ہیں۔ انہوں نے پھر یہ بھی کہا کہ ہم گو آپ کی جماعت میں ابھی شامل نہیں ہو رہے لیکن آپ کی سچائی کو دیکھ کر ہمارے دل میں یہ جوش پیدا ہوا ہے کہ ہم آپ کی تبلیغ میں حصہ لیں اور اس کے لئے اُن میں سے ایک نے کہا کہ مَیں آپ کو ریڈیو پر وقت خرید کر دوں گا تا کہ آپ احمدیت اور حقیقی اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ تو یہ انقلابات ہیں جو پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے زمین عطا کرنے کے نظارے۔

پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں اور رسولوں کے حق میں ایسے تائید کے نظارے دکھاتا ہے اور دکھاتا رہا ہے۔ اگر یہ جماعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتی تو کب کی مٹ چکی ہوتی۔ یہ ایسے تائید کے نظارے ہیں کہ بعض دفعہ احمدی خود بھی حیران ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس کس طرح نظارے دکھا رہا ہے۔ مخالفین کے منصوبے ان پر اُلٹائے جاتے ہیں۔ اور ہم نے احمدیت کی تاریخ میں یہی دیکھا ہے کہ مخالفینِ احمدیت اپنے جن خداؤں پر انحصار کرتے ہوئے اپنے زعم میں احمدیت کو ختم کرنے کے لئے اٹھے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کے خداؤں کو نیست و نابود کر دیا۔ مذاہب کی یہی تاریخ ہے جس کو دیکھ کر عقل والے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے ان نام نہاد علماء پر، پڑھے لکھے مسلمانوں پر جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی انذاری پیشگوئیوں کو پڑھتے ہیں، مومن اور غیر مومن کے پرکھنے کے معیار کو پڑھتے ہیں، انبیاء کے مخالفین کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سلوک کو پڑھتے ہیں پھر بھی مخالفت سے باز نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِھِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (یوسف:112) کہ یقیناً ان تاریخی واقعات کے بیان میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ لیکن عبرت تو عقل والوں کے لئے ہے ان کی تو عقلیں ہی ماری گئی ہیں۔ مولویوں نے ان کے دماغوں پر برف جما دی ہے۔ خود ان کے اپنے اوپر برف جمی ہوئی ہے۔ ایک سو بیس سال سے احمدیت کی دنیا میں ترقی کو دیکھ کر جس میں غریبوں کی عاجزانہ کوششیں اور قربانیاں شامل ہیں اور دعائیں شامل ہیں جبکہ اس کے مقابل پر تیل کی دولت کا بے دریغ خرچ ہو رہا ہے لیکن پھر بھی ان کو عقل نہیں آتی کہ تیل کی دولت پیچھے ہٹ رہی ہے اور یہ قربانیاں اور کوششیں اپنا قدم آگے بڑھاتی چلی جا رہی ہیں۔ ترقی پر ترقی کی منازل طے ہو رہی ہیں۔ غریب جو ہے اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ساتھ آگے قدم بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ کیا اب یہ لوگ خدا سے لڑیں گے؟ بہتر ہے کہ احمدیوں پر ظلم کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی تقدیر جو اسلام کی فتح کے لئے مسیح و مہدی کے ذریعے سے ظاہر ہو رہی ہے اس کا حصہ بن جائیں۔ ورنہ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (ابراہیم:16) (اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے فتح مانگی اور ہر جابر دشمن ہلاک ہو گیا) کا انذار جیسے پہلے سچا ثابت ہوتا آیا ہے آج بھی اپنی ہیبت ناک چمک دکھانے کی طاقت رکھتا ہے۔

پس ہوش کرو اور ہوش کرو کہ خدا تعالیٰ کے منصوبوں کے آگے جب بھی اپنے منصوبے لاؤ گے، نہ صرف تمہارے منصوبے پارہ پارہ ہو جائیں گے بلکہ تم خود بھی تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیئے جاؤ گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں اُن کے لئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افتراء ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے؟ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن رُوسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے“۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 349)

اللہ تعالیٰ دنیا کی آنکھیں کھولے اور وہ اپنی ظالمانہ حرکات سے باز آتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کو پہچان لیں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں۔ اللہ کرے ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن ماننے والوں میں شامل ہو جائیں جن کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

”مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی۔ تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ہوگئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حَکَم بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے“۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 349-350)

خدا تعالیٰ ہمیں یہ معیار حاصل کرنے والا بنائے۔ ہمیشہ ہمارے سینے کُھلے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ثباتِ قدم عطا فرمائے۔ ہماری مرضی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے تابع ہو جائے۔ ہم نفسانی خواہشات ترک کرنے والے ہوں اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھانے والے بن جائیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں دشمنوں کے شرّ سے محفوظ رکھے اور دشمن کا ہر شرّ اور ہر وار اس پر اُلٹا دے۔ اور ہمارے لئے زمین میں فراخی پیدا کرتا چلا جائے۔

اب اس کے بعد دعا ہوگی۔ دعا میں اسیران اور شہداء کی فیملیوں کو بھی یاد رکھیں۔ اسیران کو یاد رکھیں اور جیسا کہ میں نے کہا ہمارے ایک معلّم اغواء ہوئے ہیں اسی طرح پاکستان میں چند لوگ اغواء ہوئے ہوئے ہیں، اُن کے لئے بھی اللہ تعالیٰ جلد بازیابی کے سامان پیدا فرمائے۔ خدا تعالیٰ ہمیں ہر قسم کا شرّ جو دشمن ہمارے لئے استعمال کرتا ہے اس سے بچائے اور اُسی پر اس کے اُلٹانے کے سامان پیدا فرمائے۔ پھر بعض لوگ مختلف جہتوں سے پاکستان میں بھی اور باقی جگہوں میں بھی تکلیفیں اُٹھانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی تکلیفوں کو بھی دور فرمائے۔ ہر قسم کی قربانیاں کرنے والوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ درویشانِ قادیان کو بھی یاد رکھیں ان میں سے اب چند ایک رہ گئے ہیں۔ اُن کی اولادوں کو بھی کہ وہ اپنے بزرگ آباء کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہوں۔ اور جس قسم کی قربانی ان کے باپ دادا نے دی ہے اُس کو یاد رکھتے ہوئے ہمیشہ خالص ہو کر جماعت کی خدمت کرنے والے ہوں۔ جماعت کی ترقی کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ہر قدم پر، ہر ملک میں، دنیا میں ہر جگہ جماعت کو ترقی عطا فرماتا چلا جائے اور اپنے سماوی نشانات سے، اپنی تائیدات سے ہمیں ہمیشہ نوازتا رہے۔ انسانیت کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے دنیا کو عقل دے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے ان کو بچائے۔ اور دنیا آج کل جس تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے۔ اور تمام دنیا ایک امن اور آشتی کا گہوارہ بن جائے اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ قادیان 2010ء سے خطاب، الفضل انٹرنیشنل 25 فروری 2011ء)

سالِ نَو کے موقع پر تازہ دعائیہ تحریک

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 31 دسمبر 2021ء میں خصوصی دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

کل ان شاء اللہ نیا سال بھی شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنے والے سال کو افرادِ جماعت کے لیے، جماعت کے لیے من حیث الجماعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ ہر قسم کے شر سے جماعت کو محفوظ رکھے اور دشمن کے جماعت کے خلاف منصوبے خاک میں ملا دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے کیے ہیں اُن وعدوں کو ہم بھی اپنی زندگیوں میں کثرت سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے بھی دکھائے۔ پس بہت دعائیں کرتے رہیں۔ نئے سال میں دعاؤں کے ساتھ داخل ہوں۔ تہجد کا بھی خاص اہتمام کریں۔ اجتماعی طور پر نہیں تو انفرادی طور پہ گھروں میں بھی تہجد کی نماز ادا کرنی چاہیے۔ اوّل تو یہ مستقل عادت ہونی چاہیے۔ لیکن کل سے جب پڑھیں یا آج رات سے تو اس کو بھی کوشش کریں کہ مستقل حصّہ زندگیوں کا بن جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی دے، آمین۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درود شریف اور استغفار کے علاوہ یہ دعائیں کثرت سے پڑھنے کی تاکید فرمائی:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تُو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔

اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی توفیق دے، آمین۔

اک حرفِ ناصحانہ

اوائل 1984ء میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ”اک حرفِ ناصحانہ“ کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کر کے پاکستان کے طول وعرض میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اس کتابچے میں معاندین جماعت کے اُن مطالبات پر تفصیلی بحث کی گئی تھی جنہیں بنیاد بنا کر بدنام زمانہ آرڈیننس 20 جاری کیا گیا تھا۔ اس کتابچہ کا پیش لفظ ہدیہ قارئین ہے جو ایک جامع انتباہ ہے اور آج کے حالات پر بھی صادق آتا ہے۔

یہ ایک حیران کُن توارد ہے کہ وطنِ عزیز پاکستان کو جب بھی سیاسی عدمِ استحکام اور اندرونی و بیرونی خطرات کا سامنا ہوتا ہے تو ایک مخصوص طبقہ علماء جو زیادہ تر جمعیت علمائے پاکستان کے احراری گروپ سے تعلق رکھتا ہے، ملک کی توجہ اصل اور حقیقی خطرات سے ہٹا کر جماعت احمدیہ کی طرف مُنعطف کرنے کی بھرپور کوشش شروع کر دیتا ہے۔ اس کوشش میں یہ لوگ اس قدر جوش دکھاتے ہیں کہ سچ اور جھوٹ، حقیقت اور افسانہ، انصاف اور بے اِنصافی کی کوئی تمیز باقی نہیں رہتی۔ یہاں تک کہ جب عوام النّاس جھوٹ کی تکرار کو سُن سُن کر اس پر سچ کا گماں کرکے ان کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں تو بد قسمتی سے دیگر بہت سے مکاتبِ فکر کے علماء بھی اس احتمال سے ان کی تقلید پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ مبادہ وہ خاموش رہ کر جماعت احمدیہ کی تائید کرنے والوں میں شمار نہ کئے جائیں یا کہیں اِس جہاد کا تمام تر اعزاز ان لوگوں کے حصّے میں ہی نہ آجائے۔

آج کل جبکہ مُلک کے اِستحکام کو سبوتاژ کرنے کے لیے اندرونی و بیرونی عوامل سر اُٹھا رہے ہیں اور شمال اور مشرق سے بعض خطرات پیش قدمی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ان علماء کی طرف سے جماعت احمدیہ کے خلاف فِتنہ و فساد برپا کرنے کی سَر توڑ کوشش بھی روز بروز شدّت اختیار کرتی جارہی ہے۔

پاکستان کی تاریخ سے شناسائی رکھنے والے اہلِ وطن غالباً اِس یاددہانی کے محتاج نہیں کہ قیامِ پاکستان سے قبل احراری علماء کا یہی وہ گروہ تھا جو رُوس نواز اِنڈین نیشنل کانگرس کا پُرجوش مویّد اور بانیٔ پاکستان حضرت قائدِاعظم محمد علی جناح کے اشدّ ترین مخالفوں میں سے تھا۔ پس ہر اہم قومی بُحران کے موقع پر اس گروہ کا جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش ہونا بے مقصد اور بے معنی نہیں۔

حال ہی میں جماعت احمدیہ کی مخالفت میں جو تحریک چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کا زیادہ تر حصّہ جماعت احمدیہ کے مقدّس امام اور دیگر بزرگان کے خلاف اِنتہائی فحش کلامی پر مشتمل ہے۔ ایسی زبان استعمال کی جارہی ہے کہ اسے نقل کرنا بھی کِسی شریف انسان کا قلم گوارا نہیں کرتا۔ لیکن تعلیمِ قرآن ہمیں اس عمل سے باز رکھتی ہے کہ اس جہالت کا جواب جہالت سے دیں۔ لہٰذا اس معاملہ کو ہم اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ البتہ یہ دیکھ کر تعجّب اور افسوس ضرور ہوتا ہے کہ وطنِ عزیز کے مسلمان شرفاء ان لوگوں سے کیوں نہیں پُوچھتے کہ منبرِ رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر ایسی زبان استعمال کرتے ہوئے تم کیوں خدائے اَحکم الحاکمین کو بُھول جاتے ہو؟ کیوں خوفِ خدا نہیں کرتے؟

موجودہ تحریک کا دوسرا پہلو یہ کہ جماعتِ احمدیہ پر انتہائی ناپاک اور بے سروپا اِلزامات لگائے جا رہے ہیں۔ احمدیوں کو قوم، وطن اور اسلام کا غدّار قرار دیا جا رہا ہے۔ ہر قسم کے بھیانک جرائم اِن کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں اور اس بِناء پر احمدیوں کے خلاف کھلم کھلا قتل و غارت کی تلقین کی جا رہی ہے۔ اِن کے اموال لُوٹنے کی ترغیب دی جا رہی ہے، ان کے شہری حقوق اور مذہبی آزادی کو سَلب کرنے کے مشورے دیئے جا رہے ہیں لیکن کوئی نہیں جو انہیں روکے اور مہذّب مملکت میں بسنے والے پُرامن اور قانون پسند شہریوں کی حق تلفی سے انہیں باز رکھے۔ کوئی آواز ظالم کے خلاف اور مظلوم کے حق میں نہیں اُٹھتی۔ سب خاموش ہیں۔ وہ شاعر بھی جو ویت نام اور جنوبی افریقہ کے لیے تو تڑپ اُٹھتے ہیں وہ ادیب بھی جو نکاراگوا اور اری ٹیریا کی حمایت میں آواز بلند کرتے ہیں اور وہ کالم نویس بھی جو فلپائن اور بھارت کی مُسلم اقلیتوں کے حقوق کی تائید میں شدید اِضطراب دکھاتے ہیں خود اپنے وطن میں اپنے شہروں، اپنے دیہات اور اپنی گلیوں میں رُونما ہونے والی انسانی حقوق کی اِس پائمالی کا کوئی نوٹس نہیں لیتے۔ اَربابِ حَل و عقد کی خاموشی کا عُقدہ بھی لاینحل ہے۔ رمُوزِ سلطنت کو جاننے والے ہی اِن اِسرار سے پَردہ اُٹھائیں تو اُٹھائیں ہم تو صرف یہ دیکھ رہے ہیں کہ کوئی نہیں جو ان کی زبان کو ادب سکھائے اور قانون کی بالادستی کے سبق ان کو پڑھائے۔

اِس معاملہ کو بھی ہم اَحکم الحاکمین خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ پہلے بھی بارہا ابتلاء کے ان کربلاؤں میں سے انتہائی صبر و رضا کے ساتھ گذر چکی ہے۔ وہ خدا جو ہمیشہ اِس مظلوم جماعت کی نصرت فرماتا رہا ہے اَب بھی اُسی کی ذات اور اُس کی قادرانہ تائیدات پر ہماری نظر ہے۔

ایک تیسرا پہلو اِس مخالفت کا یہ ہے کہ اِسلام کے مقدّس نام پر رائے عامہ کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے اِسلام میں ان کے لیے بنیادی انسانی حقوق، حقوقِ شہریّت اور شرفِ انسانیّت بلکہ عام حُسنِ سلوک کی بھی کوئی گنجائش نہیں اور مذہبی اِختلاف کی بِناء پر جبر کرنا نہ صرف جائز بلکہ کارِ ثواب ہے۔ چنانچہ حکومت سے جماعت کے خلاف انتہائی ناواجب پابندیاں عائد کرنے کے مطالبات ہو رہے ہیں اور عوامی جذبات کو اپنی تائید میں اُبھار کر جماعت کے مذہبی مُعتقدات میں مداخلت کے لیے راستہ ہموار کیا جا رہا ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس ضِمن میں ہم اپنے مؤقف کی وضاحت کریں تا کہ آپ خود فیصلہ کرسکیں کہ ہمارے خلاف اِن لوگوں کے مطالبات کِس حدتک مبنی بر انصاف ہیں۔

(تقریر برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2008ء)

خلافت احمدیہ کے خلاف اُٹھنے والی تحریکات کا عبرتناک انجام

(مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ سلسلہ)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ۞ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ:22-21)

خدا خود سوزد آں کِرم دَنی را
کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغِ برّانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

شروع میں تلاوت کی گئیں آیاتِ قرآنی کا ترجمہ یہ ہے:

"یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی انتہائی ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے"۔

یہ خدا کی تقدیر ہے کہ جب تاریک رات میں اس کی کوئی شمع روشن کی جاتی ہے، کوئی دِیا روشن کیا جاتا ہے، کوئی دیپ جلایا جاتا ہے تو مختلف قسم کے کیڑے پتنگے اور حشرات الارض اس کو بجھانے کے لیے چڑھ دوڑتے ہیں بھلا کون ہے جو خدا کے جلائے ہوئے اس چراغ کو بجھا سکے۔

نہ بجھا سکیں اُنہیں آندھیاں جو چراغ ہم نے جلائے تھے
کبھی لَو ذرا سی جو کم ہوئی تو لہو سے ہم نے اُبھار دی

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مخالفتوں کے طوفان ہمیشہ اٹھتے چلے آئے ہیں۔ دشمنی کی آگ انبیاء اور ان کی جماعتوں کے خلاف ہمیشہ جلائی جاتی رہی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔
(البقرۃ:215)

"کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ ابھی تک تم پر اُن لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ انہیں سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہلا کر رکھ دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور وہ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ سنو! یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے"۔

اس ضمن میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت خبّابؓ بن الارت بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنجنابؐ سے اپنے دکھوں اور تکلیفوں کا ذکر کیا۔ آپ کعبہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے۔ دعائیں نہیں کرتے کہ

اللہ تعالیٰ ہماری یہ سختی کے دن ختم کر دے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ”تم سے پہلے ایسے انسان بھی گذرے ہیں کہ مذہبی دشمنی کی وجہ سے ان کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا اور اس میں انہیں گاڑ دیا جاتا پھر آرے سے چیر کر انہیں دوٹکڑے کر دیا جاتا لیکن وہ اپنے دین اور عقیدے سے نہ پھرتے تھے۔ بعض اوقات لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچ لیا جاتا۔ یہاں تک کہ ہڈیاں اور پٹھے ننگے کر دیئے جاتے لیکن یہ ظلم انہیں اپنے دین سے نہ ہٹا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور کمال اور اقتدار بخشے گا“۔

(بخاری کتاب المناقب، علامات النبوۃ فی الاسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ سنت اللہ ہے کہ مامور من اللہ ستائے جاتے ہیں، دکھ دیئے جاتے ہیں۔ مشکل پر مشکل ان کے سامنے آتی ہے۔ نہ اس لئے کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ نصرتِ الٰہی کو جذب کریں۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ کی مکّی زندگی مدنی زندگی کے بالمقابل دراز ہے“۔ یعنی لمبی ہے۔ ”چنانچہ مکّہ میں تیرہ برس گزرے اور مدینہ میں دس برس۔ جیسا کہ اس آیت سے پایا جاتا ہے ہر نبی اور مامور من اللہ کے ساتھ یہی حال ہوا ہے کہ اوائل میں دکھ دیا گیا ہے۔ مکّار، فریبی، دکاندار اور کیا کیا کہا گیا ہے“۔ یہی کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا گیا اور کہا جاتا ہے۔ ”کوئی بُرا نام نہیں ہوتا جو ان کا نہیں رکھا جاتا۔ وہ نبی اور مامور ہر ایک بات کی برداشت کرتے اور ہر دکھ کو سہہ لیتے ہیں۔ لیکن جب انتہا ہو جاتی ہے تو پھر بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے دوسری قوت ظہور پکڑتی ہے۔ اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کا دکھ دیا گیا ہے اور ہر قسم کا برا نام آپؐ کا رکھا گیا ہے۔ آخر آپؐ کی توجہ نے زور مارا اور وہ انتہا تک پہنچی جیسا اِسۡتَفۡتَحُوۡا سے پایا جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیۡدٍ (ابراھیم:15) تمام شریروں اور شرارتوں کے منصوبے کرنے والوں کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ توجہ مخالفوں کی شرارتوں کے انتہاء پر ہوتی ہے کیونکہ اگر اوّل ہی ہو تو پھر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ مکّہ کی زندگی میں حضرتِ احدیّت کے حضور گرنا اور چلّانا تھا جو اس حالت تک پہنچ چکا تھا کہ دیکھنے والوں اور سننے والوں کے بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ مگر آخر مدنی زندگی کے جلال کو دیکھو کہ وہ جو شرارتوں میں سرگرم اور قتل اور اخراج کے منصوبوں میں مصروف رہتے تھے سب کے سب ہلاک ہوئے اور باقیوں کو اس کے حضور عاجزی اور منت کے ساتھ اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے معافی مانگنی پڑی“۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 424۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا:

”پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان کے ساتھ سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے“۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

آنجناب صلعم نے اپنی اس حدیث میں جس میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ذکر ہے ”مُلکاً عاضاً اور مُلکا جبریۃ“ کہہ کر ظلم وستم، جبر و استعداد کے پہاڑ ڈھانے والی حکومتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ انجامِ کار خدا ان حکومتوں کو پاش پاش کر دے گا، ان کے عزائم کو خاک میں ملا دے گا۔

خلافت احمدیہ پر سب سے پہلا حملہ

خلافت احمدیہ کے خلاف اُٹھنے والا سب سے پہلا فتنہ سب سے پہلا حملہ خود اپنوں کی طرف سے ہوا۔

”من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد کچھ ہمارے بھائی سوتیلے پن کا روپ دھار گئے، بے وفائی اور بدعہدی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے لگے نہ معلوم کس سانپ نے ان کو سونگھ لیا کہ شب و روز ”اب خلافت کی ضرورت نہیں“ کے الفاظ کا پراپیگنڈا کرنے لگے۔ مولوی محمد علی صاحب کہنے لگے:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات لاہور میں ہوئی۔ ...... آپؑ کی نعش مبارک جب قادیان پہنچی تو باغ میں خواجہ کمال الدین صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ یہ تجویز ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین حضرت مولوی نورالدین صاحب ہوں........ یہ بھی تجویز ہوئی کہ سب احمدی ان کی بیعت کریں۔ مَیں نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں اُنہیں بیعت کی ضرورت ہے اور یہ ”الوصیت“ کا منشاء ہے۔........ اور اس پر اب تک قائم ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جن لوگوں نے بیعت کی ہے اُنہیں آپؑ کی وفات کے بعد کسی دوسرے شخص کی بیعت کی ضرورت نہیں اور نہ بیعت لازمی ہے لیکن بایں ہمہ مَیں نے بیعت کر بھی لی ہے اس لیے کہ اس میں جماعت کا اتّحاد تھا“۔

(حقیقت اختلاف مؤلفہ مولوی محمد علی مطبوعہ 1922ء صفحہ 30-29)

خواجہ کمال الدین لکھتے ہیں:

”اگر خلیفہ اور جانشین ہم معنی اور مترادف ہیں تو پھر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا خلیفہ کس کو بنایا۔ دیکھو تمہاری انجمن کو خود مسیح موعودؑ نے کہا کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس لیے جس قدر خلیفے ہوں ان کو تم خود انتخاب کرتے ہو اس لیے تمہارے انتخاب پر وہ خلیفۃ المسیح ہوتے ہیں لیکن انجمن کا نام خود مسیح موعودؑ نے خلیفۃ المسیح رکھا ہے“۔

(اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب صفحہ 51)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں:

”ہم نے صاف کہہ دیا تھا کہ جناب مرزا صاحب نبی نہ تھے بلکہ آنحضرت صلعم کے خلیفہ تھے اور خلافت نبوت کی ہوتی ہے۔ خلافت کی خلافت ایک بے معنی بات ہے“۔

(رسالہ مرأۃ الاختلافات مؤلفہ ڈاکٹر بشارت احمد مرحوم مطبوعہ 1938ء)

جماعت احمدیہ میں پیدا ہونے والے اس فتنہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے کس طرح مردانہ وار مقابلہ کیا اور اس سازش کا کیسے قلع قمع کیا، اس کے ثبوت کے طور پر حضورؓ کے ہی الفاظ میں چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔فرمایا:

"تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دُکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ مَیں اپنے مرزا کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔ آپؓ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں، انجمن مشیر ہے۔ اس کا رکھنا خلیفہ کے لیے ضروری ہے۔ جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہوجائے گا تو مَیں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا یا بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّا بھی کرسکتا ہے اس لیے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور مَیں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے"۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ "مَیں ان لوگوں کے طریق کو بھی پسند نہیں کرتا جنہوں نے خلافت کے قیام کی تائید میں جلسہ کیا ہے اور فرمایا جب ہم نے ان لوگوں کو جمع کیا تھا تو ان کا کوئی حق نہ تھا کہ وہ الگ جلسہ کرتے۔ ہم نے ان کو اس کام پر مقرر نہیں کیا تھا اور پھر جبکہ خدا نے مجھے یہ طاقت دی ہے کہ مَیں اس فتنہ کو مٹا سکوں تو انہوں نے یہ کام خود بخود کیوں کیا"۔

(خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریک صفحہ 19 بحوالہ سوانح فضل عمر موٴلفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب جلد اوّل صفحہ 196-195)

ایک اور موقع پر فرمایا:

"مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔......... اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔......... تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو، مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو۔ توبہ کر لو......... تھوڑے دن صبر کرو پھر جو پیچھے آئے گا اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا"۔

(بدر قادیان یکم فروری 1912ء)

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے خداداد عزائم کے ساتھ، اس کی تائید اور نصرت کے ساتھ اہلِ لاہور کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ خلافت کا نوخیز پودا اِن کی آندھیوں اور طوفانوں سے محفوظ رہا۔ بھلا منہ کی پھونکوں سے خدا کے ہاتھ سے جلائے ہوئے چراغ بھی کہیں بجھتے ہیں؟ کہاں مولوی محمد علی؟ کہاں ہیں خواجہ کمال الدین؟ کاش ان کی روح آج دنیا میں واپس آ کر مشاہدہ کرسکتی کہ خلافت کے دامن کو مضبوطی سے تھامنے والے، بظاہر بے زَر، احمدیت کے دیوانوں کی تعداد آج کروڑوں میں داخل ہوچکی ہے اور لاہوری جماعت کا شیرازہ ہمیشہ کے لیے بکھر چکا ہے۔ خدا نے سب روکوں کو اٹھا دیا، سب زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پاش پاش کر دیا۔ کون ہے جو خدائی ارادوں کو روک سکے؟

دیوانے بھلا کب رُکتے ہیں رستے میں کھڑی دیواروں سے
ہم ہنستے کھیلتے گزریں گے طوفانوں سے منجدھاروں سے

کاروانِ احمدیت پوری شان کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔ 1914ء میں اس کے میرِ کارواں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ صاحب بنے۔ جماعت کے دوسرے خلیفہ، عظیم باپ کے عظیم بیٹے، ان کے متعلق خود خدا نے یہ فرمایا تھا "وہ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سَر پر ہوگا۔........" پھر فرمایا "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔

اب خدا نے جماعت کا انتظام و انصرام اور اس کی باگ ڈور آپ کے ہاتھوں میں تھمائی، اس کے ساتھ طاغوتی طاقتوں، معاندین کی شرارتوں، مخالفتوں اور طوفانِ بدتمیزی بھی عروج پر تھا۔

مجلسِ احرار کی فتنہ پردازیاں

1932-33ء میں بعض مخالفین نے خاص طور پر مجلسِ احرار نے جماعت احمدیہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی دھمکیاں دینی شروع کیں۔ اندر ہی اندر سازشیں تیار ہونے لگیں۔ حکومتِ وقت بھی ان کے نارَوا، ناشائستہ اور ناجائز حملوں کی پشت پناہی کرنے لگی۔ احراریوں کے عزائم اور منصوبے کیا تھے ان کی ایک جھلک احراری لیڈروں کے ان بیانات اور اعلانات سے ہوتی ہے جو اس وقت کے اخبارات میں شائع ہوتے رہے صرف چند بیانات عرض کرتا ہوں، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"ابھی تھوڑے دنوں کا واقعہ ہے کہ احرار کے لیڈروں میں سے ایک لیڈر نے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے ایک مجلس میں جو صلح کے لیے منعقد ہوئی تھی کہہ دیا کہ ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم احمدیوں کو کُچل ڈالیں گے"۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 8)

پھر ایک احراری لیڈر لکھتے ہیں:

”عنقریب چند یوم میں خلیفۂ قادیان قتل کیا جائے گا اور منارہ گرا دیا جائے گا۔ گورنمنٹ سُن لے کہ ہم جلدی خلیفۂ قادیان کو قتل کرا دیں گے“۔
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 373)

احراری لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری نے بیرون دہلی دروازہ لاہور میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ”لوگو! اب قادیانیت کے آخری سانس ہیں اس کا جنازہ میرے کندھوں پر اُٹھے گا اس کا آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ عنقریب قادیانیت کا قلعہ پاش پاش ہو جائے گا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں“۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 341)

لیکن اے سننے والو سنو! تھوڑے ہی عرصہ بعد خدا نے احراری جماعت اور ان کے لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری کا جنازہ نکال دیا۔ جب عطاء اللہ شاہ بخاری فالج کی وجہ سے بیمار پڑے تو میرے ایک استاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے کچھ نقدی اور ادویات کے ساتھ عطاء اللہ شاہ بخاری کی عیادت کے لیے گئے۔ تو میرے استاد نے شاہ صاحب سے باتوں باتوں میں پوچھا کہ شاہ صاحب آپ کے مرید کیا ہوئے؟ آپ کے پاس تو صرف دو آدمی نظر آرہے ہیں۔ شاہ صاحب نے اپنی زبان باہر نکالی اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔ ”جب تک یہ کُتیا (یعنی ان کی زبان) بھونکتی تھی سارا برصغیر پاک و ہند ان کا ارادت مند تھا جب اس نے بھونکنا چھوڑ دیا تو کسی کو پتہ ہی نہیں کہ میں کہاں ہوں“

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار
ہے سر راہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری راہ میں اے شریرانِ دیار

مجلس احرار کے متعلق خود ان کے اپنوں کی رائے بھی سن لیں۔ دہلی کے رسالہ ”اسلامی دنیا“ نے جولائی 1935ء کو لکھا۔ ”مجلس احرار جیسی افتراق انگیز انجمنوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے ایسے ہی غدّاروں کے ہاتھوں مسلمان ذلیل ہوئے ہیں مجلسِ احرار کی اس غدّارانہ روش کے بعد مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کی مجلسِ احرار کُوفیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جنہوں نے آلِ رسولؐ کو اور عاشقانِ اسلام کو بُلا کر یزید کے ہاتھوں شہید کرا دیا تھا“۔
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 517)

ان عقل کے اندھے احراریوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ انہوں نے کس قوم سے ٹکر لی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو باطل کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کے لیے تیار ہیں۔ مَیں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لیے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لیے تیار ہیں۔ مَیں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لیے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ اگر خود کشی حرام نہ ہوتی، اگر خود کشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو مَیں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سَو آدمیوں کو مَیں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا تو وہ سَو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا“۔ (الفضل ربوہ 18 فروری 1958ء)

پھر حضورؓ فرماتے ہیں:

”خدا نے مجھے اس غرض سے کھڑا کیا ہے کہ مَیں محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگا لے وہ اپنی طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے۔ دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لیے متحد ہو جائیں۔ مَیں پھر بھی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی۔ اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا....... یہ وہ آواز ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی آواز ہے۔ مشیت وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی مشیت ہے یہ سچائی نہیں ٹلے گی۔ نہیں ٹلے گی اور نہیں ٹلے گی اور اسلام دنیا پر غالب آ کر رہے گا“۔ (الموعود صفحہ 210)

پہاڑوں جیسا عزم رکھنے والے اس خلیفہ اور اس کی جماعت کے ساتھ ٹکر لینا چٹانوں کے ساتھ سر ٹکرانے کے مترادف تھا اسی لیے احراری لیڈر مولوی مظہر علی صاحب اظہر اپنی کتاب ”ایک خوفناک سازش“ میں لکھتے ہیں:

”مولوی ظفر علی نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا: احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے۔ احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلب زَر کے لیے ڈھونگ رَچا رکھا ہے، قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کی گاڑھے پسینہ کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں۔ کوئی ان احرار سے پوچھے بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا؟ کون سی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے؟ کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی؟ احرار! کان کھول کر سُن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دَھرا ہے؟ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے؟ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتلاؤ گے؟ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے؟ گالیاں اور بدزبانی! تُف ہے تمہاری غدّاری پر!....... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں، مختلف علوم کے ماہر ہیں، دنیا کے ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے....... مَیں حق بات کہنے سے باز نہیں رَہ سکتا یہ مَیں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو! مبلغ تیار کرو....... غیر ممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو، یہ کیا شرافت ہے کہ مرزائیوں کو گالیاں دلوا دیں۔ کیا یہ تبلیغ اسلام ہے؟ یہ تو اسلام کی مٹی خراب کرنا ہے“۔
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 513)

”والفضل ما شھدت بہ الاعداء“
”مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید“

خلافتِ ثالثہ کا دَور اور معاندینِ احمدیت

کاروانِ احمدیت اپنی منزل کی طرف رَواں دَواں ہے۔ لیکن قتل و غارت، ظلم و استبداد، گھیراؤ جلاؤ کا عمل، اور طوفانِ بدتمیزی سیلابِ خلافت کی چٹان سے ٹکراتا رہا۔ یہاں تک کہ 1974ء کا واقعہ پیش آیا۔ جماعت پر ایک اور ابتلاء کا دَور آیا۔ اسی ابتلاء میں سب سے بڑا کردار مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا تھا۔ غبی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو عقل و دانش کا بادشاہ سمجھتا تھا۔ اسلامی دنیا کا ہیرو بننے کا شوق اس کے دل میں چٹکیاں لینے لگا۔ دوسرا یہ کہ پاکستان کے ملّانوں نے اسے باور کیا کہ جو جماعت تمہیں ملک کا وزیر اعظم بنوا سکتی ہے وہی جماعت ایک دن تمہیں اسی وزارتِ عظمیٰ کی کرسی سے گرا بھی سکتی ہے۔ انہوں نے یہ تجویز دی کہ اگر تم اس جماعت کو غیر مسلم قرار دے دو تو نہ صرف یہ نوّے سالہ مسئلہ حل ہوجائے گا بلکہ ہم آپ کو ملک کا تادمِ زیست وزیر اعظم مان لیں گے اور نہ معلوم کیا کیا سبز باغ دکھائے کہ ذوالفقار علی بھٹو اقتدار کے نشے میں یہ بھی کہہ گئے کہ وہ جماعت کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دیں گے۔ لیکن وقت نے جلد ہی بتا دیا کہ قدرت نے کس کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی پکڑایا جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی کی بھیک مانگتے مانگتے تختۂ دار پر لٹکا دیئے گئے۔

1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا ’’کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ‘‘ اس کا دو طرح ترجمہ کیا جاتا ہے یعنی وہ کتا ہے اور کُتّے کے عدد پر مرے گا۔ جو اس کے عمر کے باون سال پر دلالت کرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ کُتّے پر کُتّا مرے گا۔ دونوں استدلال درست ہیں، وقت اور واقعات نے دونوں کو درست ثابت کر دیا۔ بعض اداروں نے ضیاء الحق سے درخواست کی کہ اسے بے شک پھانسی پر لٹکائیے لیکن ایک سال بعد۔ کیونکہ اس وقت بھٹو صاحب باون سال کی عمر میں ہیں۔ ورنہ احمدیوں کی بات درست ثابت ہوگی۔ کیونکہ ہماری جماعت کے بعض بزرگوں نے اس کا مصداق بھٹو کو ہی قرار دیا تھا۔ دُنیا نے زور لگالیا کہ بھٹو کو باون سال کی عمر میں پھانسی نہ لگائی جائے لیکن کون ہے جو خدا کے ارادوں کو بدل سکے۔ یہ خدا کی تقدیر تھی جو آخر پوری ہو کر رہی۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

جیسا کہ احباب جانتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو جرح کے لیے قومی اسمبلی میں بلایا گیا تھا۔ جرح کا یہ سلسلہ 05/اگست 1974ء کو شروع ہوکر 24/اگست تک جاری رہا۔ کُل باون گھنٹے یہ سلسلہ جاری رہا۔ قومی اسمبلی میں آنے سے پہلے آپ کچھ فکرمند تھے لیکن خدا نے اپنے بندے کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ’’وَسِّعْ مَکَانَکَ۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ‘‘۔ ’اپنے مکانوں میں وسعت پیدا کرو۔ دشمن نے استہزاء کو جو منصوبہ بنایا ہے اس کی پرواہ نہ کرو۔ ان کے لیے ہم کافی ہیں‘۔

مسٹر بھٹو اصل میں ایک بے دین اور دہریہ شخص تھا۔ زندگی کی آلائش سے، زیبائش سے اور نمائش سے دل لگانے والا انسان تھا۔ ’’مکتبہ صحافت لاہور‘‘ نے عبدالستار چودھری کے قلم سے ’’بھٹو کے رنگیلے وزیر‘‘ کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔جس میں انہوں نے اور ان کے ساتھیوں کی زندگی کو بے نقاب کیا ہے۔ ان کی شراب و کباب و شباب کی مجلسوں اور محفلوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ لیکن میں اپنی تقریر کو ایسی باتوں سے پاک رکھنا چاہتا ہوں۔ کتاب کے مصنف کا نام ہرچند کہ ’’عبدالستّار‘‘ ہے لیکن انہوں نے کوئی ستّاری سے کام نہیں لیا۔ بھٹو صاحب اور ان کے ساتھیوں کی زندگی کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیئے ہیں۔ اسی طرح کرنل رفیع الدین صاحب سابق سیکیورٹی سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی جیل نے بھی بھٹو کے ساتھ گذارے ہوئے آخری ایّام پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے۔ مسٹر بھٹو کو لاہور ہائیکورٹ نے 18 مارچ 1978ء کو نواب محمد احمد خان کو قتل کرانے کے جرم میں پھانسی کی سزا سُنائی تھی۔ کرنل رفیع صاحب کہتے ہیں کہ ’’جب بھٹو کو پھانسی کا فیصلہ سنایا گیا تو وحشت سے آنکھیں جیسے پھٹ گئی ہوں اُن کے چہرے پر پیلاہٹ اور خشکی آگئی۔ جو مَیں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ وہ کہتے ہیں مَیں اس حالت کو بیان نہیں کرسکتا‘‘۔

4/اپریل 1979ء کو ٹھیک دو بج کر چار منٹ پر تارا مسیح نے لیور دبایا اور بھٹو کو پھانسی کے کنوئیں میں اتار دیا۔ ’’ایک ہی جھٹکے میں طلسم زندگی باطل ہوا‘‘ کرنل رفیع صاحب کہتے ہیں ’’بھٹو کی لاش کا اس طرح لٹکنا میرے لیے ایک نہ بھلا سکنے والا منظر ہے۔ مَیں آج تک جب بھی اس کا تصوّر کرتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں‘‘۔

بھٹو صاحب کی ذلّت و رسوائی کی داستان ابھی ختم نہیں ہوئی۔ کرنل رفیع صاحب کہتے ہیں کہ ’’بھٹو کی میّت کو ننگا کر کے ایک فوٹوگرافر نے جسے ایک انٹیلی جنس ایجنسی نے بھیجا تھا، کچھ فوٹو اتارے۔ یہ جاننے کے لیے کہ بھٹو صاحب کے ختنے بھی ہوئے ہیں یا نہیں‘‘۔ (مذکور کتاب صفحہ 127)

وَ مَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ ؕ
اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ (الحج:19)

جسے خدا ذلیل کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔

جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تُو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرادے کر کے خوار

ثاقب زیروی صاحب نے کیا خوب کہا تھا:

پِستے ہیں بالآخر وہ اک دن اپنے ہی ستم کی چکی میں
انجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا، ہامانوں کا
اے صبر و رضا کے متوالو! اُٹھو تو سہی دیکھو تو سہی
طوفانوں کے مالک نے آخر رُخ پھیر دیا طوفانوں کا
آندھی کی طرح جو اُٹھے تھے اب گرد کی صورت بیٹھے ہیں
ہے میری نگاہوں میں ثاقبؔ انجام بلند ایوانوں کا

خلافت رابعہ اور دشمنانِ احمدیت

کاروانِ احمدیت اپنی منزل کی طرف رَواں دواں ہے۔ جون 1982ء میں خلافت رابعہ کا دور شروع ہوا تو معاندین اور مخالفینِ احمدیت نے ایک بار پھر قائم کردہ جماعت کو مٹانے کی ٹھانی۔ اور ایڑی چوٹی کا زور لگایا حتّٰی کہ ایک فوجی ڈکٹیٹر نے اپنی پوری حکومتی مشنری بھی اس کام پر لگادی۔ قومی اسمبلی کے 1974ء کے فیصلے کو بنیاد بنا کر احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔ ذوالفقار بھٹو

کے بوئے ہوئے کانٹوں کے کھیت کو ضیاءالحق پروان چڑھانے لگا۔ احمدیوں کو کلمہ پڑھنے، اذان دینے، حتّٰی کہ جینے کے حق سے محروم کر دیا۔ 26 اپریل 1984ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعے یہ اعلان کیا کہ جماعت احمدیہ اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتی۔ مذہبی اختلافات کے شعلوں کو ہوا دے کر کچھ اس طرح بھڑکایا کہ مشتعل ہجوم لوٹ مار اور قتل وغارت کے نشے میں دُھت گلی کوچوں میں نکل آئے۔ احمدیہ عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی گئی۔ قبرستانوں سے احمدیوں کی قبریں اکھاڑ دی گئیں۔ نعشوں کو باہر پھینک دیا گیا کیونکہ احمدیوں کی نعشیں وہاں مدفون مسلمانوں کے آرام وچین میں خلل انداز ہو رہی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کو یہ نصیحت کی:

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا، رُخ پلٹ جائے گا، رُت بدل جائے گی
تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی، جس نے توڑا تھا سَر کبر نمرود کا
ہے اَزل سے یہ تقدیرِ نمرودیت، آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی

ان فلک شگاف پُر درد نعروں اور دعاؤں نے عرش کے کنگرے ہلا دیئے۔ اور تقدیر الٰہی پھر جوش میں آ گئی اگرچہ اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو الٰہی منشاء کے تحت پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ حضور خدا تعالیٰ کی مکمل حفاظت میں دشمن کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہوئے بخریت لندن پہنچ گئے۔ کیونکہ دشمن کے مکروہ عزائم نظامِ خلافت کو ختم کرنے کے دَر پے تھے۔ جو جماعت کے اتحاد اور شیرازہ بندی کی جان ہے۔ حضورؒ کی ہجرت کے ساتھ ہی جماعت کے لیے ترقیات کا ایک نیا دَور شروع ہوگیا۔ حضورؒ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ ”خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمہارے نام ونشان مٹا دیئے جائیں گے اور ہمیشہ دنیا تمہیں ذلّت اور رُسوائی کے ساتھ یاد کرے گی“۔

(ایک عظیم الشان، آسمانی نشان صفحہ 17)

باقی صفحہ 26 پر

اَنجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا

فرصت ہے کسے جو سوچ سکے پس منظر ان افسانوں کا
کیوں خوابِ طرب سب خواب ہوئے کیوں خون ہوا اَرمانوں کا

تاریخ کے سینے میں اب تک ہیں دفن وہ سارے ہنگامے
انسان کے ہاتھوں دنیا میں کیا حال ہوا انسانوں کا

طاقت کے نشے میں چُور تھے جو توفیقِ نظر جن کو نہ ملی
مفہوم نہ سمجھے وہ ناداں قدرت کے لکھے فرمانوں کا

پستے ہیں بالآخر وہ اِک دن اپنے ہی ستم کی چکّی میں
انجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا

کم مایہ ہیں پر قدرت نے ہمیں احساس کی دولت بخشی ہے
ہر آنکھ سے آنسو پونچھیں گے دُکھ بانٹیں گے سب انسانوں کا

جب زخم لگیں تو چہروں پر پھولوں کا تبسّم لہرائے
فرزانوں کا اتنا ظرف کہاں یہ حوصلہ ہے دیوانوں کا

اے صبر و رضا کے متوالو اُٹھو تو سہی دیکھو تو سہی
طُوفانوں کے مالک نے آخر رُخ پھیر دیا طوفانوں کا

جھنکار پہ سونے چاندی کی ہوتا ہے ضمیروں کا سَودا
اس دورِ خرابی میں یارو خطرہ ہے بہت ایمانوں کا

اب آئے جو یار کی محفل میں جاں رکھ کے ہتھیلی پر آئے
اس راہ پہ ہر سُو پہرہ ہے کم فہموں کا نادانوں کا

ہم دینِ ہدیٰ کے پرچم کو اونچا ہی اُڑاتے جائیں گے
جو طوفانوں کے پالے ہوں کیا خوف انہیں طوفانوں کا

آندھی کی طرح جو اُٹھے تھے وہ گرد کی صورت بیٹھے ہیں
ہے میری نگاہوں میں ثاقبؔ انجام بلند ایوانوں کا

(مکرم ثاقبؔ زیروی صاحب مرحوم)

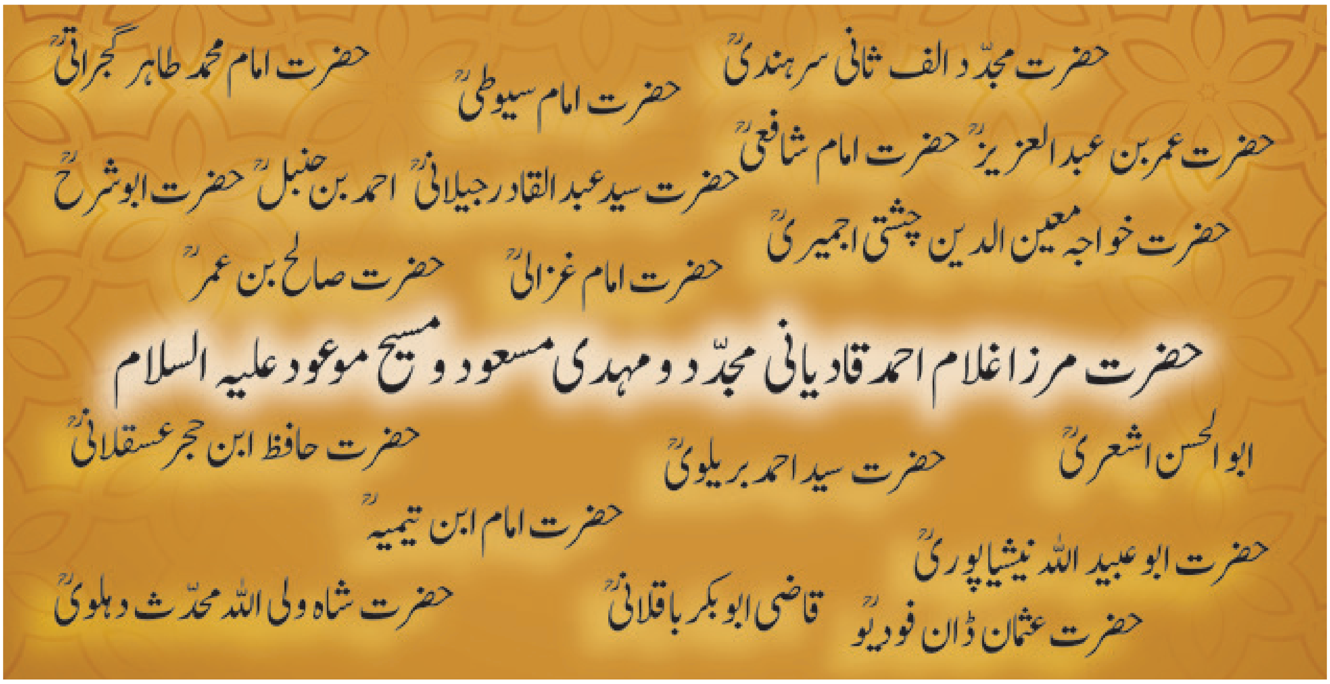

مجدّدیت سے متعلق بعض اہم امور

محترم نصیر احمد انجم صاحب مرحوم (سابق صدر شعبہ موازنہ مذاہب، جامعہ احمدیہ ربوہ) کے مقالہ شاہد بعنوان ”مجدّدینِ اُمّت اور ان کے تجدیدی کارنامے“ جسے محترم مولانا صفدر نذیر گولیکی صاحب مربی سلسلہ کی کاوش سے کتابی شکل میں شائع کیا گیا، کے آغاز میں مختلف علمائے سلسلہ کے تعارفی مضامین شامل کئے گئے ہیں۔ ان مضامین میں مجدّدیت کے بارہ میں مختلف امور و مسائل پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ یہ مضامین ازدیادِ علم کے لئے ہدیۂ قارئین ہیں۔

چمنِ اسلام کے مالی

(محترم عبدالسمیع خان صاحب)

اسلام کو دوسرے مذاہب پر ایک زبردست امتیاز یہ حاصل ہے کہ اسلام کی آمد کے بعد خدا نے پہلے مذاہب کی نگرانی اور دیکھ بھال چھوڑ دی اور وہ ایک بغیر مالی کے باغ کی طرح ہیں جس کا کوئی دلی ہمدرد اور خیرخواہ نہیں ہوتا اور وہ باغ کم اور جھاڑ جھنکار کا مجموعہ زیادہ لگتا ہے۔ جس کے پودے بے رونق، پھل اگر ہوں تو بے ذائقہ یا تلخ، پھول بے رنگ اور بے خوشبودار اور راستے جنگل کا منظر پیش کرتے ہیں۔ یہی وجہ کہ اس باغ کی پرانی عظمت کے مداح تو بہت ہیں مگر اس کے تازہ پھلوں اور رونقوں کا کوئی چشم دید گواہ نہیں محض قصوں اور کہانیوں پر گزارا ہے۔ بن برسات کے یہ کھیت خشک اور ویران ہو چکے ہیں۔ اس کے بالمقابل اسلام بھی ایک باغ کا منظر پیش کرتا ہے جس کے پھل خوش ذائقہ اور بکثرت ہیں۔ جس کے پھول ہر قسم کی خوشبو سے معطر ہیں۔ جس کے درختوں کی ڈالیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور جس کی جڑیں فطرت میں گہری پیوست ہیں۔

نظام قدرت کے تحت اس باغ میں بھی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں جو وقتاً فوقتاً پھلوں کو خراب کرنے اور پھولوں کا رس چوسنے کی کوشش کرتی ہیں۔ کیڑے مکوڑے بھی ظاہر ہوتے ہیں جو آنے والوں کی اذیت کا باعث بنتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ خدا کا آخری مذہب اور کامل دین ہے اس لئے خدا نے قیامت تک اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے جس کا ایک طریق خدا نے خلافت کی شکل میں مقرر فرمایا ہے۔ خلافت کے دورِ اوّلین اور دورِ آخرین کے درمیان جب اُمّت بکھر گئی اور تتر بتر ہوگئی تو خدا نے قومی خلافت کی بجائے فردی خلافت کا نظام جاری کیا جسے اصطلاح میں مجددیت کہتے ہیں۔ اس ادارہ کے جوانمردوں نے اسلام کے چمن کے لیے مالی کا کام کیا۔ جھوٹی روایات کی آکاس بیلیں اکھاڑ پھینکیں، بدرسومات کے طوق چاک کر دیے اور خداتعالیٰ کی تازہ بتازہ تائید و نصرت سے نشان پر نشان دکھاتے رہے اور ایک عالم کو اس دین کا گرویدہ بناتے رہے۔ انہوں نے بیرونی حملہ آوروں کا بھی دفاع کیا۔ ضرورت پڑی تو قلم سے اور وقت آیا تو تلوار اٹھائی اور اس گلشن کو نیست و نابود کرنے

کا ارادہ رکھنے والوں اور دعوے کرنے والوں کے منہ پھیر دیئے۔ یہ مجدّدین ہر صدی میں رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق کثرت کے ساتھ ظاہر ہوئے اور حق کا جھنڈا سر بلند رکھا۔ عالم اسلام کے ہر خطّے، ہر قوم اور ہر طبقہ میں حسب حالات اور متقاضائے وقت شیر نر کی طرح میدان میں اُترتے رہے۔ ان کی زندگیوں اور کارناموں کا مطالعہ اسلام کی تاریخ کا وجد آفرین باب ہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی عظیم قوتِ قدسیہ کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کرتا ہے اور یہ کتاب ہمیں اس مطالعہ کا بہترین مواد پیش کرتی ہے۔

ان عاشقان مصطفیٰ نے دامے درمے سخنے اسلام کی بے پناہ خدمت کی اور پھر تیرھویں صدی کے آخر پر وہ جھنڈا مجدّد الف آخر حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں تھما دیا۔ خدمت کی یہ چھوٹی چھوٹی نہریں ایک وسیع وعریض دریا کی صورت اختیار کر گئیں جو اپنے سارے جہاں میں اسلام کے باغ کو سیراب کر رہا ہے اور تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ کا منظر دکھاتا ہے۔ اب رنگوں اور ذائقوں سے مرصع اور خوشبوؤں میں بسا ہوا ایک پر بہار چمن ہے۔ ہم ان مجددین کی عظمت کو سلام کرتے ہوئے مجدّد الف آخر کی ہر آواز پر لبیک کہنے کا عہد کرتے ہیں۔

دیباچہ

(محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم)

زیرِ نظر کتاب مربی سلسلہ احمدیہ جناب مولانا نصیر احمد انجم صاحب اور جناب مولانا صفدر نذیر گولیکی صاحب کی دیدہ ریزی، تحقیق اور فکری بصیرت کا ایک دلکش گلدستہ ہے۔ جس کی خوشبو تاریخ ملت کے تیرہ سوسالہ دریچوں کے مطالعاتی دروازے کھلتے ہی قلب وروح کو معطر کر دیتی ہے اور ان صدیوں میں تجدیدی کارنامے بجالانے والے بزرگانِ دین کی قلمی تصویر نمایاں طور پر سامنے آجاتی ہے۔

دیباچہ میں مجھے اس آفاقی صداقت کو نمایاں کرنا ہے کہ آنحضرت ﷺ واحد زندہ نبی اور خالق ارض وسما جل شانہ کے جاہ وجلال کے اَبدی تخت پر رونق افروز ہیں اور کل کائنات کو اپنے بے شمار فیوض وبرکات سے مالا مال کر رہے ہیں جس کا حیرت انگیز ثبوت یہ ہے کہ وصالِ نبوی ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے انوار کی تجلیات کا سلسلہ نظام خلافت کی شکل میں قیامت تک جاری وساری ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ نے ’’الوصیت‘‘ میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ بایں ہمہ جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے قبل از وقت خبر دی اس نظام خلافت کا پہلا دور آنحضور ﷺ کے معاً بعد جاری ہوگا اور تیس سال کے بعد پردۂ عالم سے غائب ہو جائے گا۔ اس کے بعد آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ کی بعثت کے ساتھ یہ آفاقی نظام دوبارہ منصۂ شہود میں آئے گا اور پوری دنیا خدا کے نور سے جگمگا اٹھے گی ؏

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی خبر دی کہ نظام خلافت کے دونوں اَدوار کے دوران مسلم عوام پر آمریت اور شہنشاہیت مسلط ہو جائے گی جس کے نتیجہ میں جو غیر اسلامی افکار ونظریات پیدا ہوں گے ان کی نشاندہی اور دینِ مصطفیٰ کا نہایت حسین وجمیل چہرہ دکھانے کے لیے ہر صدی کے سر پر مجدّد آئیں گے (ابوداؤد)۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ مگر یہ سنہری دورِ تجدید محض عبوری رنگ رکھتا تھا جسے وقتی اور عارضی طور پر آسمانی نظام خلافت کی نیابت کا شرف ضرور حاصل ہوا مگر اسے اس مقدس نظام کا متبادل ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ خلیفہ راشد بین الاقوامی شخصیت کا حامل ہوتا ہے، خدا کا نائب اور محبوب خدا کا نمائندہ جس کی بیعت فرض ہے۔ جو ایک وقت میں صرف ایک ہی ہوسکتا ہے۔ بَرخلاف مجدّد کے جن کی تعداد معین نہیں۔ دوسرے یہ کہ مجدّد تجدید دین کے لیے اور خلیفہ تمکنت دین کے لیے جلوہ گر ہوتا ہے (النور)۔ اور وہ بھی علاقائی اور صوبائی یا ملکی سطح پر نہیں بلکہ بین الاقوامی حیثیت سے جس پر خلافت راشدہ کی تاریخ شاہد ناطق ہے۔ قرآنِ مجید کی اصطلاح میں ہر مجدّد نبی نہیں ہوتا مگر ہر نبی مجدّد ضرور ہوتا ہے اور اس نقطۂ نگاہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کو مجدّد اعظم اور خود کو ’’مجدّد مائۃ حاضرہ‘‘ قرار دیا (لیکچر سیالکوٹ صفحہ 604)۔ حضرت اقدسؑ کی نسبت دہلی کے شہرہ آفاق صوفی اور روحانی پیشوا حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہے کہ:

’’اس نیّرِ اعظم کے انوار میں سب فرقوں کے ستاروں کی روشنی گم ہو جائے گی‘‘۔

(میخانہ درد صفحہ 128 مرتبہ سید ناصر نذیر فراق)

بایں ہمہ ہر ایک صاحب بصیرت صدائے ربّانی بن کر منادی کر سکتا ہے کہ جس طرح حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے خلفاء یعنی انبیاء صرف مجدّد اعظم محمد عربی کی آسمانی بادشاہت کی منادی کے لیے تشریف لائے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز سے حضرت سیّد احمد بریلوی شہید بالاکوٹ تک متعدد مجدّدین منصۂ شہود پر آئے۔ ان کی آمد مسیح موعودؑ اور مہدی مسعود کے استقبال کی تیاری کے لئے تھی۔ جیسا کہ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ (ولادت 513ھ وفات 627ھ) کے درج ذیل اشعار سے خوب واضح ہوتا ہے

صد ہزاراں اولیاء رُو بر زمیں
از خدا خواہند مہدی را یقیں
یا الٰہی مہدیم از غیب آر
تا جہان عدل گردد آشکار

(ینابیع المودۃ جلد 3 صفحہ 141 مؤلفہ حضرت شیخ سلیمان متوفی 1294ھ)

یعنی روئے زمین پر لاکھوں اولیاء خدا تعالیٰ سے یقیناً مہدی کے خواستگار ہیں۔ الٰہی میرے مہدی کو غیب سے ظاہر فرما دے تا دنیائے عدل منصۂ شہود پر آجائے۔

قادیان سے ہجرت سے قبل منصب مجددیت کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے یہ تصریح فرمائی کہ

’’خلیفہ تو خود مجدّد ہوتا ہے اور اس کا کام ہی احکام شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے۔ پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے۔ مجدد تو اس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے‘‘

(الفضل 8 اپریل 1947ء صفحہ 4)

ازاں بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے روح پرور خطاب (27 اکتوبر 1968ء) میں مجددیت اور

خلافت پر تیز روشنی ڈالی جو ہمیشہ مینارہ نور ثابت ہوگی۔
حضور نے فرمایا:

"جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا حضور اس صدی کے مجدّد ہی نہیں مجدّد الف آخر بھی ہیں۔ لہٰذا اب اس صدی کے سر پر پہلے مجدّدین کی طرح کسی نئے مجدّد کی آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ حضور کے بعد قائم ہونے والی خلافت راشدہ کی ماتحتی میں ہر زمانہ میں تجدید دین کا فریضہ ادا کرنے والے ائمہ وصلحاء پیدا ہوتے چلے جائیں گے اور خلافت راشدہ کی برکت کے طفیل ایسے مجدّدین سے جو خلافت راشدہ کی ماتحتی میں خلافت ائمہ کے مظہر ہوں گے کوئی زمانہ بھی خالی نہیں ہوگا"۔
(انصاراللہ ربوہ فروری 1969ء صفحہ 15)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 1445ء وفات 1505ء) کی مشہور پیشگوئی ہے کہ "عیسیٰ نَبِیُّ اللّٰہِ ذُو الْآیَاتِ یُجَدِّدُ الدِّیْنَ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ...... بَعْدُ لَمْ یَبْقَ مِنْ مُجَدِّدٍ"
(حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ 138 مرتبہ نواب صدیق حسن خان اشاعت ذوالحجہ 1291ھ مطابق جنوری 1875ء)

یعنی مسیح موعودؑ جو نبی اللہ اور الٰہی نشانات کا مظہر ہوگا اس اُمّت کے دین کی تجدید کرے گا اور اس کے بعد کوئی مجدّد نہ ہوگا۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مندرجہ بالا خطاب میں اسی پیشگوئی کی روح پرور تشریح و توضیح فرمائی ہے جو قیامت تک مشعلِ راہ کا کام دے گی۔ چونکہ نظامِ خلافت ہی سے عالمی سطح پر دینِ مصطفوی کی تجدید وتمکین میں دونوں ہی وابستہ ہیں اس لیے آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمّت کو تاکیدی وصیت فرمائی کہ:

"فَاِنْ رَأَیْتَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَالْزَمْہُ، وَاِنْ نُھِکَ جِسْمُکَ وَاُخِذَ مَالُکَ" (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 403)

یعنی اس زمانہ میں اگر زمین پر کوئی خلیفۃ اللہ دیکھو تو اس کے فدائی وشیدائی بن جانا۔ خواہ تمہارا جسم لہولہان اور تمہاری جائیداد غارت کر دی جائے۔ یہ وہ حقیقی پس منظر تھا جس کی روشنی میں حضرت مصلح موعودؓ نے 22 اگست 1947ء کو ہجرت سے صرف نو دن قبل جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ پُرشوکت پیغام دیا اور اسے دنیا بھر کی جماعتوں میں وسیع پیمانے پر پھیلانے کی تلقین بھی فرمائی۔

"خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لیے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو...... مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جلد سے جلد اپنے اپنے ملکوں کی طرف توجہ دیں گے اور ہمیشہ خلیفۂ وقت کے جو ایک وقت میں ایک ہی ہوسکتا ہے فرمانبردار رہیں گے اور اس کے حکموں کے مطابق دین کی خدمات کریں گے۔ (تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 723)

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو
حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رسوا و خراب
پیارو آموختۂ درسِ وفا خام نہ ہو

"حفاظت اسلام کا ذریعہ سلسلہ مجدّدین"

(محترم حافظ مظفر احمد صاحب)

قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور ہمارے نبی ﷺ کا بے مثل معجزہ ہے۔ یہ عظیم الشان کلام کیا بلحاظ مضمون ومعانی کیا بلحاظ فصاحت وبلاغت اور کیا بلحاظ ظاہری وباطنی حسن اپنی مثال آپ ہے اور باوجود مطالبہ کے آج تک کسی بھی پہلو سے اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکی۔

اس میں شک نہیں کہ گذشتہ الہامی کتابیں بھی خدا کا کلام تھیں مگر آخری شریعت اور کامل تعلیم ہونے کا دعویٰ کسی نے بھی نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرور زمانہ سے ان میں بگاڑ پیدا ہوگیا۔ ضروری تھا کہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اس کامل ومکمل آخری شریعت کی حفاظت کا دائمی انتظام ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود یہ وعدہ فرمایا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (الحجر:10)۔ ہم نے یہ پاک کلام اُتارا ہے اور ہم خود اس کی حفاظت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کی تکمیل اس طرح فرمائی کہ قرآن کی لفظی حفاظت کی خاطر اسے زبانی یاد کرنے والوں کے لیے آسان کر دیا اور ہر زمانہ میں قرآن کے لاکھوں حفاظ پیدا ہوئے جنہوں نے اس پاک کلام کو اپنے دل وسینے میں محفوظ رکھا۔ پھر قرآن چونکہ عربی زبان میں ہے اور اس کا مفہوم سمجھنے کے لیے غیرعربی لوگوں کو اس کا ترجمہ کرنے کی ضرورت پیش آنی تھی اور تراجم میں غلطی کا امکان تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی معنوی حفاظت کا بھی انتظام فرمایا۔ جس کا سورہ نُور کی آیت استخلاف میں ذکر ہے۔ یعنی سلسلہ خلافت ومجدّدیت۔ جس کی مزید وضاحت نبی کریم ﷺ کے ان دو ارشادات سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرصدی کے سر پر مجدّد مبعوث فرماتا رہے گا۔ دوسرے خلافت راشدہ کے انقطاع اور ملوکیت اور ظالم وجابر بادشاہتوں کے اَدوار کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی۔ چنانچہ اسلام کی گذشتہ صدیاں گواہ ہیں کہ یہ وعدہ بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا اور خلافت راشدہ کے بعد کوئی زمانہ ان مجدّدین سے خالی نہیں رہا۔ اور ہرصدی کے سر پر بھی مجدّد آتے رہے۔ جوسب اہلِ اسلام میں مسلّم ہیں۔

خلفاء راشدین کے زمانہ میں جس طرح خود خلیفہ وقت مجدّدین کے سرخیل بن کر تجدید وتمکینِ دین ادا کرتے اور کرواتے رہے اسی طرح چودھویں صدی کے مجدّد مسیح ومہدی کی بعثت اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کے دوبارہ قیام کے بعد مجدّدیت کی نہر نے خلافت کے دریا میں ضم ہونا تھا اور سلسلہ مجدّدیت نے خلافت کے تابع ہوکر کام کرنا تھا۔ جیسا کہ خلافت احمدیہ کے ذریعہ یہ سلسلہ احسن رنگ میں جاری وساری ہے۔ پس مجدّدیت اُمّت کی ہر دور میں تجدیدی خدمات وکارنامے دراصل قرآن کی لفظی معنوی حفاظت کی آئینہ دار ہیں۔

اللہ جزاء دے مکرم مولانا نصیر احمد انجم صاحب (شاہد) استاذ جامعہ احمدیہ کو اور مکرم مولانا صفدر نذیر گولیکی شاہد مربی سلسلہ کو جنہوں نے ان مجدّدین کی طویل فہرست میں سے صدی کے سر پر ظاہر ہونے والے اور معروف مجدّدین کے سوانح وکارنامے اَجمالی رنگ میں جمع کر دیئے ہیں۔ جماعت کا ان تمام مجدّدین اُمّت پر ایمان ہے۔ سوال یہ ہے کہ چودھویں صدی کے مجدّد اگر حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی نہیں ہیں تو پھر وہ کون ہے اور کہاں ہے؟ زیرنظر مقالہ کی دلچسپ تفاصیل کی روشنی میں یہ سوال تمام اُمّت مسلمہ کے لیے غور طلب ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ سنجیدگی سے اس پر سوچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جلسہ ہائے سیرۃ النبی ﷺ

جماعت کاسل

مؤرخہ 17/اکتوبر جماعت کاسل کو کورونا وائرس کی موجودہ صورتحال کی وجہ سے خاکسار کی زیرِصدارت جلسہ ''سیرۃ النبی ﷺ'' آن لائن منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ اس بابرکت جلسے کے آغاز میں مکرم دانش کامران صاحب نے تلاوت قرآنِ کریم کی اور اردو وجرمن ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد نعتیہ منظوم کلام ''بدرگاہ ذیشان خیرالانام'' عزیزم شائل احمد نے ترنّم سے پڑھا اور اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔ اس جلسہ کی پہلی تقریر مکرم صہیب احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ نے ''آنحضرت ﷺ کی عبادات اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر جرمن زبان میں کی۔ جس کا رواں اردو ترجمہ مکرم بلال احمد بھٹی صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں ایفاءِ عہد اور ہماری ذمہ داریاں کے حوالہ سے اردو زبان میں گذارشات کیں۔ جن کا رَواں جرمن ترجمہ مکرم بلال احمد بھٹی صاحب نے کیا۔ یہ جلسہ پونے دو گھنٹے تک جاری رہا۔ اس بابرکت پروگرام کا اختتام دعا پر ہوا۔ اس جلسہ میں شاملین کی کل تعداد 339 تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پروگرام کے بہترین ثمرات سے نوازے۔ آمین

(خاکسار ساجد احمد نسیم، صدر جماعت کاسل و ریجنل مربی سلسلہ)

لوکل امارت میورفیلڈن والڈورف

مؤرخہ 13 نومبر 2021ء بروز اتوار لوکل امارت میورفیلڈن والڈورف کو مسجد سبحان میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کے انعقاد کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ کورونا کی وبا کے بعد لوکل امارت کی سطح پر یہ پہلا پروگرام تھا۔ جلسہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جو مکرم حافظ مدثر احمد صاحب نے کی۔ جس کا جرمن ترجمہ مکرم مرزا باسل احمد صاحب نے پڑھا۔ بعد ازاں عزیزم نوید شہزاد صاحب نے نعتیہ کلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہودؑ ''ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے'' خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا جس کا جرمن ترجمہ عزیزم اویس احمد صاحب نے پڑھا۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم وحید خان صاحب نے بموضوع ''سیرتِ طیبہ ﷺ'' کی۔ اس تقریر کے بعد لجنہ حال سے ناصرات الاحمدیہ نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ ترانہ ''بدرگاہِ ذیشان خیرالانام'' پیش کیا۔ اس کے بعد جلسہ کی دوسری تقریر مکرم مدبّر خان صاحب نے ''واقعہ صلح حدیبیہ'' جرمن زبان میں پیش کی۔ اس تقریر کے بعد سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے ایک کوئز پروگرام کیا گیا۔ جس میں شاملین جلسہ نے بڑھ چڑھ کے حصہ لیا۔ کوئز میں مختلف انداز میں پوچھے گئے سوالات کے بچوں اور بڑوں نے نہایت دلچسپی سے جوابات دیئے۔ اس کوئز میں تمام درست جواب دینے والے افراد کو موقع پہ ہی لوکل امارت کی طرف سے انعامات بھی دیئے گئے۔ لجنہ ہال میں لجنہ اماء اللہ نے اپنا کوئز پروگرام الگ سے منعقد کیا جس میں تمام لجنہ و ناصرات نے بھی بھرپور حصہ لیا۔

اس کے بعد جلسہ سالانہ کی آخری تقریر مکرم نفیس احمد عتیق صاحب مربّی سلسلہ نے ''نبی کریم ﷺ اور توحید خالص'' کے عنوان پہ کی۔ اس بابرکت جلسہ کے آخر میں مکرم لوکل امیر صاحب نے شاملینِ جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اختتامی کلمات ادا کیے اور پھر مربّی صاحب نے دعا کروائی۔ اس جلسہ میں 156 افراد کو شرکت کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان وایقان میں برکت دے اور اپنی زندگیاں نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کے مطابق گزارنے کی توفیق بخشے، آمین۔

(حافظ مدثر احمد صاحب، سیکرٹری اشاعت لوکل امارت)

سالِ نو 2022ء کے

اہم جماعتی پروگرام

یکم جنوری	تہجد، وقارِ عمل مجلس خدام الاحمدیہ
8-9 جنوری	نیشنل ریفریشر کورس مجلس انصار اللہ
20 فروری	یوم مصلح موعودؓ
23 مارچ	یومِ مسیح موعود علیہ السلام
03 اپریل	آغاز رمضان المبارک
03 مئی	عید الفطر
20-22 مئی	مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ جرمنی
27 مئی	یوم خلافت
24-26 جون	اجتماع مجلس خدام الااحمدیہ جرمنی
25-26 جون	ریفریشر کورس صدران جماعت
10 جولائی	عید الاضحیٰ
15-17 جولائی	اجتماع انصار اللہ و لجنہ اماء اللہ جرمنی
5-7 اگست	جلسہ سالانہ یوکے
9-11 ستمبر	جلسہ سالانہ جرمنی
24-25 ستمبر	مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ جرمنی
8-9 اکتوبر	جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ
21-23 اکتوبر	مجلس شوریٰ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
19-20 نومبر	مجلس شوریٰ مجلس انصار اللہ جرمنی
10-11 دسمبر	علمی مقابلہ جات مجلس انصار اللہ جرمنی
24-26 دسمبر	تبلیغ سیمینار مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
24-30 دسمبر	تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

غیر معمولی صورتِ حالات میں بعض تاریخوں میں تبدیلی ممکن ہے

شعبہ جنرل سیکرٹری جرمنی

تعارف کتب

محمد انیس دیالگڑھی

”انجام آتھم“

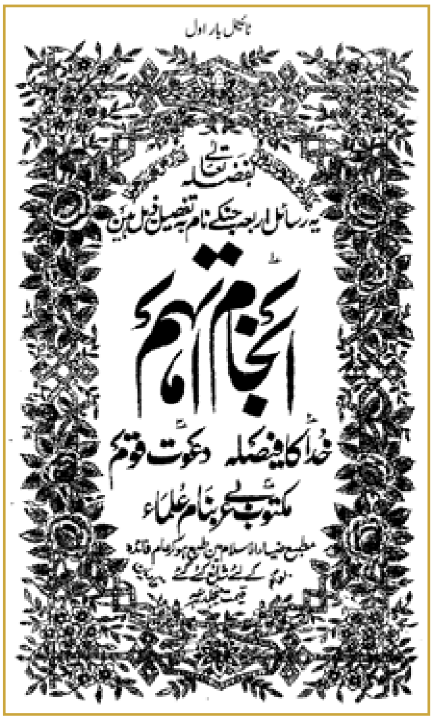

کاسرصلیب سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بہت بڑا کارنامہ وہ مناظرہ ہے جو 22 مئی سے 5 جون 1893ء تک امرتسر میں حضور علیہ السلام اور عیسائیوں کے نمائندہ عبداللہ آتھم صاحب کے مابین ہوا۔ عیسائیوں نے خود اس کو جنگِ مقدس کا نام دیا۔ مذکورہ مناظرہ کی تفصیل جنگِ مقدس (روحانی خزائن جلد 6) کے شروع میں درج ہے۔

مباحثہ کے آخری روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پاکر یہ زبردست پیشگوئی فرمائی کہ آج رات جو مجھ پر کُھلا وہ یہ ہے کہ جب کہ مَیں نے بہت تضرّع اور ابتہال سے جنابِ الٰہی میں دُعا کی کہ تُو اِس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کرسکتے تو اُس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جُھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دِنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی 15 ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذِلّت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اُس کی اس سے عزّت ظاہر ہوگی۔ (جنگ مقدس، صفحہ 292-291)

اس پر عبداللہ آتھم ڈر گیا اور اس قدر خوف وہراس کا شکار ہوا کہ ذہنی مریض بن گیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے کب نبی کریم ﷺ کو گالی دی ہے؟ اس کا اس طرح کہنا اور ڈر جانا دراصل توبہ اور رجوع ہی تھا جس پر یہ پیشگوئی ٹل گئی۔ اس پر عیسائیوں کے ساتھ ساتھ مسلمان علمائے سُوء نے بھی بہت شور مچایا حالانکہ اگر یہ مسیح موعودؑ کی ناکامی تھی تو پھر اسلام کی بھی ناکامی تھی کیونکہ حضور علیہ السلام اسلام کے نمائندہ کے طور پر کھڑے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثبوت پیش کرکے ثابت کیا کہ آتھم ڈر گیا تھا اور توبہ اور رجوع کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آتھم کو براہِ راست مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قسم کھا کر یہ بیان دے کہ ”پیشگوئی کے دنوں میں ہرگز میں نے اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا اور ہرگز اسلام کی عظمت میرے دل پر مؤثر نہیں ہوئی۔ اور اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو اے قادر خدا! ایک سال تک مجھ کو موت دے کر میرا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر“۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ”اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے“۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ”آتھم اس جرم سے بَری نہیں کہ اُس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا“۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے سات اشتہارات شائع کیے آخری اور ساتواں اشتہار 30 دسمبر 1895ء کو شائع ہوا اور ساتویں اشتہار کے تقریباً سات ماہ بعد وہ ہاویہ میں گرایا گیا۔ چنانچہ اس کی موت جو 27 جولائی 1896ء کو ہوئی۔ اس کے بعد کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی نشانات سے بھرپور کتاب ”انجامِ آتھم“ تحریر فرمائی اور اس میں اس سارے واقعہ اور عظیم الشان نشان کی تفصیل تحریر فرمائی اور فرمایا:

”میں پوچھتا ہوں کہ اب آتھم صاحب جو مر گئے کس زہر سے مارے گئے یا کس سانپ نے ان کو ڈسا تھا یا کس نے اُن پر بندوق فیر کی یا تلوار چلائی۔ اگر کہو کہ اب پیشگوئی کی میعاد کے بعد فوت ہوئے تو یہ صاف حماقت ہے کیونکہ پیشگوئی نے یہ قطعی فیصلہ نہیں دیا تھا۔ کہ ضرور اس کی میعاد کے اندر یہ فوت ہوں گے بلکہ پیشگوئی میں یہ صاف شرط موجود تھی کہ اگر وہ عیسائیت پر مستقیم رہیں گے اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جائیں گے“۔

(انجام آتھم صفحہ 13)

انجام آتھم میں آپؑ نے ایک مرتبہ پھر عیسائیوں کے عقائد پر بحث کی اور ان کو باطل ثابت کرکے اسلام کی دعوت دی اور دوسری طرف آپ نے ”اشتہار مباہلہ“ بھی شائع کیا جو صرف ان مولویوں کے لیے تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کو کافر، کذاب، مفتری، دجال اور جہنمی قرار دیتے تھے۔ اس میں آپ نے ان مولویوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اس بات کی کس کو خبر نہیں کہ دنیا میں اس زمانہ میں ایک ہی فتنہ ہے جو کمال کو پہنچ گیا ہے اور الٰہی تعلیم کا سخت مخالف ہے یعنی کفّارہ اور تثلیث کی تعلیم جس کو صلیبی فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہیے۔......... پس خدا نے اپنے وعدہ کے موافق چاہا کہ اس صلیبی فتنہ کو پارہ پارہ کرے

اور اس نے ابتدا سے اپنے نبی مقبول ﷺ کے ذریعے سے خبر دی تھی کہ جس شخص کی ہمّت اور دعا اور قوتِ بیان اور تاثیر کلام اور انفاسِ کا فرکُش سے یہ فتنہ فرو ہوگا۔ اسی کا نام اس وقت عیسیٰ اور مسیح موعود ہوگا''۔

(انجام آتھم صفحہ 46)

اس کے بعد آپ نے اپنے الہامات درج کرتے ہوئے مولوی صاحبان کو مباہلہ کی دعوت دی اور فرمایا کہ: ''اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا مَیں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں''۔ آپ نے مزید تحریر فرمایا: ''سو اب اُٹھو اور مباہلہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تم سُن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اوّل نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہاماتِ الٰہیہ پر''۔ آپؑ نے ان علماء کے نام اس کتاب میں لکھے اور مباہلہ کی دعوت دی۔ اور بذریعہ پیکٹ ان علماء کو یہ رسالہ پوسٹ کیا گیا۔

کتاب کے آخر میں آپ نے اپنے 313 اصحاب کے ناموں کی فہرست شامل فرمائی جن پر وہ حدیث صادق آتی ہے جس میں ذکر ہے کہ مہدی کدعہ نامی قریہ سے نکلے گا اور اس کے ساتھ 313 اصحاب ہوں گے۔ پھر آپؑ نے جو الفاظ لکھے وہ صرف وہ شخص ہی لکھ سکتا ہے جسے خدا نے خود کھڑا کیا ہو اور خود بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو، آپؑ تحریر فرماتے ہیں:

''آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے وہ اسلام کے ساتھ ہے...... اسلام اس وقت موسیٰؑ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چُپ ہوگیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں ہے کہ اس بات کو پَرکھے''۔

کتاب کا اختتام آپ علیہ السلام نے اِس جلالی پیشگوئی کے ساتھ فرمایا:

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا''۔

بقیہ: خلافت احمدیہ کے خلاف اٹھنے والی تحریکات کا انجام از صفحہ 20

نیز حضور نے 12 اگست 1987ء کے خطبہ میں فرمایا: اب جنرل ضیاءالحق اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ خاکسار بھی خود اس خطبہ میں موجود تھا۔ مردِ حق کے ان الفاظ میں ایک بجلی تھی جس نے آسمان پر خدا کی تقدیر کو حرکت دی جس نے ضیاءالحق کے پرخچے اُڑا دیئے۔ 17 اگست 1987ء کو پاکستان کے جنوب مشرق میں واقع بہاولپور کے ہوائی اڈے سے روانہ ہوا۔ چھ میل دُور دریا کے کنارے کسان کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک ہوائی جہاز کو ہوا میں ڈگمگاتے ہوئے دیکھا جو لہروں کے نرغے میں پھنسی ہوئی سمندری کشتی کی طرح ہچکولے کھا رہا تھا۔ تیسری قلابازی کھانے کے بعد طیارہ سیدھا زمین پر آ رہا۔ گرتے ہی ریتلی زمین میں دھنس گیا اور ایک دھماکے کے ساتھ شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ اکتیس کے اکتیس آدمی جو طیارے میں سفر کر رہے تھے آن کی آن میں لقمہ اجل بن گئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ سب زمین پر گرنے سے پہلے ہی سفر آخرت پر روانہ ہو چکے ہوں۔ حادثہ جہاز کے پرواز کرنے کے ٹھیک پانچ منٹ کے اندر تین بج کر اکیاون منٹ پر وقوع پذیر ہوا۔ اس طرح اس قہری نشان نے دنیا کو ہلا دیا۔

فَدَمْدَمَ عَلَیْہِمْ رَبُّھُمْ بِذَنْۢبِہِمْ فَسَوّٰھَا ۝ وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا (الشّمس: 16-15)

اے آنکہ سُوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

مَیں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ جو احمدیت کو مٹا دینے کا زعم لے کر زبانیں دراز کر رہے تھے خدائے قادر و توانا نے ان کے پرخچے اُڑا دیئے! کہاں ہے وہ آمر جس نے کہا تھا کہ میری کرسی بہت مضبوط ہے اور میں احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا کر رہوں گا۔ کہاں ہے وہ آمر جس نے فرعون کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کہا تھا کہ مَیں احمدیت کے کینسر کو مٹا کر دَم لوں گا۔ دیکھو! ہمارے خدا نے ان دشمنانِ اسلام کے نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیئے۔

وہ ہوائے گلستاں ہے کہ سبھی بکھر رہے ہیں

میں یہ کس کے نام لکھوں جو الم گزر رہے ہیں
مرے شہر جل رہے ہیں مرے لوگ مر رہے ہیں

کوئی غنچہ ہو کہ گل ہو کوئی شاخ ہو شجر ہو
وہ ہوائے گلستاں ہے کہ سبھی بکھر رہے ہیں

کبھی رحمتیں تھیں نازل اسی خطۂ زمیں پر
وہی خطۂ زمیں ہے کہ عذاب اتر رہے ہیں

وہی طائروں کے جھرمٹ جو ہوا میں جھولتے تھے
وہ فضا کو دیکھتے ہیں تو اب آہ بھر رہے ہیں

بڑی آرزو تھی ہم کو نئے خواب دیکھنے کی
سو اب اپنی زندگی میں نئے خواب بھر رہے ہیں

کوئی اور تو نہیں ہے پس خنجر آزمائی
ہمیں قتل ہو رہے ہیں ہمیں قتل کر رہے ہیں

(مکرم عبید اللہ علیم صاحب مرحوم)

لیکن مردانِ حق، خلفائے احمدیت کی دعاؤں نے نمرودیت کو کچل کر رکھ دیا، کوئی تختۂ دار پر نظر آیا تو کسی کے جسم کے ذرّات خاک کا ڈھیر بن کر صحراؤں میں بکھر گئے، کوئی سننے والا ہو تو سنے! کہ احمدیت کے مخالفین کا یہ مقدر ہر دَور میں رہا ہے اور مستقبل میں بھی ان کی تقدیر اس سے کچھ مختلف نہیں۔ خلافت کی برکت سے اور خلافت کے زیرِ سایہ جماعت احمدیہ کے لیے ایک فتح کے بعد دوسری فتح منتظر ہے اور ہمارے مخالفین کے نصیب میں ناکامی اور پھر ناکامی اور پھر ناکامی لکھی جاچکی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو یہ کہا تھا۔

تمہیں مِٹانے کا زُعم لے کر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک اُن کی، کرے گا رُسوائے عام کہنا
خدا کے شیرو! تمہیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا
گرجتے آگے بڑھو کہ زیرِ نگیں کرو ہر مقام۔ کہنا

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

مُستدرک امام حاکم کا تعارف

(مکرم طلعت حفیظ صاحب مربی سلسلہ و اساتذ جامعہ احمدیہ جرمنی)

نام و نسب

آپ کا نام محمد، کنیت ابوعبداللہ اور ابن بیع ہے۔ جبکہ حاکم آپ کا لقب ہے۔ پورا نسب نامہ کچھ یوں ہے۔

محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن حکم

امام ابوعبداللہ کے اجداد میں سے ایک بزرگ تاجر ہونے کے باعث بیع کہلاتے تھے اسی نسبت سے آپ کی کنیت ابن بیع ہے اور منصب قضا پر فائز رہنے کی وجہ سے آپ کو حاکم کا لقب ملا۔ آپ کی ولادت 3 ربیع الاوّل 321ھ/936ء بروز سوموار نیشاپور میں ہوئی۔ آپ شافعی المذہب تھے۔

تحصیل علم

امام صاحب ایک متدین اور علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے صغرسنی سے ہی تعلیم کا آغاز اپنے والد بزرگوار کی سرپرستی میں کیا۔ جنہیں امام مسلم المتوفی 261ھ/877ء (صحیح مسلم کے مصنف) کو دیکھنے کا شرف حاصل تھا۔ امام حاکم نے پہلے اپنے وطن نیشاپور سے۔ جو اس وقت علماءِ فن اور محدثین کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اپنے علمی ذوق کی تسکین کی۔ محض نیشاپور کے اساتذہ کی تعداد ایک ہزار بتائی جاتی ہے۔ پھر بیس برس کی عمر میں دوسرے علمی مراکز (بخارا، بغداد، کوفہ، بصرہ، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ) کا رُخ کیا۔ اسفار کی کثرت کی وجہ سے مؤرخین نے ان کے بارے میں ''طاف الافاق'' سافر فی طلب الحدیث'' اور ''رحل الی البلاد'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ بغداد کا سفر آپ نے دو مرتبہ کیا۔

اساتذہ

امام حاکم کے مشہور اساتذہ میں ابن حبان (354ھ/969ء) دارقطنی اور ابوبکر الصبغی شامل ہیں۔ 334ھ/949ء میں آپ امام ابن حبان سے احادیث لکھا کرتے تھے جبکہ آپ کی عمر محض 13 برس تھی۔ امام ابوبکر الصبغی المتوفی (342ھ/957ء) سے امام حاکم کی لمبی مصاحبت رہی ان کے ہاں امام صاحب فن جرح و تعدیل کی مشق کیا کرتے تھے۔

امام دارقطنی سے امام حاکم نے عرصہٗ دراز تک اکتساب فیض کیا یہاں تک کہ دارقطنی کے شاگردوں سے بھی روایت کرتے ہیں۔ امام حاکم کے اساتذہ کی کل تعداد دو ہزار سے بھی متجاوز ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے سے کم عمر اور کم مرتبہ لوگوں سے بھی روایت کی ہے۔ اس سے آپ کے علمی شغف کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

تلامذہ

امام حاکم کے بعض مشہور شاگردوں میں ابویعلی خلیلی المتوفی 446ھ/1060ء (الارشاد فی معرفۃ المحدثین کے مصنف)، ابوالقاسم قشیری المتوفی 465ھ/1079ء (صاحب رسالہ قشیریہ و چہل احادیث) ابوبکر بیہقی المتوفی 458ھ/1072ء (صاحب سنن الکبریٰ) شامل ہیں۔ بیہقی نے حاکم سے بکثرت روایت کی ہے ان کی کتابوں سے تحصیل فقہ کی اور طرز تحریر میں بھی وہ حاکم کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ امام دارقطنی نے بھی حاکم سے روایت کی ہے حالانکہ وہ امام حاکم کے استاد ہیں۔

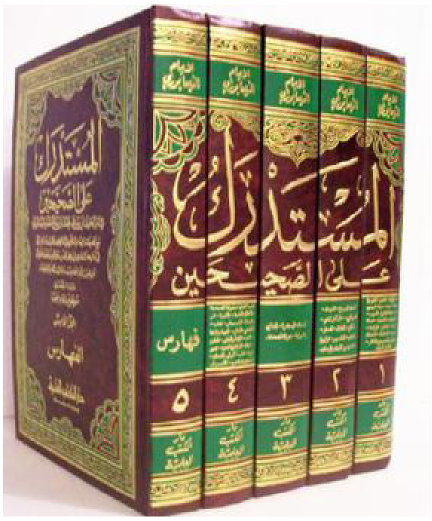

علم حدیث میں مقام و مرتبہ

حدیث میں غیر معمولی کمال و امتیاز رکھنے کی بنا پر ''امام المحدثین، الحافظ الکبیر، شیخ المحدثین اور سید المحدثین'' کے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ علامہ ابن العماد فرماتے ہیں'' نہ صرف خراسان بلکہ ساری دنیا میں اقلیم حدیث کی تاجداری آپ پر ختم ہوگئی'' علامہ ابن صلاح اور حافظ نووی نے صحاح ستہ کے مصنفین کے بعد جن محدثین کو نہایت صاحب کمال قرار دیا ہے ان میں امام دارقطنی کے بعد دوسرا نام امام حاکم کا ہی بتایا ہے۔

حفظ و ثقاہت

اہل سیر نے ''الحافظ الکبیر، من اھل الحفاظ اور من اکابر حفاظ الحدیث'' کہہ کر آپ کے حافظہ کی توثیق کی ہے۔ امام دارقطنی سے جب حاکم اور ابن مندہ المتوفی 395ھ/1010ء (حاکم کے ہمعصر، ایک بلند پایہ محدث) کے حفظ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا ابن بیع حافظہ میں زیادہ مستند اور اتقن ہیں۔

اس موقع پر حفظ حدیث کے متعلق ایک واقعہ کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ابوالفضل الھمدانی جو ایک مشہور ادیب تھے اور بلا کا حافظہ رکھتے تھے نیشاپور آئے، آپ سو اشعار ایک دفعہ سن کر آخر سے اوّل سنا دیا کرتے تھے۔ اس لیے ماہرین کی اصطلاح ''الحافظ فی الحدیث'' کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ایک دن بھرے مجمع میں یہ کہہ ڈالا کہ حفظ حدیث کون سا مشکل کام ہے؟ اس کی اطلاع

جب امام حاکم کو ملی تو آپ نے حدیث کا ایک جزء ھمدانی کو بھجوایا اور فرمایا اسے ایک ہفتہ میں یاد کرکے دکھاؤ۔ سات دن گزرنے کے بعد ھمدانی نے وہ مجموعہ یہ کہہ کر واپس بھجوا دیا کہ اسے کون یاد کرسکتا ہے محمد بن فلان وجعفر بن فلان عن فلان۔ یعنی نام مختلف ہیں لیکن الفاظ ملتے جلتے۔ اس پر حاکم نے جواباً فرمایا کہ اب آپ کو علم ہوگیا ہوگا کہ حفظ حدیث، حفظ اشعار کی نسبت زیادہ مشقت طلب امر ہے۔ اسی طرح ابوالحسین الحجاجی المتوفی 368ھ/983ء کے ایک شاگرد کی روایت ہے کہ میں نے ایک دن ابوالحسین کے نام کے ساتھ ''الحافظ'' کے لقب کا اضافہ کیا تو آپ نے مجھ سے قلم لے کر اسے مٹا دیا اور فرمایا ''میں کب حافظ کہلانے کا مستحق ہوں؟ ابن بیع کا حافظہ مجھ سے بہتر ہے اور ان سے پہلے یہ لقب دارقطنی کے شایانِ شان تھا۔

نیکی اور تقویٰ

امام موصوف زُہد و اتقاء میں بھی ممتاز تھے۔ علامہ ابن کثیر کا بیان ہے:

''حاکم متدین، امین، صاحب ورع اور اللہ کی جانب مائل ومتوجہ رہتے تھے''۔

شاید اسی نیکی کی وجہ سے دارقطنی امام حاکم کی خاص عزت کیا کرتے تھے۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ: ''ایک روز امام حاکم اپنے استاد دارقطنی کے ہاں حدیث پڑھ رہے تھے اور مجلس میں بڑے بڑے ماہرین فن بھی جلوہ افروز تھے کہ کسی شاگرد نے حاکم پر اعتراض کیا تو امام دارقطنی نے اسے روک دیا اور فرمایا:

ہم نے کبھی کسی انسان کو اتنی کم عمری میں اتنے بلند مرتبہ پر فائز نہیں دیکھا۔ بلکہ مَیں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ حاکم کا ہم عصر ہونا ہزار محدثین کے ہم عصر ہونے جیسا ہے''۔

جرح و تعدیل میں مقام

امام صاحب موصوف جرح و تعدیل کے فن میں بھی خاص ملکہ و مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ حاکم کے ہم عصر نامور محدثین اور مشاہیر علم، فن جرح وتعدیل کے معاملہ میں آپ کی رائے کو حرفِ آخر سمجھتے تھے۔

معاشرتی خدمات

359ھ/974ء میں امام حاکم عہدہ قضاء پر متمکن ہوئے۔ بعض مؤرخین نے نسا جبکہ اکثر نے آپ کو نیشاپور کا قاضی بتایا ہے۔ جو اس زمانے میں دول سامانیہ کے ماتحت تھا، امراء و حکام امام صاحب پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ امیر ابوالحسن آپ سے مشورہ لیا کرتا تھا اور بنی بویہ کے پاس سفارت کے لیے بھیجتا تھا۔ امام صاحب محکمہ قضاء کے فرائض سے اس قدر خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہوئے کہ دوبارہ آپ کو جرجان کا عہدۂ قضا پیش کیا گیا لیکن آپ نے معذرت کرلی۔

وفات

امام حاکم نے 405ھ/1014ء ماہ صفر میں بعمر 85 برس اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

علامہ ابن سبکی رقمطراز ہیں:

''وَاتِّفَاقُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی اَنَّهٗ مِنْ اَعْلَمِ الْاَئِمَّةِ الَّذِیْنَ حَفِظَ اللّٰهُ بِهِمْ هٰذَا الدِّیْنَ''

کہ امام موصوف ''ان ائمہ اعلام میں سے تھے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین مبین کی حفاظت کا کام لیا''۔

تصنیفات

امام ابوعبداللہ کی تصنیفات کمیت و کیفیت دونوں اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ علامہ ابن خلدون کا بیان ملاحظہ ہو:

''علوم حدیث میں لوگوں نے متعدد کتابیں لکھیں لیکن اس فن کے یگانۂ روزگار ائمہ اور علماء فحول میں ابوعبداللہ حاکم ہیں۔ انہوں نے اس فن کو باقاعدہ مرتب و مہذب کیا اور اس کے محاسن اچھی طرح نمایاں کئے۔

امام حاکم کا اپنا بیان ہے کہ ''میں چشمۂ زمزم سے پانی پی کر اللہ تعالیٰ سے حسن تصنیف کا خواستگار ہوا تھا''۔

سعد بن علی سے چار ہمعصر محدثین یعنی بغداد میں دارقطنی، مصر میں عبدالغنی، اصفہان میں ابن مندہ اور نیشاپور میں حاکم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے چاروں کی جدا جدا خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''ان سب میں حاکم بہترین مصنف تھے''۔

امام مذکور کی تصنیفات کی تعداد 1500 جزء بتائی جاتی ہیں۔ جن میں سے اکثر معدوم اور ناپید ہوچکی ہیں۔ دستیاب کتب میں سے چند ایک کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

1۔ کتاب العلل:

اس کتاب میں اسناد کے نقائص سمجھنے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ علل میں امام مسلم اور دارقطنی کی کتابیں اہم سمجھی جاتی ہیں حاکم کی کتاب کا نام بھی ان کے ساتھ ہی لیا جاتا ہے۔

2۔ مزکّی الاخبار:

حاکم خود اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس میں راویوں کے دس طبقوں کا ذکر ہے، ہر طبقہ میں ایک دور کے چار بلند پایہ رواۃ شامل کئے گئے ہیں، اس طرح کل چالیس راویان حدیث کا اس میں ذکر ملتا ہے۔

3۔ تاریخ نیشاپور:

حاکم اس کتاب کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''مَیں نے دیکھا کہ ہر مرکز علم کی تاریخ وہاں کے کسی عالم نے لکھی ہے، لیکن نیشاپور کی تاریخ لکھنے کی طرف کسی نے التفات نہیں کیا، حالانکہ یہاں بکثرت علماء ہیں۔ سو میں نے اس کام کے لیے کمر باندھی۔ یہ بڑی ضخیم کتاب ہے۔ بیہقی نے اس کی ضخامت 12 جزء بتائی ہے۔ اس میں 380ھ/995ء تک نیشاپور میں رہنے والے نامور لوگوں کے حالات حروف تہجی کے اعتبار سے درج ہیں۔ علامہ ابن سبکی لکھتے ہیں حاکم کے اس عظیم الشان کارنامے کے سامنے نامور محدثین اور فقہاء کو سرنگوں ہوجانا پڑا، جو اس کا بغور مطالعہ کرے گا اس کو حاکم کے گوناگوں کمالات اور مختلف علوم میں جامعیت کا بخوبی اندازہ ہوجائے گا۔ ابوالفضل الھمذانی کا قول ہے کہ

میرے نیشاپور سفر کرنے کی وجوہات میں سے ایک وجہ حاکم کی اس تاریخ کو دیکھنا بھی تھا۔

4۔معرفۃ علوم الحدیث:

یہ علم حدیث پر ایک مفید کتاب ہے، امام حاکم کو اپنے زمانے میں شائع شدہ بدعتوں کی کثرت، سنن سے ناواقفیت ضبط حدیث میں لاپروائی کی وجہ سے اس کتاب کی تالیف کا خیال ہوا۔ آپ کے بعد خطیب بغدادی اور علامہ ابن صلاح نے بھی اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں، لیکن حاکم کا شرف وتقدم مسلم ہے۔

صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

''اس فن کی جانب سب سے پہلے ابوعبداللہ الحاکم نے اعتناء کیا۔ان کے بعد ابن صلاح نے علوم الحدیث کے نام سے بڑی اہم کتاب لکھی ہے، جومقدمہ ابن صلاح کے نام سے مشہور ہے۔لیکن حاکم کی حیثیت متقدم ومتبوع کی ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ ابن صلاح نے اپنی کتاب میں اکثر باتیں حاکم کے حوالہ سے لکھی ہیں۔''

5۔ المستدرک علی الصحیحین:

یہ امام حاکم کی سب سے مشہور اور شہرۂ آفاق کتاب ہے۔ مستدرک حدیث کی اصطلاح میں ایسی کتاب ہے جس میں اُن حدیثوں کو درج کیا جاتا ہے جو حدیث کی کسی اور کتاب کی شرائط کے مطابق ہونے کے باوجود اس میں درج ہونے سے رہ گئی ہوں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے امام حاکم کی یہ کتاب صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر مستدرک ہے۔

وجہ تالیف

امام حاکم فرماتے ہیں کہ ''ہمارے زمانے کے بعض مبتدعین اعتراض کرتے ہیں کہ صحیح احادیث کی تعداد دس ہزار سے زیادہ نہیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر اس شہر کے مشاہیر اہل علم نے مجھ سے خواہش کی کہ مَیں ایک کتاب مرتب کروں، جو ایسی احادیث پر مشتمل ہو جنہیں شیخین نے صحیح اور قابلِ حُجّت قرار دینے کے باوجود طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے''۔

مستدرک کا مقام

مستدرک امام حاکم کا شمار حدیث کی مشہور اور اہم کتابوں میں ہوتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دھلویؒ نے اسے دارمی(255ھ/871ء) سنن دارقطنی (358ھ/1000ء)، مسند ابوداؤد الطیالسی(204ھ/820ء) اور مصنف ابن ابی شیبہ (235ھ/852ء) جیسی بلند پایہ کتابوں کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔ علامہ ابن صلاح اور حافظ نووی نے صحاح ستہ کے بعد جن کتابوں کو مفید اور قابل اعتماد قرار دیا ہے ان میں امام دارقطنی کی سنن کے بعد دوسرا نام مستدرک کا ہی لیا ہے۔

مستدرک کی حدیثوں کی نوعیت

مستدرک میں مندرجہ ذیل معیار کے مطابق احادیث جمع کی گئی ہیں۔

1۔شیخین کی ان متروک حدیثوں کو جو ان کے معیار کے مطابق ہیں جمع کیا گیا ہے۔

2۔ دونوں بزرگوں میں سے صرف ایک کی شرائط کے مطابق متروک احادیث کو بھی لکھا گیا ہے۔

3۔مستدرک میں ایسی احادیث بھی شامل ہیں جو صحیحین کے اصول و شرائط کے مطابق تو نہیں لیکن امام حاکم کی تحقیق میں صحیح ہیں۔

4۔مستدرک میں ایسی احادیث بھی شامل کی گئی ہیں جو صحیح تو نہیں لیکن انہیں شواھد و متابعات کی حیثیت سے نقل کیا گیا ہے۔

5۔ پھر ایک اصل یہ مدّنظر رکھا گیا ہے کہ حلال و حرام کے متعلق احادیث جمع کرنے میں سختی برتی گئی ہے، جبکہ فضائل اعمال میں زیادہ سختی سے کام نہیں لیا گیا۔

تحقیق وتفحص

انہی اصول وضوابط کو مدّنظر رکھتے ہوئے امام حاکم نے مستدرک کی تالیف کی ہے۔ اس سلسلے میں امام صاحب نے جس قدر محنت اور چھان پھٹک کی ہے، اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مَیں نے مشہور حدیث مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ جِيْئَی بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ قَدْ اُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ کے متعلق امام دارقطنی سے دریافت کیا کہ کیا عطاء (جو اس حدیث کے راوی ہیں) کی متعدد اسناد میں سے کوئی درست بھی ہے؟ تو فرمایا نہیں، مَیں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ عطاء نے حضرت ابوھریرۃؓ سے سماع نہیں کیا۔ لیکن جب میں نے اس کی مزید تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ بہت سے مؤرخین نے حضرت ابوھریرۃؓ سے عطاء کے سماع کی توثیق کی ہے۔ اس سے حدیث کا سقم دور ہوگیا۔ میری اس کاوش کو امام دارقطنی نے بھی پسند فرمایا اور میرے معترف و ہمنوا ہوگئے''۔

مستدرک کی خصوصیات

(ا) امام حاکم نے مستدرک کی ترتیب وتبویب میں بعض مقامات میں جدت و اختراع سے بھی کام لیا ہے۔ اس سے بھی ان کی محنت اور جانفشانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً کتاب المناقب میں خلفاء راشدین کے مناقب بیان کرنے کے بعد دیگر صحابہ کے فضائل ان کی تاریخ وفات کے اعتبار سے درج کئے ہیں۔ اور مناقب کے ساتھ ساتھ صحابہ کے مختصر حالات بھی تحریر کئے ہیں۔

(ب) مستدرک کے ذریعے صحیحین کے متعلق بعض مفید معلومات ملتی ہیں جیسے کہ ایک حدیث کو نقل کرکے امام حاکم لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ''یوسف بن ابی بردہ'' کو شیخین نے محض اس لیے ترک کر دیا ہے کہ وہ قلیل الروایت ہیں ورنہ راوی پر کسی نے بھی کوئی جرح نہیں کی۔

(ج) مستدرک میں درج اکثر احادیث کے مراجع اور مصادر کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

(د) بعض ابواب ومضامین کی احادیث کو جمع کرنے میں امام حاکم نے بڑا اہتمام کیا ہے اس لیے مستدرک میں بکثرت ایسی روایات ملتی ہیں جن سے دوسری کتب حدیث خالی ہیں۔

مستدرک کی تلخیصات:

علامہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی المتوفی 748ھ/1359ء نے مستدرک کی تلخیص لکھی ہے۔ جو بہت مشہور ہے اور مستدرک کے حاشیہ پر چھپ چکی ہے۔ اس میں انہوں نے احادیث واسناد کو مختصر کرنے کے ساتھ ساتھ امام حاکم پر تنقید بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ علامہ جلال الدین السیوطی المتوفی 911ھ/1521ء نے بھی مستدرک کی تلخیص لکھی ہے جس کا نام توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک ہے یہ ایک جلد میں نامکمل ہی رہ گئی۔

مستدرک پر ہونے والا ایک اعتراض اور اس کا جائزہ

علماءفن اعتراض کرتے ہیں کہ حاکم نے مستدرک میں بکثرت ایسی روایات جمع کر دی ہیں جو صحیحین کی شرائط کے مطابق نہیں۔ اس سلسلہ میں ابراہیم بن محمد کا یہ قول اکثر کتابوں میں ملتا ہے کہ:

’’حاکم نے مستدرک میں بہت سی ایسی احادیث جمع کر دیں جن کے بارے میں گو ان کا خیال ہے کہ وہ شیخین کی حدیثوں کی طرح صحیح ہیں جیسے حدیث مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوۡلَاہُ اور حدیث طیر۔ لیکن علماء کبار نے حاکم کو غلط ٹھہرایا‘‘۔

علامہ الذہبی نے جنہوں نے مستدرک کی تلخیص کی ہے لکھتے ہیں کہ:

’’مستدرک میں تقریباً نصف احادیث صحیحین یا کسی ایک کی شرط کے مطابق ہیں۔ ایک چوتھائی حصہ احادیث وہ ہیں جو شیخین کی شرائط کے مطابق تو نہیں لیکن صحیح ہیں۔ باقی ایک چوتھائی ضعیف، منکر بلکہ موضوع تک احادیث پر مشتمل ہیں‘‘۔

اس مسئلہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑی توجیہہ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’میں نے جب مستدرک کا تتبع اور چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ ایک حیثیت سے حاکم کا بیان صحیح ہے لیکن دوسری حیثیت سے نہیں۔ مستدرک میں ایسی حدیثیں جو شیخین کے رجال سے مروی ہیں۔ اس پہلو سے حاکم کا استدراک درست ہے لیکن دوسرے پہلو سے نہیں۔ کیونکہ شیخین اسی حدیث کا ذکر کرتے ہیں جس پر ان کے اساتذہ نے نقد و جرح کر کے اجماع کر لیا ہو لیکن مستدرک میں ایسا نہیں۔ اسی حیثیت سے شیخین اور حاکم کے ہاں فرق پایا جاتا ہے، واللہ اعلم‘‘۔

علامہ ابن حجر اس بارے میں فرماتے ہیں:

’’حاکم کا درجہ و مرتبہ نہایت بلند ہے وہ کسی طرح بھی ضعفاء میں شمار کئے جانے کے مستحق نہیں۔ ان کی جانب سے یہ معذرت کی جائے گی کہ مستدرک ان کے آخر عمر کی تصنیف ہے اور اس وقت ان پر ذہول و نسیان بھی طاری رہتا تھا۔ نتیجتاً بعض راویوں سے جنہیں وہ خود بھی ضعیف قرار دے چکے ہیں روایات مستدرک میں راہ پا گئی ہیں‘‘۔

صاحب کشف الظنون نے علامہ ابن حجر کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ’’امام حاکم نے ابھی کتاب کا مسودہ ہی تیار کروایا تھا کہ موت نے آلیا۔ اس لیے مستدرک کی تنقیح نہ ہوسکی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مستدرک جس کی ضخامت 6 جزء ہے مجھے اس میں سے صرف ڈیڑھ جزء امام حاکم کے ہاتھ کا لکھا ہوا املا ہے۔ باقی ساڑھے چار جزء ان سے اجازتاً روایت کیا گیا ہے‘‘۔

علامہ محمد بن جعفر الکتانی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے اور فرمایا ہے کہ

’’ابن حجر کا قول درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے ڈیڑھ جزء میں باقی حصہ کی نسبت بہت کم ضعیف اور موضوع روایات ہیں‘‘۔ اس موقع پر یہ امر ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ مستدرک میں موضوع احادیث کی تعداد بہت ہی کم ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ حافظ ابن جوزی نے اپنی ایک تصنیف میں مستدرک کی ساٹھ احادیث کو موضوع قرار دیا ہے، لیکن ان میں سے اکثر کو محدثین نے تسلیم نہیں کیا۔ رہی ضعیف حدیثیں تو ان کے متعلق یہ مسلمہ امر ہے کہ ’’صحیحین کے علاوہ کوئی بھی کتاب ضعیف احادیث سے خالی نہیں۔ لیکن مستدرک کا حجم زیادہ ہونے کی وجہ سے اس میں ضعیف روایات کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے‘‘۔

امام حاکم پر ایک اعتراض کا جائزہ

امام حاکم پر شیعہ ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔

اس کے ثبوت میں ابراہیم بن محمد کا وہی قول نقل کرتے ہیں کہ امام حاکم نے مستدرک میں ’’مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوۡلَاہُ‘‘ اور حدیث طیر درج کی ہے۔

علامہ ابن سبکی نے اس موضوع پر بڑی عمدہ بحث کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: کہ امام حاکم کے سارے اساتذہ بڑے راسخ العقیدہ اہل سنت تھے اور انہی سے آپ کا میل جول رہتا تھا۔ پھر یہ کہ حاکم نے اپنی تاریخ میں اہل سنت بزرگوں کی کماحقہ تعظیم کی ہے، نیز یہ کہ حاکم مذہب کلام کے اعتبار سے اشعری تھے اور اشاعرہ کا شیعہ عقائد سے تبراء سب پر ظاہر وعیاں ہے، ان سب باتوں سے حاکم پر لگنے والے الزام تشیع کی نفی ہوتی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ انہوں نے یہ حدیث ’’مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ‘‘ مستدرک میں لکھی ہے تو یہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی درج ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ امام نسائی نے ایک مستقل کتاب ’’خصائص امیرالمومنین علی بن ابی طالبؓ‘‘ تحریر کی ہے۔ جس میں انہوں نے مذکورہ بالا حدیث آٹھ مختلف سندوں سے لکھی ہے۔ نیز علامہ الذہبی لکھتے ہیں کہ:

’’وَاَمَّا حَدِیۡثُ مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَلَہٗ طُرُقٌ جَیِّدَۃٌ وَقَدۡ اَفۡرَدۡتُ ذٰلِکَ اَیۡضاً‘‘۔

یعنی یہ حدیث عمدہ اسناد سے مروی ہے اسی لیے میں نے اس پر الگ سے ایک رسالہ لکھا ہے۔

دوسرے جگہ علامہ الذہبی لکھتے ہیں:

’’حَدِیۡثٌ صَحِیۡحٌ بِشَوَاھِدِہٖ‘‘

علامہ اسماعیل بن محمد اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اسے تیس صحابہ نے مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے پس یہ حدیث متواتر یا مشہور کا درجہ رکھتی ہے۔ پھر یہ کہ اسی سے ملتی جلتی ایک حدیث امام مسلم نے بھی لکھی ہے۔

اگر محض حدیث ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ'' درج کرنے سے شیعہ ہونے کا فتویٰ لگانا درست ہے تو پھر امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ بھی اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں۔ یہی قصہ حدیث طیر کا ہے۔ امام حاکم کی طرح اسے بھی امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ بلکہ حدیث طیر کے بارے میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ امام حاکم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اسے ضعیف قرار دیا۔

الغرض امام حاکم ایک راسخ العقیدہ اہل سنت بزرگ تھے جس کا ثبوت خود ان کی کتابوں سے بھی ملتا ہے۔ مثلاً اپنی کتاب ''الاربعین'' میں آپ نے خلفائے ثلاثہ کی فضیلت کا باب باندھا ہے اسی طرح مستدرک میں بھی خلفائے راشدین کے فضائل کا ذکر صحیح ترتیب سے کیا ہے۔ اور ترتیب میں فضائل کو مدّنظر رکھا ہے حالانکہ موقع تھا کہ حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ پر قبول اسلام کے زمانہ کے لحاظ سے فضیلت دیتے۔ واللہ اعلم بالصواب

احمدیہ علم کلام میں مستدرک کی اہمیت

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں مستدرک امام حاکم کا دس مرتبہ ذکر فرمایا ہے اور پانچ احادیث کا حوالہ دیا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

1۔ لَامَھْدِی اِلَّا عِیْسٰی

اس حدیث کو چار مقامات پر مستدرک حاکم کے حوالہ سے پیش فرمایا ہے۔

2۔ اِنَّ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ عَاشَ عِشْرِیْنَ وَمِئَۃَ سَنَۃً۔

اس حدیث کا دو مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ اور باقی تین احادیث کا ذکر مستدرک کے حوالہ سے ایک ایک مرتبہ کیا ہے۔

3۔ اس اُمّت کے لیے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا ہو گا۔

4۔ مہدی موعود عدل اور انصاف سے زمین کو پُر کرے گا۔

5۔ مسیح موعود کے وقت میں لوگ حج سے روکے جائیں گے۔

قصہ مختصر یہ کہ امام حاکم کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ اس زمانہ کے حَکم و عدل نے ان کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں۔

تبلیغی میٹنگ

ماہ اکتوبر میں منعقد ہونے والے ایک تبلیغی پروگرام میں ایک خاتون ٹیچر نے شمولیت اختیار کی تھی جس میں اسلام کی امن پسند تعلیم پیش کی گئی۔ جماعت کے تعارف کے بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے گئے تھے۔ جسے اس ٹیچر نے کافی سراہا تھا۔ اس ٹیچر کو اور اسی طرح دیگر ٹیچرز اور طالبات کو بھی مسجد آنے کی دعوت دی گئی جو انہوں نے قبول کی اور ٹیچنگ کا کورس کرنے والی طالبات ٹیچرز کے ساتھ 10 نومبر 2021ء کو مسجد محمود کاسل میں تشریف لائیں۔ اس سارے پروگرام کو جو دو گھنٹے جاری رہا، لجنہ اماءاللہ حلقہ نورڈ اور زوڈ نے مل کر ترتیب دیا گیا۔ خاکسار کے ساتھ مکرم صہیب ناصر صاحب مربی سلسلہ نے پارکنگ ایریا میں اس وفد کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد مسجد کا وزٹ کروایا گیا۔ اس موقع پر ''اسلام کے متعلق نمائش'' کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلے حصہ کو لجنہ اماءاللہ کے سپرد کیا گیا۔ جس کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ کیا گیا۔ اس کے بعد لجنہ اماءاللہ کی تنظیم کا تعارف اور اسلام میں عورت کے مقام کو بیان کیا گیا۔ پردہ کی تعلیم کے متعلق ٹیچرز کو آگاہ کیا گیا۔ اس پروگرام کے دوسرے حصہ کو مکرم صہیب ناصر صاحب مربی سلسلہ نے کروایا جس میں اسلام کی امن پسند تعلیم کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا۔ آخر پر ٹیچرز کی طرف سے کئے جانیوالے مختلف سوالات کے جوابات احسن رنگ میں دیئے گئے نیز سکولوں میں مسلمان طلبہ وطالبات کو پیش آنے والے مسائل کا حل بھی بتایا گیا۔ پروگرام کے آخر پر مہمان ٹیچرز کی کافی، جوس، کیک اور سموسوں کے ساتھ تواضع کی گئی۔ اس پروگرام میں 27 ٹیچرز اور طالبات نے شمولیت اختیار کی۔ سبھی ٹیچرز کی خدمت میں مختلف تبلیغی موضوعات پر کتب تحفۃً پیش کی گئیں۔

(رپورٹ۔ ساجد احمد نسیم مربی سلسلہ وصدر جماعت کاسل)

نیا سال آ گیا

بیتا برس اک اور نیا سال آ گیا
ہر سُو بپا ہے شور نیا سال آ گیا

پارینہ ماہ و روز کیوں تکتے ہو بے سبب
دیکھو بنظرِ غور نیا سال آ گیا

تازہ ہیں چھالے پاؤں کے، رِستے ہیں زخم ابھی
پچھلے برس کے اور، نیا سال آ گیا

ڈھاتا جفا نئی ہے تُو ہر سال اے غنیم!
کر تیز تیغِ جَور، نیا سال آ گیا

کر لیجیے برائے خدا اب تو آنجناب
تبدیل طرز و طور نیا سال آ گیا

ایّامِ آفرین وہ عہدِ سرور و کیف
لَوٹے گا کب وہ دور نیا سال آ گیا

رفتار چرخِ عمر سُبک رَو ہے مثلِ برق
کر جلد فکرِ گور نیا سال آ گیا

(م م محمود)

ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے

سالِ نَو کے آغاز پر قارئین کی خدمت میں
ادارۂ اخبار احمدیہ جرمنی کی طرف
سے دلی مبارکباد پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اس سال اپنے پیارے آقا کی توقعات کے مطابق اپنے جائزے لے کر اپنے آپ کو پہلے سے بہتر بنانے والے ہوں، آمین

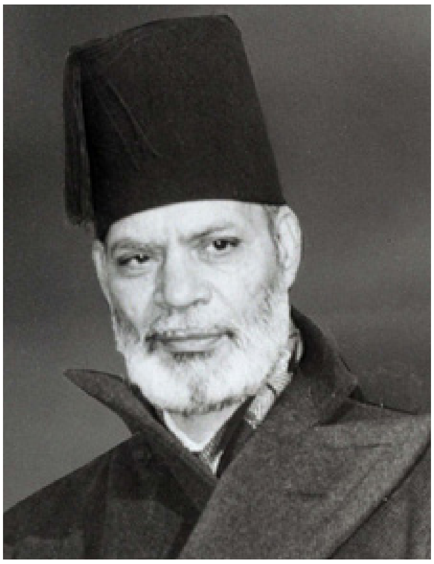

(مکرم خواجہ عبدالنور صاحب۔مربی سلسلہ)

حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کی زندگی میں وقت کی اہمیت

خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی تمام کائنات ایک نظام اور قانون کی پابند ہے۔سورج وقت پر نکلتا ہے اور وقت پر غروب ہوتا ہے۔موسموں کے تغیر و تبدل وقت کے مطابق ہیں اور درختوں کا پھل دینا اور ان کا پکنا وقت پر ہوتا ہے۔ اگر بارش وقت پر ہو تو کھیتیوں کو ہرہ بھرہ کر دیتی ہیں اور اگر بے وقت ہو تو کھیتیوں کو اُجاڑ دیتی ہیں۔شاعر کہتا ہے ؎

وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا
گل گیا جب کھیت پھر برسا تو یہ کس کام کا

قدرت کا نظام ہر لحاظ سے وقت کا پابند ہے اور یہ نظام ہمیں بھی پابندیٔ وقت کی تلقین کرتا ہے کیونکہ وقت ایک ایسی دولت ہے کہ اگر ایک مرتبہ ہاتھ سے نکل جائے تو پھر لاکھ کوشش کرلیں کبھی ہاتھ نہیں آتی!

وقت کی پابندی کے حوالہ سے حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کو ہر لحاظ سے منظّم کیا ہوا تھا۔ اگر آپ کو کسی شخص سے گھر جا کر ملنا ہوتا تو اس کے گھر ایک دو منٹ قبل پہنچ کر باہر ٹہلتے رہتے اور پورے وقت پر دستک دے دیتے اور اگر آپ نے کسی کو گھر ہی میں وقت دیا ہوتا تو آپ دیئے گئے وقت سے ایک منٹ قبل بیٹھک میں آ کر بیٹھ جاتے اور دو چار منٹ انتظار کر کے اندر چلے جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ چار بجے سے مراد 3 بج کر 59 منٹ اور 60 سیکنڈ ہوتے ہیں۔

(ماہنامہ انصار اللہ، سر ظفراللہ نمبر، صفحہ 37)

جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب (سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ) نے ایک انٹرویو میں بیان کیا کہ چودھری صاحب دفتر میں سب سے پہلے پہنچتے تھے۔ اگر میٹنگ نو بجے رکھی ہوتی تو نو بجنے سے ایک منٹ قبل ہی وہ مقررہ جگہ پر پہنچ جاتے۔

(ماہنامہ خالد ظفراللہ خان نمبر صفحہ 97)

آپ زندگی کے معمولات میں ہمیشہ اس بات کا از حد خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے بلکہ عملی طور پر اس کی تربیت بھی دیتے تھے۔ آپ نے ایک بار لندن میں تعلیم القرآن کلاس جاری کی جس میں نوجوان طلبہ شامل ہوا کرتے تھے۔ کلاس کا ایک وقت مقرر تھا اور پہلے روز ہی آپ نے سب کو واضح طور پر ہدایت کر دی کہ وقت کی پابندی کی جائے۔ چنانچہ آپ کا طریق یہ تھا کہ وقت سے چند منٹ پہلے تشریف لاتے، وقت ہو جانے پر کمرے کا دروازہ بند کروا دیتے اور دیر سے آنے والوں کو اندر آنے کی اجازت نہ ہوتی۔ اس نظم وضبط کی وجہ سے سب طلبہ ایک دو روز میں ہی وقت کے پابند ہو گئے۔

حضرت چودھری صاحبؓ جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر مقرر ہوئے تو وہاں بھی آپ نے اجلاس ٹھیک وقت پر شروع کرنے کی روایت قائم کی۔ اس طرح آپ نے اسمبلی کے ممبران کو جو بالعموم تاخیر سے آیا کرتے تھے، پابندیٔ وقت کا عملی سبق سکھایا۔ وقت کی پابندی کے سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک بار کراچی میں غالباً طلباء نے آپ سے اپنے اجلاس میں ''اچھے مقرر کے اوصاف'' کے عنوان پر تقریر کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے بہت سے اوصاف کا ذکر کیا اور تفاصیل بیان کیں۔ آخر میں فرمایا کہ اچھے مقرر کی خوبی یہ ہے کہ اسے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو کہ اس کی تقریر کا وقت کب ختم ہوتا ہے۔ آپ نے یہ فرمایا اور کرسی پر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی تقریر کے لئے مقررہ وقت پورا ہو گیا تھا!

بعض اوقات حضرت چودھری صاحبؓ کے مسجد میں آنے میں کچھ تاخیر بھی ہو جاتی۔ اس صورت میں دوست آپ کے آنے کا انتظار کرتے اور آپ کے آنے پر نماز پڑھی جاتی۔ ایک روز ایک بے تکلف دوست نے چودھری صاحبؓ سے یہ سوال کر دیا کہ چودھری صاحب! آپ تو وقت کے بہت پابند ہیں اور پابندیٔ وقت میں آپ کی مثال بیان کی جاتی ہے لیکن یہ کیا بات ہے کہ بعض اوقات آپ نماز کے لئے دیر سے آتے ہیں؟ حضرت چودھری اس سوال سے ناراض نہیں ہوئے بلکہ اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا: بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو معاف کر دیتا ہے لیکن دنیا کے لوگ معاف نہیں کرتے۔

آپ صبح کی سیر کا بہت اہتمام فرماتے اور یہ سارا وقت ذکرِ الٰہی اور دعاؤں کے لئے وَقف رکھتے۔ اس غرض سے آپ نے اپنے ذہن میں دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کا

باقی صفحہ 37 پر

دلچسپ سائنسی خبریں

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

دنیا کی سب سے بڑی خلائی دوربین James Webb مورخہ 25 دسمبر 2021ء کو اپنے ایک انتہائی اہم اور تاریخی سفر پر روانہ ہوگئی۔ خلائی تحقیق کے ادارے ناسا کے مطابق یہ سفر اس لحاظ سے تاریخی اور ایک بہت بڑے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ اس دوربین کی مدد سے کائنات کی ابتدا کے رازوں سے پردہ اٹھایا جا سکے گا مثلاً یہ پتہ لگایا جا سکے گا کہ اربوں برس پہلے ہماری کائنات کے لیے روشنی یا توانائی کا منبع کون سے ستارے تھے۔

یورپین، امریکن اور کینیڈین سائنسدانوں کی مشترکہ کاوشوں سے تیار کی جانے والی یہ ٹیلی سکوپ اس سے قبل موجود طاقتورترین دوربین HUBBLE سے کم و بیش 100 گنا زیادہ طاقتور ہے۔

ناسا نے ایک خاکے کی مدد سے واضح کیا ہے کہ یہ ٹیلی سکوپ کیونکر کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھا سکے گی اور اربوں سال پہلے گزرے واقعات میں کیونکر جھانک سکے گی؟

آسان اور عام فہم الفاظ میں اگر سورج پر کوئی تبدیلی واقع ہو تو اس کی خبر ہمیں 8 منٹ بعد پتہ چلے گی کیونکہ

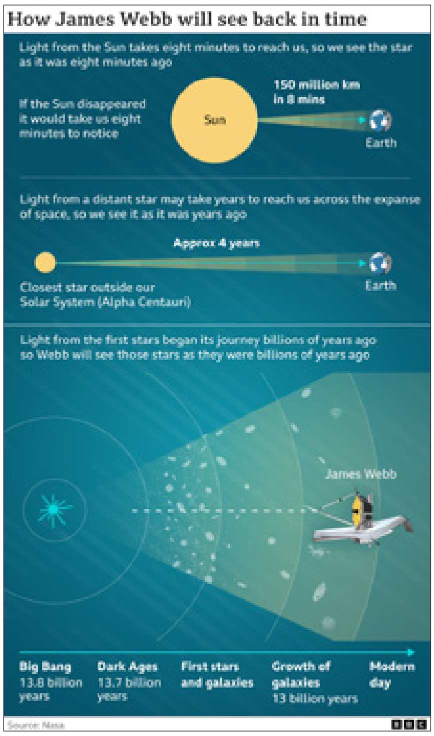

سورج کی روشنی کو ہم تک پہنچنے کے لیے اتنا وقت درکار ہوتا ہے اسی طرح ہمارے سولر سسٹم سے باہر جو قریب ترین ستارہ ہے اس کی خبر ہمیں 4 برس بعد پہنچے گی۔ اس ٹیلی سکوپ میں یہ صلاحیت ہے کہ 13 اعشاریہ 8 بلین سال پہلے جو ستارے روشن ہوئے ان کا بھی پتہ لگا سکے گی۔ اس ٹیلی سکوپ پر آنے والی لاگت تقریباً 10 بلین ڈالر ہے اور اس کے عدسہ کا قطر تقریباً ساڑھے 6 میٹر جبکہ وزن 6 ٹن سے زائد ہے۔

قیلولہ کے فوائد

سارہ میڈنِک اپنی کتاب Take a Nap! Change Your Life. میں قیلولہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ 'اگر ہم کسی ایک ایسی چیز کی تلاش کر رہے ہیں جس سے یادداشت، تخلیقی صلاحیتوں، اپنے ادراک و افعال اور حصول علم کے عمل کو بہتر بنایا جاسکے تو وہ قیلولہ کرنا ہے۔ یعنی دن بھر میں 20 منٹ سے لے کر 90 منٹ تک آنکھ لگنی چاہیے۔ نیند کی فزیالوجی کے ماہر اور لندن میں قائم Sleep School کے شریک بانی، Dr.Guy Meadows اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ 'مختصر سے قیلولہ کا بنیادی فائدہ یہ ہے کہ یہ جسمانی اثرات پر اُس تھکان کا مقابلہ کرتے ہیں جو ہمارے جاگنے کے بعد (ہمارے جسم) میں پیدا ہوتے ہیں' جس لمحے سے ہم بیدار ہوتے ہیں' دماغ میں ایک کیمیکل ایڈینوسین جو کہ میٹابولزم کی ضمنی پیداوار ہے، بڑھنا شروع ہو جاتا ہے'۔

میڈوز کہتے ہیں کہ جب ہم کچھ دیر کے لیے آنکھ جھپکتے ہیں، 'ہم اڈینوسین کو کم کرتے ہیں، اس طرح ہم اپنے سسٹم میں تھوڑا سا میٹابولزم کم کرتے ہیں اور یہ ہماری توانائی کی سطح کو بڑھانے میں مدد دیتا ہے اور ہمیں زیادہ چوکس اور بیدار کرتا ہے۔

اس سے 'ہمارے مزاج کو بہتر بنانے، (مختلف قسم کے محرکات پر) تیزی سے ردّعمل ظاہر کرنے، غلطیاں کرنے کے امکانات کو کم کرنے اور دوپہر کے وقت ہمیں جو بھی کرنا ہے اس پر اور توجہ دینے میں مدد ملتی ہے'۔

میڈوز انہیں فوائد کی نسبت سے اس مختصر وقت کے لیے آنکھ لگنے کے عمل کو 'پاور نیپس' بھی کہتے ہیں جن کی لمبائی 10 سے 20 منٹ تک بھی ہوسکتی ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

بڑھتا درجہ حرارت اور پگھلتی برف

گرم ہوتا ماحول صرف برف ہی نہیں پگھلا رہا بلکہ ماحولیاتی ہوائی نظام کو بھی بتدریج کمزور کرتا چلا جا رہا ہے۔ ان منجمد براعظموں کی برف حقیقت میں سورج کی حدّت کو زمین پر پہنچنے سے قبل واپس لوٹا دیتی ہے اور جوں جوں قطبین کی برف کی چادر کمزور ہوتی جائے گی توں توں سورج کی حدّت زمین میں جذب ہوتی جائے گی اور انجذاب کا یہ عمل سمندروں کا مرہون منت ہوگا۔

یہ امکان ہے کہ جب قطبین کی برف پگھل جائے گی تو زمین کے سمندروں کی بالائی سطح ساٹھ میٹر تک بلند ہوجائے گی۔ یہ قیامت سے کم نہیں ہوگا۔ اس صورت میں زمین کے بڑے بڑے ساحلی شہر جیسا کہ لندن، وینس، ممبئی اور نیویارک سٹی وغیرہ ہیں، وہ گہرے پانی کے نیچے چلے جائیں گے۔ گھبرائیں مت! ایسا مستقبل قریب میں ظاہر نہیں ہونے والا ہے۔ ابھی تک ضرر رساں گیسوں کے اخراج میں کمی کی کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی۔ بعض محققین نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ صدی کے اختتام تک سمندروں کی سطح دو میٹر تک بلند ہوسکتی ہے۔ یہ بھی ایک خطرناک منظر کی آئنہ دار ہے۔ ایسی صورت میں لاکھوں افراد کو موجودہ سمندری ساحلی علاقوں سے مہاجرت کرنا پڑے گی۔ زمین کی مستقل برف کی چادر کو بچانا اشد ضروری ہو چکا ہے۔ اس کا سب سے آسان حل کاربن گیسوں کے اخراج کو بند کر کے ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنے میں پوشیدہ ہے۔

(بشکریہ: https://www.dw.com/ur)

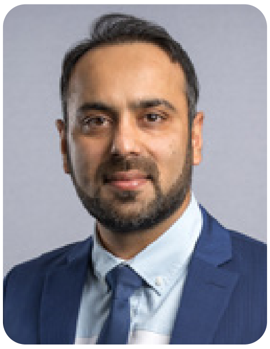

انسانی فکر بمقابلہ وبائی امراض

(مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب۔ پی ایچ ڈی بائیو کیمسٹری)

1840ء میں لندن میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی جس سے چند دنوں میں ہی سینکڑوں افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ سینکڑوں سالوں سے یہ نظریہ رائج تھا کہ بیماریوں مثلاً نزلہ، زکام، خراب گلا وغیرہ کا باعث بادلوں اور فضا میں موجود زہریلے بخارات ہیں۔ اس نظریہ کو Miasma Theory کہا جاتا تھا اور عوام الناس سے لے کر سائنسدانوں تک اس پر یقین رکھتے تھے۔ ہیضہ کی اس وبا پر لندن کے ڈاکٹر Dr. Snow اور چند دیگر سائنسدانوں نے اس رائج نظریہ پر شکوک کا اظہار کیا۔ اس سے قبل خوردبین کی مدد سے بیکٹیریا اور نہ نظر آنے والے جراثیم دیکھے جاچکے تھے۔ گنتی کے ان سائنسدانوں نے کہا کہ یہ نہ نظر آنے والے جراثیم Germs ہی اس وبا کا باعث ہیں اور اس نئے نظریہ کو Germ Theory کا نام دیا گیا جس کی اکثریت نے سخت مخالفت کی۔ Dr. Snow نے اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے تحقیقات شروع کر دیں۔ ہیضہ میں مبتلا مریضوں میں چونکہ شدید قے اور دَست زیادہ تھے جس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر یہ بیماری ہوا کے ذریعہ ہوئی ہوتی تو یقیناً مریض کے پھیپھڑے متاثر ہوتے۔ چونکہ ہیضہ سے معدہ متاثر ہوتا ہے اس لئے ہو نہ ہو یہ خوراک یا پانی کے ذریعہ پھیل رہی ہے۔ اس درست مشاہدہ کے بعد انہوں نے ماضی میں ہونے والے وبائی ہیضہ کی پڑتال کی اور پتہ چلایا کہ ہیضہ آلودہ پانی پینے سے پھیل رہا ہے۔

Cholera Pump

1854ء میں ایک مرتبہ پھر لندن میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی تو Dr. Snow نے مرنے والوں کا ڈیٹا اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ چند دنوں ہی میں ہیضہ سے 83 ہلاکتیں ہو چکی تھیں۔ ان میں سے 73 افراد Broad Street میں لگے نلکہ یعنی پانی کے پمپ کے نزدیکی رہائشی تھے۔ ڈاکٹر سنو نے سمجھ لیا کہ اس نلکہ کا پانی آلودہ ہے اور وبا کو پھیلانے کا باعث بن رہا ہے۔ چونکہ Germ Theory کی شدید مخالفت کی جارہی تھی اس لئے ڈاکٹر سنو نے یہ کہنے کی بجائے کہ اس نلکہ کے پانی میں جراثیم ہیں، شہری انتظامیہ سے یہ درخواست کی کہ اس کو فوراً بند کر دیں کیونکہ اس کا پانی زہریلا ہے۔ گورنمنٹ

لندن میں ڈاکٹر سنو کی خدمات کی یاد میں نصب نلکہ

نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کو بند کر دیا اور اس کا ہینڈل اتار دیا گیا۔ اس پر فوراً ہی ہیضہ کے نئے رپورٹ ہونے والے مریضوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی آگئی۔ ڈاکٹر سنو کو ہیضہ سے وفات پانے والی ایک بیوہ کا پتہ چلا جو اس نلکہ سے کافی دور کی رہائشی تھی مگر اپنے ملازم کے ذریعہ اس نلکہ کا پانی روزانہ منگوا کر پیتی تھی کیونکہ اسے اس کا ذائقہ اچھا لگتا تھا۔ اسی طرح اس پمپ سے نزدیکی کارخانہ میں صرف چند ایک ہی افراد ہیضہ سے متاثر ہوئے حالانکہ وہاں کافی لوگ کام کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ کارخانے کا اپنا پانی کا کنواں موجود تھا۔ اپنی اس تفتیش میں ڈاکٹر سنو کو ایک ایسے بچے کی اطلاع ملی جو شاید ہیضہ کے اوّلین متاثرین میں سے تھا کہ اس کے ڈائپرز کو پمپ کے بالکل سامنے واقع حوض میں پھینکا جاتا تھا۔ ان تمام حقائق کو ڈاکٹر سنو نے شہر کی انتظامیہ کے سامنے رکھتے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس وبا کے پیچھے فضا کی بجائے نہ دکھائی دینے والے جراثیم ہیں۔ بدقسمتی سے انتظامیہ نے miasma theory کو غلط ماننے سے انکار کر دیا، ظاہر ہے یہ نظریہ سینکڑوں سالوں سے رائج تھا۔ ڈاکٹر سنو کی ان خدمات کے اعتراف میں آج بھی Broadwick Street Soho, London میں یادگاری نلکہ نصب ہے۔

ماؤں کا مسیحا

انیسویں صدی کے نصف تک ڈاکٹرز ایک مریض کا آپریشن کر کے انہی خون آلودہ ہاتھوں سے دوسرے مریض کا علاج کرنا شروع کر دیتے جس کی وجہ سے کئی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتیں۔ اکثر مائیں بچہ کی پیدائش کے مرحلے سے گزرنے کے دوران بخار puerperal fever جسے childbed fever بھی کہتے ہیں سے وفات پا جاتیں۔ یہ بخار رحم کے انفیکشن سے ہوتا تھا جس کا باعث بیکٹیریا تھے اور یہ بخار بہت عام تھا۔ تاہم اس وقت تو کسی کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ اس کے پیچھے نہ دکھائی دینے والے جراثیم ہیں۔

زچگی کے ڈاکٹر Ignaz Semmelweiz جو ہنگری میں پیدا ہوئے نے 1847ء میں مشاہدہ کیا کہ ہسپتال میں ڈاکٹرز کے وارڈ میں زچگی کے دوران اس

بخار سے وفات پانے والی خواتین کی شرح دائیوں کے وارڈ کی نسبت تین گنا زیادہ ہے۔ یہ بہت حیرت انگیز بات تھی کیونکہ ڈاکٹرز تو دائیوں کی نسبت بہت تعلیم یافتہ اور تجربہ کار تھے۔ اس پر ریسرچ کرتے ہوئے Semmelweis اس نتیجہ پر پہنچے کہ ڈاکٹرز مختلف مریضوں کا علاج کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے بخار کے جراثیموں کو ایک مریض سے دوسرے مریض میں منتقل کر دیتے ہیں۔ انہوں نے تجویز کیا کہ علاج سے قبل ڈاکٹرز کو اچھے طریقے سے ہاتھ دھونے چاہئیں۔ اپنے مشاہدات کو انہوں نے شائع بھی کیا اور نتائج سے ثابت بھی کیا کہ ہاتھوں کو دھونے کے بعد علاج کرنے سے شرح اموات 18 فیصد سے کم ہو کر 2.2 فیصد رَہ گئی ہے۔ بدقسمتی سے اس وقت میڈیکل کمیونٹی نے ان کی اس تجویز کو رَدّ کر دیا اور ہاتھوں کو دھونے کے عمل کو اپنی ہتک سمجھتے ہوئے ان کی خوب مخالفت کی اور مذاق اڑایا۔ ڈاکٹرز کو معاشرے میں چونکہ اعلیٰ مقام حاصل تھا لہٰذا انہیں اس میں اپنی بے عزتی محسوس ہوتی کہ ان کے ہاتھ بھی گندے ہو سکتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ صدیوں سے چلی آئی Miasma Theory اور اس سوچ کا انکار کہ بیماریاں مریض کے اندر نمکیات کا توازن خراب ہونے سے ہوتی ہیں Germ Theory کی راہ میں حائل تھیں۔

اس مسیحا نے جہاں تک ممکن تھا اپنی کوششیں جاری رکھیں اور بالآخر اپنے ہسپتال میں یہ بھی لازم کر دیا کہ جراحی کے تمام آلات کو بھی اچھی طرح سے دھو کر استعمال کیا جائے۔ مگر ان کے پاس اس وقت کوئی ٹھوس سائنسی ثبوت نہیں تھے جس سے وہ جراثیموں کا بیماریوں سے تعلق ظاہر کر پاتے۔ ان کی کوششوں کو ان کی وفات کے کئی سال بعد جا کر سراہا گیا۔ ہنگری میں ایک ہسپتال کے باہر آج بھی ان کا مجسمہ موجود ہے۔

1860ء میں برطانوی سرجن Joseph Lister اپنے تجربات سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر ہاتھوں کو علاج سے قبل جراثیم کش antispetic سے sanitize کیا جائے تو بیماریوں میں خاطر خواہ کمی آجاتی ہے کیونکہ خون کے ذریعہ جراثیم مریض کے زخم میں داخل ہو کر نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اس پر بھی اوائل میں ڈاکٹرز کی طرف سے مخالفت کی گئی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور آئندہ آنے والے سائنسدانوں کی تحقیق کی بدولت یہ تجویز قبول کر لی گئی بلکہ آج تو یہ سرجری کا لازمی جزو ہے اور ہاتھوں کو اچھی طرح سے sanitize کرنا عام پریکٹس ہے۔

بیکٹیریا کا امراض سے تعلق تو مذکورہ بالا سائنسدانوں نے دنیا پر واضح کر دیا تھا مگر حتمی طور پر اس کو ثابت نہ کر سکے۔ ڈاکٹر سَنو اور دیگر سائنسدانوں کی یہ کوششیں

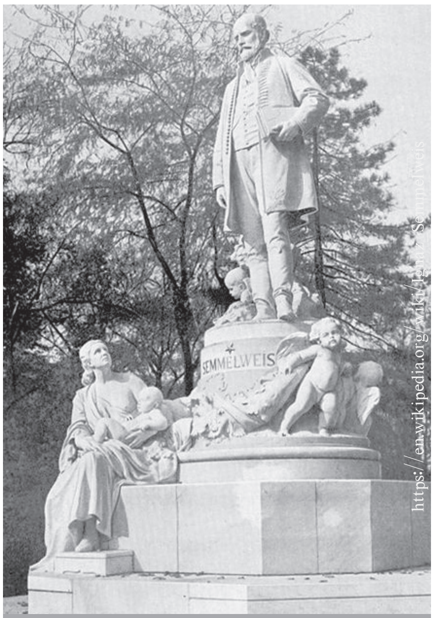

ہنگری میں ہسپتال کے باہر نصب Semmelweis کا مجسمہ

بالآخر 1884ء میں رنگ لائیں جب برلن کے سائنسدان Dr. Robert Koch نے اپنے تجربات سے ثابت کر دیا کہ ان وباؤں کے پیچھے خوردبینی جراثیم یعنی بیکٹیریا کا عمل دَخل ہے۔ ڈاکٹر رابرٹ کوخ ہیضہ پھیلانے والے بیکٹیریا کو علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور صرف انہی بیکٹیریا پر مشتمل محلول تیار کرنے شروع کر دیئے۔ ان بیکٹیریا کو انہوں نے صحت مند چوہوں میں انجکشن کی مدد سے داخل کیا۔ چوہے بیمار ہو کر مرگئے۔ ڈاکٹر کوخ نے مرے ہوئے چوہوں کا معائنہ کیا اور وہی بیکٹیریا جو ہیضہ پھیلاتے تھے ان چوہوں کے جسموں سے برآمد کر لئے۔ اس طرح ڈاکٹر کوخ نے ہیضہ پھیلانے والے بیکٹیریا کو نہ صرف دریافت کر لیا بلکہ Germ Theory کو بھی ثابت کر دیا کہ دراصل یہ جراثیم ہی ہیں جو وبائی امراض پھیلانے کا باعث ہیں۔

فرانس کے سائنسدان Louis Pasteur نے بھی خوردبینی جانداروں پر ریسرچ کرتے ہوئے بیماریوں اور جراثیموں کا تعلق واضح کر دیا۔ آپ کی ریسرچ آج بھی pasteurization کے نام سے دودھ کی انڈسٹری میں استعمال ہوتی ہے جس میں دودھ کو گرم کر کے اس میں موجود بیکٹیریا کو ہلاک کیا جاتا ہے تاکہ اسے لمبے عرصہ کے لئے محفوظ کیا جا سکے۔ اس سے قبل عام خیال یہی تھا کہ چیزوں میں گلنے سڑنے کا عمل ان کے اجزا کے درمیان کیمیائی تعامل کے ذریعہ ہوتا ہے۔ پاسچر نے اپنے تجربات سے اس نظریہ کو رڈ کر دیا اور گلنے سڑنے کے عمل کا ذمہ دار بیکٹیریا کو ٹھہرایا۔ ان دونوں سائنسدانوں کی ریسرچ اس قدر شاندار تھی کہ اب دنیا کے پاس Germ Theory قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ صدیوں پرانی Miasma Theory غلط ثابت ہوئی اور اس نئے نظریہ کی بدولت انسانی صحت اور معیار زندگی میں بہت بہتری آئی۔

ویکسین کی دریافت تو 1796ء میں برطانوی ڈاکٹر Edward Jenner کر چکے تھے تاہم اس کے پیچھے چھپے خوردبینی جراثیموں کا تعلق صحیح معنوں میں پاسچر ہی نے اپنے تجربات سے ثابت کیا۔ 1878ء میں پاسچر Chicken Cholera پر ریسرچ کر رہے تھے۔ انہوں نے مرغیوں میں ہیضہ پھیلانے والے بیکٹیریا کو الگ کر کے محلول میں grow کرنا شروع کیا۔ اپنے تجربات میں وہ جب اس محلول کو مرغیوں میں داخل کرتے تو مرغیاں کچھ دنوں بعد بیمار ہو کر مر جاتیں۔ پاسچر مرغیوں کو انجیکٹ کرنے کا کوئی محفوظ طریقہ تلاش کرنا چاہتے تھے جس سے مرغیاں نہ مریں، تاہم انہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بیکٹیریا کے مختلف محلول تیار کرتے رہے اور تجربات کرتے رہے۔

Joseph Meister پر rabies کی ویکسین لگانے کا تجربہ

1879ء میں چھٹیوں پر جانے سے قبل اپنے اسسٹنٹ Chamberland کے ذمہ لگا گئے کہ نیا تیارشدہ محلول مرغیوں کو انجیکٹ کر دیا جائے۔شومئ قسمت کہ Chamberland بھول گیااور خود بھی چھٹیوں پر چلا گیا۔ ایک ماہ بعد جب واپس آیا اور اس پرانے محلول کو مرغیوں میں انجکشن کے ذریعہ داخل کیا تو مرغیوں میں ہیضہ کے کچھ اثرات شروع ہوئے مگر مرنے کی بجائے صحت مند ہوگئیں۔ اسسٹنٹ نے سمجھا کہ محلول خراب ہوگیا ہےاور اسے پھینک دینا چاہا۔ تاہم پاسچر نے اسے روک دیا اور صحت پانے والی مرغیوں میں بیکٹیریا کا نیا تیارشدہ محلول داخل کرنے کا کہا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور حیرت انگیز طور پر وہ محلول جو عام مرغیوں کے لئے زہر قاتل تھا ان صحت پانے والی مرغیوں پر کچھ اثر نہ کرسکا۔ یہ مرغیاں بدستور صحت مند رہیں۔ پاسچر جان گئے کہ بیکٹیریا کا محلول لمبا عرصہ پڑا رہنے کے باعث بہت کمزور ہوگیا تھا مگر ان کمزور بیکٹیریا نے مرغیوں کو بیماری کے خلاف مدافعت فراہم کر دی ہے۔ یوں وبائی امراض کے خلاف ویکسین کی تیاری میں پاسچر نے راہیں ہموار کر دیں۔

اسی تکنیک کو استعمال کرتے ہوئے پاسچر نے پہلے anthrax کی ویکسین دریافت کی اور بعد میں Rabies یعنی پاگل کتے کے کاٹے کی ویکسین بھی تیار کرلی جسے اس نے جانوروں پر استعمال کیا تاہم انسانوں پر ابھی تک تجربہ نہیں کیا تھا۔ پاگل کتے کے کاٹے کا ان دنوں بلکہ آج بھی علامات ظاہر ہونے کے بعد کوئی سائنسی علاج نہیں۔ اور پاگل کتے کے کاٹنے کا مطلب موت کا سرٹیفکیٹ ملنے کے مترادف تھا۔

6 جولائی 1885ء کو پاسچر نے rabies کی ویکسین کا نوسالہ Joseph Meister پر استعمال کیا جسے پاگل کتے نے کاٹ لیا تھا۔ والدین اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے جس نے حال ہی میں پاسچر کی جانوروں میں Rabies کے خلاف ویکسین والی ریسرچ پڑھی تھی۔ چنانچہ لڑکے کو فوراً پیرس پاسچر کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اب پاسچر جو بذات خود ڈاکٹر نہیں بلکہ کیمیادان تھا کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ بچہ تو ویسے بھی کچھ دنوں بعد علامات ظاہر ہونے کے بعد مر جاتا۔ اس لئے اس نے اس لڑکے کو اپنی تیار کی ہوئی ویکسین مرحلہ وار دینا شروع کی۔ ویکسین کام کرگئی اور لڑکا صحت مند رہا۔ اس تاریخی تجربہ سے پاسچر نے اس خطرناک جان لیوا مرض کی ویکسین بھی دریافت کرلی جو دوا سازی کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

Sorry, Nothing can be done for Abdul Karim

قارئین! Rabies یعنی پاگل کتے کے کاٹے پر علامات کے ظاہر ہونے کے بعد میڈیکل سائنس کے پاس آج بھی کوئی علاج نہیں۔ اس مرض کی علامات تب ظاہر ہوتی ہیں جب وائرس کا اثر مریض کے دماغ تک پہنچ چکا ہوتا ہے اور ویکسین وغیرہ ادویات ان علامات کے ظاہر ہونے سے پہلے ہی کام کرسکتی ہیں، علامات ظاہر ہونے کے بعد محض مریض کی موت کا انتظار کیا جاتا ہے۔ حیدر آباد دکن سے قادیان حصول تعلیم کے لئے آیا لڑکا عبدالکریم شاید وہ واحد شخص ہے جو علامات ظاہر ہونے کے باوجود صحت یاب ہوگیا۔ عبدالکریم کو پاگل کتے نے کاٹ لیا۔ اس پر جو علاج کیا جاسکتا تھا کیا گیا اور جب اس کی حالت نہ سنبھلی تو اسے کسولی کے مشہور ہسپتال بھجوا دیا گیا۔ علاج کے بعد وہاں سے واپسی پر لڑکے میں مرض کے آثار عود آئے۔ اس پر ایک تار دے کر ہسپتال سے مشورہ لیا گیا تو وہاں سے یہ جواب آیا۔

``Sorry, nothing can be done for Abdul Karim´´

کہ ہم معذرت خواہ ہیں مگر اب عبدالکریم کے لئے کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس پر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے پاس تو علاج نہیں مگر خدا کے پاس ضرور ہے اس لڑکے کے لئے دعا کرنا شروع کی اور شافی خدا نے اپنے پیارے مسیح علیہ السلام کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے عبدالکریم کو شفا دے دی۔ یہ واقعہ آج بھی دنیائے سائنس کے لئے ایک معجزہ سے کم نہیں۔

قارئین کرام! ہر سال اس مرض سے دنیا بھر میں تقریباً 59 ہزار افراد ہلاک ہوتے ہیں۔ 2008ء میں Scientific American میں چھپنے والے آرٹیکل

Medical Mystery:
Only One Person Has Survived Rabies without Vaccine-But How

میں Jeanna Giese کو لاکھوں انسانوں میں سے وہ واحد انسان لکھا گیا ہے جو علامات ظاہر ہونے کے بعد بھی بچ گئیں اور ان کا بچ جانا غیر روایتی طریقۂ علاج سے منسوب کیا گیا۔ مضمون کے عنوان سے واضح ہے کہ یہ واقعہ میڈیکل سائنس کے لئے ایک معمہ ہے۔ مگر دنیا کیا جانے کے اس واقعہ سے کہیں پہلے اللہ تعالیٰ یہ معجزہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی بدولت قادیان کی بستی میں عبدالکریم کو نئی زندگی عطا کر کے دکھا چکا ہے۔

اینٹی بائیوٹک penicillin کی حادثاتی دریافت اور ایک انقلابِ عظیم

جب انسان محنت کرے تو خدا تعالیٰ بھی غیب سے مدد فرماتا ہے۔ 1928ء میں سکاٹش سائنسدان Alexander Flemming انفلوئنزا وائرس پر لندن کے ہسپتال میں تحقیق کر رہے تھے۔ اپنی ریسرچ کے دوران وہ بیکٹیریا کو کلچر پلیٹس میں grow کرتے۔ Flemming دو ہفتوں کے لئے چھٹیوں پر چلے گئے اور جب واپس آئے تو کلچر پلیٹ میں

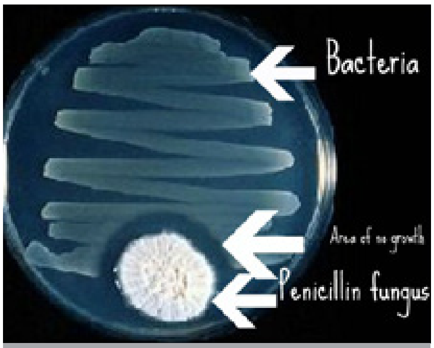

پینسلین کے ذریعہ بیکٹیریا کو ختم کرنے کا تجربہ

پھپھوندی اُگی ہوئی تھی۔ عام طور پر ایسی کلچر پلیٹس کو ڈھانپ کر نہایت صاف ماحول میں رکھا جاتا ہے۔ فلیمنگ نے ایسی کوئی احتیاط نہ برتی اس لئے فنگس یعنی پھپھوندی فیملی کی ایک ممبر penicillium مولڈ نے کھلی کھڑکی سے ہوا کے ذریعہ اس پلیٹ کی راہ لی اور وہاں اُگنا شروع کر دیا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو شائد اس پلیٹ کو خراب پا کر اسے پھینک دیتا۔ مگر ایک اچھا محقق ہونے کے باعث فلیمنگ نے اس پلیٹ کو بھی خوردبین کے نیچے رکھ کر مشاہدہ کرنا شروع کر دیا۔ فلیمنگ حیران رہ گئے کہ اس مولڈ کے اردگرد سب بیکٹیریا مر چکے تھے۔ یہ فنگس penicillium فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔ فلیمنگ نے بعد ازاں اپنے تجربات میں بیکٹیریل پلیٹس میں اس پھپھوندی کو اُگایا اور ثابت کیا کہ اس مولڈ سے سے ایسے کیمیکلز نکلتے ہیں جو بیکٹیریا کے لئے جان لیوا ہیں۔ فلیمنگ کی اس ریسرچ کو آکسفورڈ یونیورسٹی کے دو دیگر سائنسدان Howard Flory اور Ernst Chain آگے لے کر بڑھے اور پینسلین کو اس قابل بنا دیا کہ اس سے لاکھوں بلکہ کروڑوں جانیں بچائی جانے لگیں۔ یوں دنیا کی پہلی اینٹی بائیوٹک یعنی bacterial killer دریافت ہوگئی۔ جس نے ادویات کی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ اس سے قبل معمولی انفیکشنز بھی جان لیوا تھیں۔ جنگوں میں بچ جانے والے سپاہی عمل جراحی کے دوران بیکٹیریل انفیکشن کے باعث مر جاتے یا زخمی اعضا کٹوا کر معذور ہو جاتے۔ جنگ عظیم دوئم کے دوران لاکھوں سپاہیوں کی جان پینسلین کے استعمال سے بچائی گئی۔ نمونیا اور دیگر بخار سے نجات اس دریافت کے باعث ہوئی۔

پینسلین کی دریافت ایک اتفاقی مشاہدہ کا نتیجہ تھا۔ Flemming خود لکھتے ہیں کہ پینسلین ایک اتفاقی مشاہدہ سے شروع ہوئی، اس میں میری خوبی تو صرف یہی تھی کہ میں نے اس مشاہدہ کو نظرانداز نہیں کیا۔ قارئین کرام! مشاہدات اور غوروفکر نئی دریافتوں اور ایجادات پر منتج ہوتے ہیں۔ تقریباً ہر بڑی سائنسی دریافت یا ایجاد کے پیچھے یہ پہلو پنہاں ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو بارہا غوروفکر اور مشاہدہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم احمدی اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے اپنے بچوں کی اس نہج پر تربیت کریں کہ خدمت انسانیت کے لئے ہم بھی اپنا حصہ ڈال سکیں، آمین ثم آمین۔

خوردبین کی ایجاد

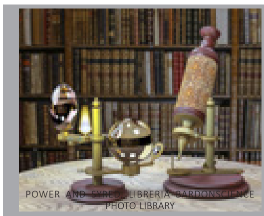

1۔ چودھویں صدی عیسوی میں عینک اٹلی میں ایجاد ہوئی۔

2۔ 1590ء میں Netherlands سے تعلق رکھنے والے عینک ساز باپ بیٹے نے پہلی خوردبین بنائی۔

3۔ 1667ء میں Robert Hook نے اپنے سائنسی تجربات کے لئے خوردبین کا پہلا استعمال کیا۔

4۔ 1675ء میں ایک تاجر Anton van Leeuwenhoek نے اپنی خودساختہ خوردبین سے مشاہدات شروع کئے۔ بیکٹیریا کا مشاہدہ سب سے پہلے آپ نے کیا اور آپ پہلے شخص تھے جن سے بیکٹیریا کی دریافت منسوب ہے۔ اس کے بعد تو سائنسدانوں نے اس کا عام استعمال شروع کیا اور خوردبین میں بہتری آتی گئی۔

بقیہ: حضرت چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب از صفحہ 32

ایک نقشہ اور ترتیب بنائی ہوئی تھی۔ اس کے مطابق آپ تمام وقت اِس نیک کام میں گزارتے۔ محترم عطاالمجیب راشد صاحب، امام مسجد فضل لندن جنہیں کچھ عرصہ آپؓ کے ساتھ گزارنے کا موقع ملا، فرماتے ہیں میں نے کئی دفعہ آپ سے سنا کہ جب میں سیر کرتے ہوئے فلاں جگہ یا فلاں موڑ پر پہنچتا ہوں تو اس وقت تک میں نے اتنی دفعہ درود کا ورد کرلیا ہوتا ہے یا فلاں دعا مکمل کرلی ہوتی ہے۔ اگر کسی روز فجر کے بعد بارش ہورہی ہوتی تو آپ محمود ہال کے اندر چل پھر کر سیر کا وقت پورا کرلیتے۔ اس طرح دعاؤں اور تسبیحات کی مقررہ تعداد میں وِرد پورا کرنے سے آپ کو فاصلہ کا اندازہ بھی ہوجاتا تھا۔ سیر کے حوالہ سے ایک دلچسپ بات یاد آئی جو ایک دفعہ آپ نے مجھے بتائی۔ فرمانے لگے کہ فلاں شکل وشباہت کا ایک انگریز شخص ہے جو ہر روز صبح کی سیر میں ایک خاص مقام پر مجھے ملتا ہے۔ وہ آرہا ہوتا ہے اور میں جارہا ہوتا ہوں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو گڈ مارننگ (Good morning) کہتے ہیں۔ فرماتے تھے کہ وہ شخص وقت کا بہت ہی پابند لگتا ہے اور پھر مسکراتے ہوئے فرماتے کہ میں بھی تو اس سے کم نہیں ہوں۔

حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے اس عملی نمونہ پر ہمیں ہر لحاظ سے عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔

اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تا کہ تمہیں شکوہ ایام نہ ہو

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا۔

ایک احمدی کا وقت ضائع ہونے سے بچنا چاہئے یعنی وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنا وقت ضائع نہ ہونے دے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مشعل راہ جلد دوم صفحہ 384)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی امیدوں پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ادیبوں کے لطیفے

سید انشاء اللہ خاں انشاء

(ولادت مرشد آباد، دسمبر 1752ء، وفات لکھنؤ، مئی 1817ء)

جرأت نابینا تھے۔ ایک روز بیٹھے فکرِ سخن کر رہے تھے کہ انشاؔ آ گئے۔ انھیں محو پایا تو پوچھا "حضرت! کس سوچ میں ہیں؟" جرأتؔ نے جواب دیا "کچھ نہیں ایک مصرع ہوا ہے، شعر مکمل کرنے کی فکر میں ہوں۔ انشاء نے عرض کیا "کچھ ہمیں بھی پتا چلے۔" جرأت نے کہا "نہیں! تم مصرع لگا کر مجھ سے چھین لو گے۔" آخر بڑے اصرار کے بعد جرأت نے بتایا۔ مصرع تھا۔ ؎

اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی

انشاءؔ نے فوراً گرہ لگائی۔ ؎

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

اب جرأت لاٹھی اٹھائے انشاؔ کی طرف لپکے۔ دیر تک انشاء آگے آگے اور جرأت پیچھے پیچھے ٹٹولتے بھاگتے رہے۔

امام بخش ناسخ

(ولادت فیض آباد۔ اپریل 1772ء، وفات لکھنؤ، اگست 1838ء)

ناسخؔ کو مکان کی تعمیر اور سجاوٹ کا بڑا شوق تھا۔ انہوں نے اپنی نشست گاہ میں سنگِ مرمر کے مربع ٹکڑے فرش میں لگوائے تھے۔ ایک صاحب ملنے آئے۔ ان کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ ناسخؔ نے دیکھا کہ وہ باتوں کے دوران میں چھڑی کی نوک کو پتھروں کے جوڑ پر برابر گھس رہے ہیں۔ اور لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ ان کی اس حرکت پہ ناسخؔ کو غصہ آیا۔ زنان خانے میں گئے اور ایک کدال لے آئے۔ کہنے لگے "حضرت چھڑی کی نوک سے تو یہ پتھر شاید نہ اکھڑیں۔ لیکن اس کدال سے ضرور اکھڑ جائیں گے۔ آپ کدال سے کام لیں تو زیادہ اچھا ہے۔"

مرزا داغ دہلوی

(ولادت۔ دلّی، مئی 1831ء۔ وفات۔حیدر آباد، فروری 1905ء)

ایک روز داغؔ نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی صاحب ملنے آئے۔ انہیں نماز میں مشغول دیکھ کر واپس لوٹ گئے۔ اسی وقت داغؔ کی نماز مکمل ہوئی، انہوں نے سلام پھیرا۔ ملازم نے کہا کہ فلاں صاحب آئے تھے۔ فرمانے لگے "دوڑ کر جا، ابھی رستے میں ہی ہوں گے۔" وہ بھاگا بھاگا گیا اور ان صاحب کو بلا کر لایا۔ داغؔ نے ان سے پوچھا کہ "آپ آ کر چلے کیوں گئے"۔ انہوں نے جواب دیا "آپ نماز پڑھ رہے تھے، اس لیے میں چلا گیا"۔ داغؔ نے فوراً کہا۔ "حضرت! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ لاحول تو نہیں پڑھ رہا تھا کہ آپ بھاگے۔"

رشید احمد صدیقی

(جونپور۔ دسمبر 1892ء۔ وفات۔علی گڑھ۔ جنوری 1977ء)

حکیم عبداللطیف اور رشید صاحب نینی تال میں تھے۔ شام کے وقت سیر کو نکلے تو کچھ دیر ستانے کو ایک جگہ ٹھہر گئے۔ ان سے بلندی پر کچھ خواتین بیٹھی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اوپر سے دو چار کنکر لڑھک کر نیچے آئے اور ان میں سے ایک رشید صاحب کے چشمے پر لگا۔ رشید صاحب نے حکیم صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ "حکیم صاحب! آپ نے کچھ کیا ہو تو کیا ہو۔ لیکن سنگسار میں کیا جا رہا ہوں"۔

پطرس بخاری

(ولادت۔ پشاور، اکتوبر 1898ء۔ وفات۔ نیویارک، دسمبر 1958ء)

کراچی میں APWA یعنی آل پاکستان وِمنز ایسو سی ایشن کا مشاعرہ تھا۔ اور اس کی صدارت پطرس بخاری صاحب کے ذمّے تھی۔ شوکت تھانوی اس مشاعرے کے منتظم تھے۔ اپنی صدارتی تقریر میں بخاری صاحب نے کہا۔ "یہ APWA کا مشاعرہ ہے۔ اور اس مشاعرے کے منتظم شوکت تھانوی ہیں۔ وہ میرے پاس یہ فرمائش لے کر آئے کہ میں اس مشاعرے کی صدارت کروں۔ میں ان کی فرمائش ٹال نہ سکا اگرچہ مجھے ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ شوکت صاحب کا تعلق کس تھانے سے ہے۔ لیکن ان کا تعلق کسی بھی تھانے سے ہو۔ اے ماؤ، بہنو، بیٹیو! تھانے کی شوکت تم سے ہے!" مشاعرہ قہقہ زار بن گیا اور یہ سب برابر نشر ہوا۔

پطرس کے ہاں کسی عزیز کا نکاح پڑھوانا تھا۔ اس کے لیے مولوی درکار تھا۔ تلاشِ بسیار کے بعد ایک مولوی صاحب ڈھونڈ کے لائے گئے جو بہت دُبلے پتلے تھے۔ پطرس ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور برجستہ کہا۔ "نکاح کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، نکاح خواں اور چھوہارے کی۔ ماشاءاللہ، ان میں دونوں صفات موجود ہیں"۔

سید انشاء اللہ خاں انشاء

امام بخش ناسخؔ

مرزا داغ دہلوی

رشید احمد صدیقی

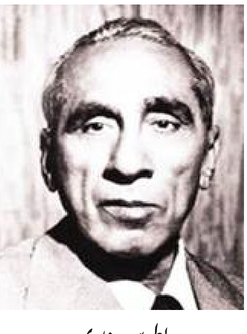
پطرس بخاری

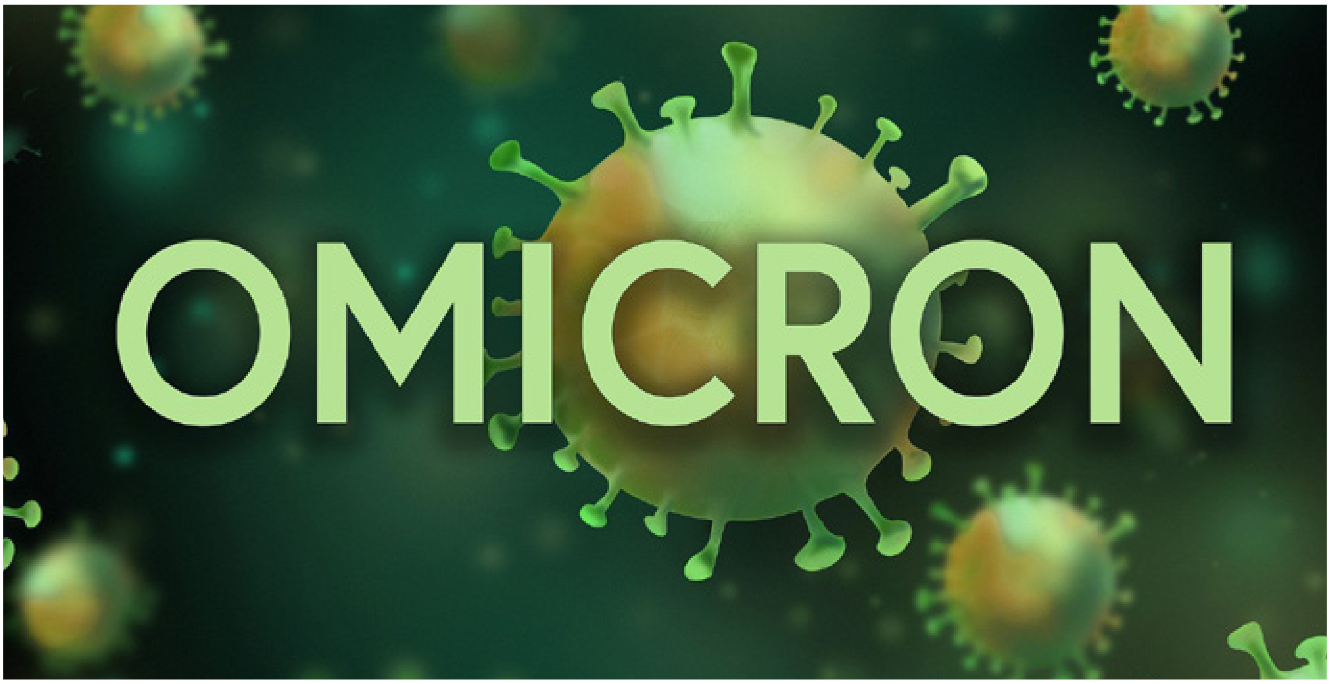

مکرم قمر عطاء صاحب

کوروناوائرس
اومی کرون کی لہر

جرمنی میں دیگر یورپین ممالک کی طرح کورونا وائرس کی چوتھی لہر کا آغاز ہوچکا ہے۔ گذشتہ ہفتے روبرٹ کوخ انسٹی ٹیوٹ نے ملک بھر میں مجموعی طور پر لگ بھگ ایک لاکھ نئے انفیکشن کیسز (سات روز کے دوران) رجسٹر کئے۔ ان میں 3198 کیسز وائرس کی نئی قسم Omikron کے تھے جو محض ایک روز میں سامنے آئے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جنوری کے آخر تک یہاں اومی کرون سے متاثر ہونے والے افراد کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔ اِطلاع کے مطابق برطانیہ میں اومیکرون کے تیزی سے پھیلاؤ کے باعث نئے رپورٹ ہونے والے کیسز وہاں اب یومیہ ایک لاکھ سے تجاوز کر چکے ہیں۔ اسپتالوں میں داخل ہونے والے مریضوں کی تعداد میں اضافے نے ادارہ صحت کے حکام کی تشویش میں غیرمعمولی طور پر اضافہ کردیا ہے۔ برطانوی وزیراعظم نے بھی کورونا کی نئی لہر کے پیش نظر ملک میں نئی پابندیاں لگانے کا عندیہ دے دیا ہے۔

کورونا کی اِس چوتھی لہر سے نپٹنے کے لیے وفاقی وزیرِصحت کے مطابق جرمنی میں ہنگامی منصوبہ بندی اور متعلقہ اقدامات مکمل کر لیے گئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ہمیں لاک ڈاؤن بھی لگانا پڑا تو عمل درآمد ہوگا تاہم ابھی ایسی صورت حال کا ہمیں سامنا نہیں ہے۔ وزیرموصوف نے عوام سے اپیل کی کہ بوسٹر ویکسین ضرور لگوائیں اس سے اِنفیکشن سے بچاؤ میں 70 سے 80فیصد مدد ملتی ہے اور بیماری کا عمل شدّت اختیار نہیں کرتا۔ انہوں نے بتایا کہ جرمن وزارتِ صحت نے اومیکرون وائرس انفیکشن سے محفوظ رہنے کے لیے فارما کمپنی بائیون ٹیک کے ساتھ 80ملین نئی ویکسین یعنی نئی دوا کی مقدار خریدنے کا معاہدہ کیا ہے۔ یاد رہے کہ جرمنی میں کوروناوائرس کی وبا کے باعث اب تک مجموعی طور پر 70 لاکھ کے قریب متاثر افراد باقاعدہ رپورٹ ہوچکے ہیں اور وبا کے آغاز سے لے کر آج تک رجسٹر ہونے والی اموات کی تعداد ایک لاکھ دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔

جرمن فضائی کمپنی لفتھانزا نے بتایا ہے کہ کورونا اومیکرون وائرس کے پھیلاؤ کے نتیجہ میں ایئرلائن کو آئندہ دو ماہ (جنوری، فروری) میں 33 ہزار پروازیں منسوخ کرنی پڑی ہیں۔سوئٹزرلینڈ، آسٹریا، بیلجیم، امریکہ، برطانیہ، سپین، پرتگال اور فن لینڈ کو حکومت کی جانب سے ہائی رسک ممالک قرار دیا گیا ہے جہاں وائرس کا پھیلاؤ مقررہ حد سے بڑھ چکا ہے۔ جرمن ایتھکس کونسل (اخلاقی مسائل پر غور کرنے کے لیے

مقرر کمیٹی) نے ملک بھر میں ویکسین لگوانے کو لازمی قرار دینے کی سفارش کر دی ہے۔ یہ کمیٹی قبل ازیں عمومی لازمی ویکسی نیشن کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کرتی رہی ہے۔حکومتی اتحادی جماعتیں بھی جنوری کے مہینے میں ویکسی نیشن لگوانے کو ہر شہری کے لیے لازمی قرار دیئے جانے سے متعلق قانون سازی کرنے کا اعلان کر چکی ہیں۔

اس سلسلہ میں صوبائی وزرائے اعلیٰ کیساتھ میٹنگ کے بعد وفاق اور صوبائی حکومتوں نے 28 دسمبر سے نئی پابندیوں کے اطلاق کا فیصلہ کیا ہے اور سب سے پہلے دس سے زائد افراد کے اکٹھے ہونے پر پابندی عائد کی جارہی ہے خواہ انہوں نے ویکسین لگائی بھی ہو یا کورونا سے شفایاب ہو چکے ہوں، نجی گھرانوں کے آپس کے میل جول کو کم سے کم کرایا جائے گا۔ فٹ بال کے میچ تماشائیوں کے بغیر کھیلے جاسکیں گے۔ ویکسین نہ لگوانے والے صرف دو گھرانے ہی کسی جگہ پر اکٹھے ہوسکیں گے خواہ جگہ بند ہو یا کھلا مقام ہو۔ ریستورانوں میں صرف ویکسین لگوانے والے ہی جاسکیں گے۔ نئے سال کی تقریبات اور آتش بازی کے پروگراموں کومنسوخ کر دیا گیا ہے۔ بڑی تقریبات ممنوع قرار دے دی گئی ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق کورونا کی ان نئی پابندیوں کا اطلاق 13 جنوری 2022ء تک رہے گا۔

جرمنی کے وفاقی صدر جناب فرانک والٹرشٹائن مائر نے کرسمس کے موقع پر اپنی تقریر میں کہا ہے کہ ”ہر جرمن شہری وبا کے خاتمہ میں اپنا کردار ادا کرے“۔ صدر نے عالمی وبا کورونا کے تناظر میں کہا کہ جرمن شہریوں کو کرسمس کے موقع پر آزادی، اعتماد اور ذمہ داری کے مطلب کو سمجھنا ہوگا۔ اپنی تقریر میں جرمن صدر نے ان شہریوں کو سراہا جنھوں نے حکومتی ہدایات پر عمل کیا۔ انہوں نے وبا کے دوران اپنی ذمہ داریاں نبھانے والے ڈاکٹروں، نرسوں، سائنس دانوں اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں اور اداروں کو بھی سراہا۔ انہوں نے کہا کہ دو سالوں میں چڑچڑاپن میں اضافہ ہوا ہے اور سوسائٹی میں مایوسی پھیلی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب شہری ایک دوسرے کے مددگار بنیں تاکہ معاشرتی اقتدار کی حفاظت ہو سکے۔

جرمن کے وزیر صحت کا انتباہ

جرمنی کے وزیر صحت کارل لاوٹرباخ نے اپنے ایک بیان میں لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ جرمنی میں وائرس کی نئی قسم 'اومیکرون' نئی لہر کا باعث بن سکتی ہے۔ اس حوالے سے جرمن ادارے Robert Koch- Institut کی ایک رپورٹ بھی سامنے آچکی ہے جس کے مطابق ایک ہی دن میں ”اومیکرون“ وائرس سے متاثرہ افراد کی تعداد 13198 ریکارڈ کی گئی ہے۔

☆ کورونا کی وبا کے منفی اثرات سے جرمنی بھی محفوظ نہیں رہا۔ اگر جاپان میں اس کی وجہ سے خودکشیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے تو جرمنی میں کورونا گھریلو تشدّد کا باعث بنا۔ جرمن ادارے ”Weißer Ring“ کے سربراہ کے مطابق کورونا کی وبا اور پابندیوں کے باعث تشدد کے واقعات کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ گروپ نے 3350 افراد کی آن لائن مشاورت کی اور علم ہوا کہ 21-2020 کے لاک ڈاؤن کے دوران گھریلو تشدّد کی شکایات میں دوگنا اضافہ ہوا ہے۔

اندیشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ جرمنی کو نئے سال میں کورونا کی ویکسین کی قلت کا سامنا ہوسکتا ہے۔ مختلف ذرائع کے مطابق موجودہ حالات میں کورونا کی وجہ سے متعدی ومہلک کورونا کی نئی لہر تیزی سے پھیل رہی ہے جس کے باعث محکمہ صحت نے نئے سال میں قوت مدافعتی ویکسین کی کمی ہونے کے امکان کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔ یہ پیغام ان دنوں میں سامنے آیا ہے جب لوگوں کو بوسٹر یا ویکسین کی تیسری خوراک لگانے کی ہدایات جاری کی گئیں۔

صدر مجلس انصار اللہ جرمنی

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ دو سال 23-2022ء کے لیے مکرم مبارک احمد شاہد صاحب کو صدر مجلس انصار اللہ جرمنی اور مکرم شیخ محمد عمران صاحب کو نائب صدر صف دوم مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بابرکت فرمائے اور مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(خلیل الدین احمد قائد عمومی مجلس انصار اللہ جرمنی)

اِک سے ہزار ہوویں

خاکسار کے چھوٹے بیٹے مکرم بہزاد احمد چودھری صاحب مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے یکم دسمبر 2021ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہزاد احمد نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم جاوید احمد طاہر صاحب آف ڈارمشٹڈ کا نواسہ ہے اور وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

(عبدالواسع چودھری جماعت Bocholt)

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے یکم دسمبر 2021ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ”نوشیرواں احمد“ عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مظفر احمد صاحب آف کولون کا پوتا اور مکرم ممتاز احمد سراء صاحب آف ہانوفر کا نواسہ ہے۔(کامران احمد۔مربی سلسلہ شعبہ تربیت جرمنی)

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار اور اہلیہ محترمہ صبیحہ احمد صاحبہ کو 8 دسمبر 2021ء کو ایک بیٹے کے بعد بیٹی سے نوازا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولودہ کا نام 'رِدا احمد' عطا فرمایا ہے۔ بچی وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نَو مولودہ مکرم حفیظ اللہ صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم خادم حسین صاحب آف جماعت Hanau کی نواسی ہے۔

(قمر احمد جماعت Soest)

اللہ تعالیٰ ان بچوں کو نیک، صالح بنائے، صحت والی لمبی فعال زندگی عطا کرے، دین ودنیا کی حسنات سے نوازے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے، آمین۔

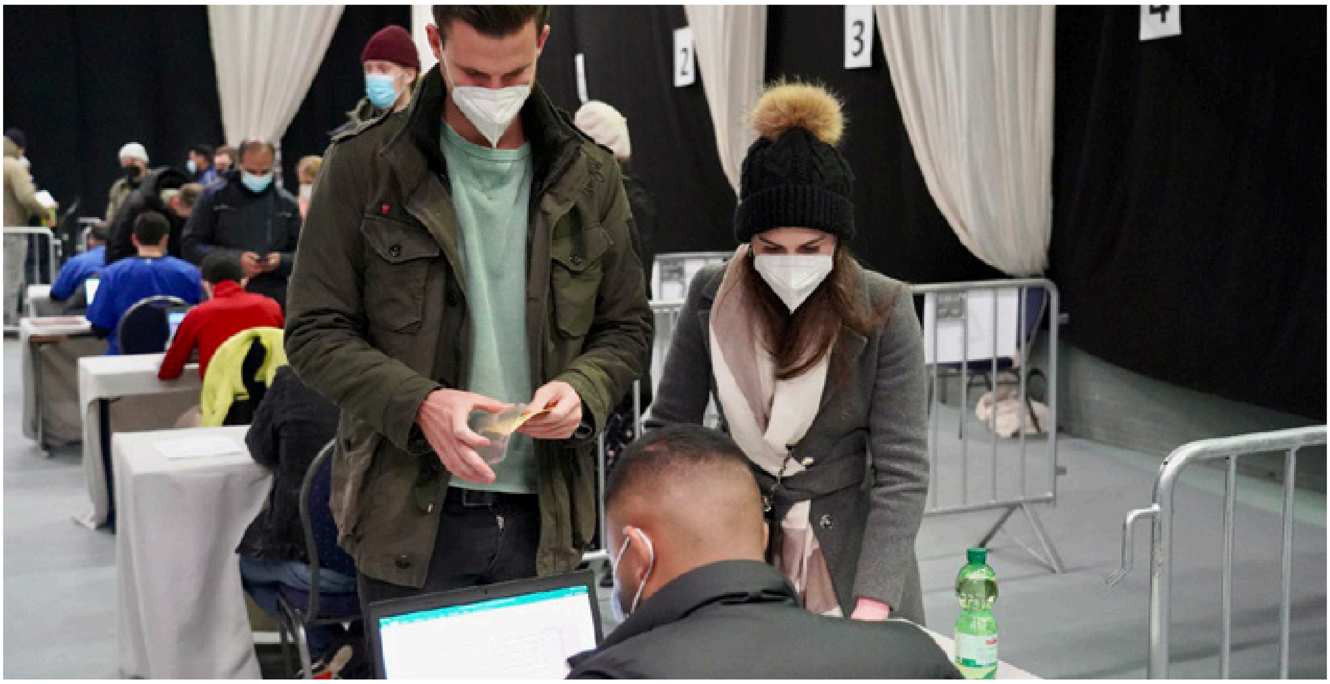

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے زیرِ انتظام

کورونا ویکسین لگانے کی مہم

گیارہ اور بارہ دسمبر 2021ء دونوں روز صبح نو بجے سے رات نو بجے تک جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکزی دفاتر بیت السبوح فرانکفرٹ میں غیر معمولی رونق اور چہل پہل رہی۔ یہاں نظر آنے والے لوگوں میں احباب جماعت تو تھے ہی، لیکن ایک بڑی تعداد جرمن مہمانوں کی بھی تھی۔ یہ سب لوگ کورونا وائرس سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ٹیکہ لگوانے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس کا انتظام مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور Impf Praxis Frankfurt کمپنی کے باہمی تعاون سے کیا گیا تھا۔ مذکورہ کمپنی ایک مخلص احمدی نوجوان ڈاکٹر ثاقب چیمہ صاحب ابن مکرم منور احمد چیمہ صاحب کی ہے۔

ٹیکہ لگانے کا انتظام بیت السبوح کے ایک بڑے ہال میں نہایت منظم رنگ میں کیا گیا تھا۔ اس انتظام کا آغاز بیت السبوح کے ہال اور دفاتر کے درمیانی راستہ میں لگائے گئے ایک استقبالیہ شامیانے سے ہوتا تھا۔ اس جگہ مہمانوں کی رجسٹریشن کا جائزہ لیا جاتا تھا اور ان کی خدمت میں چائے، کافی وغیرہ پیش کی جاتی اور باری کے انتظار کے لئے یہاں بیٹھنے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ باری آنے پر مہمانوں کو متعلقہ ہال میں پہنچایا جاتا جہاں پہلے ان کے کاغذات دیکھے جاتے پھر مختلف میزوں پر بیٹھے ڈاکٹر صاحبان ان کے کاغذات وصول کر کے ان کی ویکسینیشن کاپی پر اندراج کرتے اور انہیں ٹیکے لگائے جانے والے کیبنز کی طرف بھجوا دیتے۔ جہاں ڈیوٹی پر موجود کارکن انہیں خالی کیبن میں بٹھا دیتے۔ یہاں طبّی عملہ کے پیشہ ور افراد انہیں ٹیکہ لگاتے اور اس طرح سے چند منٹوں میں ہر فرد تمام مراحل میں سے گزر کر فارغ ہو جاتا۔

اس انتظام کے بارے میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے نائب صدر محترم سجاد حیدر صاحب نے بتایا کہ اس دو روزہ پروگرام کا انعقاد احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن جرمنی کے ساتھ مل کر کیا گیا۔ اس کے جملہ انتظامات خدام الاحمدیہ نے کرنے کی توفیق پائی ہے جن میں استقبالیہ، حفاظت، نظافت اور ضیافت شامل ہیں۔ ان امور کے لئے 70 سے زائد خدام ڈیوٹی کرتے رہے جن کا کام باہر پارکنگ سے شروع ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں اس پروگرام کے موقع پر استعمال ہونے والے دستانے اور ماسک بھی خدام الاحمدیہ نے مہیا کئے۔ انہوں نے بتایا کہ ٹیکہ لگانے کے لئے عارضی طور پر بنائے گئے کیبنز کرائے پر حاصل کئے گئے تھے جن کی تعداد دس تھی۔

مکرم سجاد صاحب نے بتایا کہ یہ پروگرام صرف ایک ہفتہ قبل طے ہوا تھا اور اس مختصر سے وقت میں یہ سب انتظامات کئے گئے جن میں اس کے لئے ویب سائٹ کی تیاری اور اس کے علاوہ دیگر ذرائع سے تشہیر بھی شامل ہے۔ ان انتظامات کے لئے فرانکفرٹ کے علاوہ فلورس شٹڈٹ، فریڈبرگ اور لانگن زیل بولڈ کے خدام نے بھی ڈیوٹی کی۔ مکرم نائب صدر صاحب نے بتایا کہ اس قسم کے پروگرام کئی اور جگہوں پر بھی کئے گئے ہیں جن میں ہاناؤ اور ویزبادن کی احمدیہ مساجد شامل ہیں۔

باقی صفحہ 46 پر

ملکی و عالمی خبریں

(منور علی شاہد)

پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی آزادی اظہار رائے نہیں

روس کے صدر ولادی میر پیوٹن نے کہا ہے کہ پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی آزادی اظہار رائے نہیں۔ روسی خبر رساں ایجنسی کے مطابق پیوٹن نے اپنی سالانہ نیوز کانفرنس کے دوران کہا کہ پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی آزادی اظہار رائے نہیں۔ گستاخی لوگوں کو ناراض کرنے اور اشتعال دلانے کا باعث بنتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ توہین، مذہبی آزادی اور مسلمانوں کے جذبات کی خلاف ورزی ہے

ریاض میں نادر اور نایاب سکّوں کی نمائش

ریاض کی کنگ عبدالعزیز پبلک لائبریری میں نادر اور نایاب سکّوں کی نمائش کا افتتاح ہوا ہے۔ پبلک لائبریری میں 14صدیوں پر مشتمل 8 ہزار تاریخی سکّے موجود ہیں جن سے انسانی تاریخ کے مختلف ادوار اور واقعات کو پرکھا اور جانا جاسکتا ہے۔ پبلک لائبریری کے نگران فیصل بن معمر نے نمائش کا افتتاح کیا اور تعارف کرایا۔ انہوں نے کہا کہ نمائش میں اسلامی سکوں کے علاوہ متحدہ ہندوستان، مشرقی ایشیا، مغربی عرب، اندلس کے علاوہ یمن اور قفقاز کے تاریخی سکے بھی موجود ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے علامتی عکس والی انگوٹھی

عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق اسرائیل میں بحیرہ روم کے ساحل کے قریب ماہرین آثار قدیمہ کو ایک ایسی انگوٹھی ملی ہے جو رومن دور کی بتائی جاتی ہے۔ دریافت ہونے والی انگوٹھی پر وہی عکس موجود ہے جس کو مسیحی مذہب کے ماننے والے ابتدائی دنوں میں حضرت عیسیٰ کے علامتی عکس کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کے مطابق اس انگوٹھی پر ایک ہرے رنگ کا پتھر لگا ہوا ہے جس پر ایک چرواہے کا عکس تراشا گیا ہے جس نے ایک بھیڑ کو اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ یاد رہے کہ مقدس کتاب بائبل میں حضرت عیسیٰ نے خود کو ''گڈ شیپرڈ'' یعنی اچھا چرواہا کہا تھا۔

مراکش، جرمنی کے ساتھ سفارتی تعلقات کی بحالی پر رضامند

کئی ماہ کی سرد مہری کے بعد جرمنی اور مراکش کے مابین سفارتی تعلقات بحال ہونے جا رہے ہیں۔ یاد رہے کہ سال رواں کے مارچ میں مراکش نے رباط میں قائم جرمن سفارت خانہ سے تمام تعلقات منقطع کر لئے تھے اور برلن سے اپنے سفیر کو واپس بلا لیا تھا۔ جس کی وجہ جرمنی کی خارجہ پالیسی بتائی گئی نیز مغربی صحارا کے تنازعہ کو بھی تعلقات میں تعطل کی ایک وجہ بتایا جاتا ہے۔ اب کئی ماہ بعد مراکش کی حکومت نے جرمن کی نئی حکومت کو سفارتی تعلقات کی بحالی کی تجویز پیش کی ہے۔

جنوبی کوریا پہلی بار ایشین چیمپئین

بنگلہ دیش کے شہر ڈھاکا میں جاری ہاکی کی ایشین چیمپئین شپ جنوبی کوریا نے سنسنی خیز اور اعصاب شکن مقابلے کے بعد جیت لی۔ جنوبی کوریا نے فائنل میں جاپان کو پنالٹی شوٹ آؤٹ پر شکست دی۔ میچ کے دوران دونوں ٹیمیں ایک دوسرے پر سبقت لیتی رہیں لیکن اختتام پر تین تین گول سے میچ برابر رہا۔ بعدازاں پنالٹی شوٹ آؤٹ پر فیصلہ ہوا اور اس اعصاب شکن مقابلہ میں جنوبی کوریا نے دو کے مقابلہ میں چار گول کر کے پہلی بار ایشین ٹرافی جیت کر نئی تاریخ رقم کر دی۔

سابق جرمن حکومت کے نئے ریکارڈ

انجیلا میرکل کی سابق حکومت اپنی حکومت کے اختتام سے پہلے اسلحہ کی فروخت کے نئے معاہدے کر کے نئے ریکارڈ قائم کر گئی، تفصیلات کے مطابق سابق چانسلر کی حکومت نے بالکل آخری ایام میں ہتھیاروں کی فروخت کے پانچ بلین یورو کے معاہدے کئے ہیں اور بعض کو حتمی شکل دی اس طرح سال رواں میں ہونے والے ہتھیاروں کی کل مالیت 9.4 بلین یورو تک جا پہنچی ہے۔

دیوقامتی سمندری جانور کی دریافت

نیواڈا کے پہاڑوں میں دیو قامت جانور کی دریافت ہوئی جس کے بارے کہا جا رہا ہے کہ وہ ڈائنوسار سے بھی بڑے جانور تھے۔ امریکی سائنس دانوں کے مطابق انہوں نے ایک ایسے بڑے جانور کے فوسلز دریافت کئے ہیں جو تقریباً 24 کروڑ سال پرانے ہیں۔ اس کی کھوپڑی چھ فٹ سے بھی زیادہ لمبی ہے جس سے ماہرین نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ سمندری جانور کم از کم 56 فٹ

باقی صفحہ 46 پر

(رپورٹ: مکرم ملک ابرار الحق صاحب، صدر مجلس صحت جرمنی)

مجلس صحت جرمنی کے زیر انتظام

ہائیکنگ اور مختلف کھیلوں کے ٹورنامنٹ

مجلس صحت جرمنی کے تحت ہر سال مختلف ورزشی پروگراموں کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں ہائیکنگ اور مختلف انڈور کھیلیں شامل ہوتی ہیں۔ امسال ہونے والے ان پروگراموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ہائیکنگ

ماہِ اگست میں آسٹریا کے پہاڑی سلسلہ Alps میں واقع ویزباخ ہورن (Wiesbachhorn) نامی 3564 میٹر اونچے پہاڑ کا پروگرام بنایا گیا۔ اس کے انتظامات کا آغاز مئی میں ہوا تھا جب پروگرام کو حتمی شکل دینے کے بعد معلوماتی کتابچہ تیار کر کے تمام جماعتوں میں بھجوایا گیا۔ چنانچہ 23 خواہشمند افراد نے اپنا اِندراج کرایا۔ 31 جولائی 2021ء کی شام یہ مہم جو محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی قیادت میں مسجد ناصر باغ سے روانہ ہوئے۔ پہلی دفعہ خدام اور انصار کے علاوہ ایک طفل بھی اپنے والد کے ساتھ شامل ہوا۔

چار گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ یکم اگست کی صبح آسٹریا میں داخل ہوا۔ موسم سے لطف اندوز ہوتے اور قدرت کے حسین مناظر سے اپنے دل اور روح کو تروتازہ کرتے ہوئے پہاڑوں کے دامن میں اپنی پہلی منزل Alpenhaus Kesselfall 1034m پر بخیریت پہنچا، جہاں سے ٹریکنگ کا آغاز ہوا۔ ناشتے کے بعد اگلی منزل Heinrich-Schwaiger-Hütte کی طرف پیدل روانہ ہوئے جو کہ 5 سے 6 گھنٹے کی مسافت اور 2802 میٹر اونچائی پر واقع تھی۔ اس سارے پیدل سفر کے دوران خوش کن ہواؤں اور بادلوں کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہا اور جہاں صاف فضا میسر آتی وہاں قدرت کے ایسے دلکش و حسین مناظر نظارے نظر آتے جن کی الفاظ میں تصویر کشی ممکن نہیں۔

روانگی کے چند لمحوں بعد ہی موسم تیزی سے خراب ہوتا گیا اور نئے شامل ہونے والوں میں سے چند کے لئے موسم کی شدت اور تھکاوٹ کے باعث چلنا نسبتاً مشکل ہوتا گیا اور درمیانی پوائنٹ پر پہنچ کر کچھ ہلکا پھلکا کھانا تناول کرنے اور موسم کا جائزہ لینے کے بعد 17 دوست آج کی منزل کی طرف روانہ ہوئے جبکہ چھ ممبران امیر قافلہ کی ہدایت پر ارد گرد کے مقامات پر ٹریکنگ میں مصروف رہے اور رات ہونے پر سبھی اس جگہ اکٹھے ہوگئے۔ 2802 میٹر کی بلندی پر رات گزارنے کے بعد اگلے روز 2 اگست کی صبح بھی صرف 9 مہم جو رات بھر کی برفباری کے باعث 3564 میٹر بلند چوٹی کی طرف روانہ ہوسکے۔ پانچ گھنٹے کی مشکل کوہ پیمائی کے بعد چھ دوست نیشنل امیر صاحب کی قیادت میں چوٹی پر لوائے احمدیت لہرانے میں کامیاب رہے۔ اِن میں سے تین دوست ایسے تھے جو پہلی دفعہ شامل ہوئے تھے۔ چوٹی پر کچھ وقت گزارنے کے بعد سب بخیریت واپس اپنے کیمپ میں پہنچ گئے، الحمدللہ۔

شعبہ ضیافت کی جانب سے دورانِ سفر طعام اور دوسری منزل تک کے خورونوش کا بھی بہترین انتظام کیا گیا تھا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

کچھ دیر سامان کی ترتیب وغیرہ اور ظہر عصر کی ادائیگی کے بعد واپس جرمنی کی طرف روانہ ہوئے،

خدا تعالیٰ نے ہر لحاظ سے تمام سفر ہر کسی کو اپنی حفظ و امان میں رکھا۔ دوران سفر رات کا کھانا اور نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کرتے ہوئے اگلے روز مؤرخہ 3 اگست کو سب ناصر باغ پہنچے،الحمد للہ۔ مندرجہ ذیل افراد ہائیکنگ میں شامل ہوئے۔

1۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)۔ 2۔مکرم عمر عزیز صاحب۔3۔مکرم خالد سجاد صاحب۔4۔مکرم فوزان احمد خالد صاحب۔ 5۔مکرم ماجد منیر صاحب۔6۔مکرم مرزا لقمان صاحب۔ 7۔مکرم راشد غفار صاحب۔ 8۔مکرم طلحہ شیخ صاحب۔ 9۔مکرم لئیق احمد صاحب۔ 10۔مکرم وصال احمد صاحب۔ 11۔مکرم قاسم علی بھٹی صاحب۔ 12۔مکرم اخلاق ملک صاحب۔ 13۔مکرم ارباز خان صاحب۔14۔مکرم محمد یوسف صاحب۔15۔مکرم داؤد احمد شاہد صاحب۔16۔مکرم طاہر گڈٹ صاحب۔17۔ مکرم سہیل احمد صاحب (مربی سلسلہ)۔ 18۔مکرم لقمان وڑائچ صاحب۔19۔مکرم عبد المنان صاحب۔

جبکہ ان میں سے مندرجہ ذیل افراد پہاڑ کی چوٹی سر کرنے میں کامیاب ہوئے۔

1۔مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)۔
2۔مکرم عامر احمد صاحب۔ 3۔مکرم اخلاق احمد صاحب
4۔مکرم شاہد احمد صاحب۔ 5۔مکرم راشد غفار صاحب۔
6۔مکرم عمر عزیز صاحب۔ 7۔مکرم طاہر گڈٹ صاحب۔

کھیلیں

مجلس صحت جرمنی کے تحت امسال دوسرا ٹورنامنٹ مؤرخہ 18 اور 19 دسمبر 2021ء کو Weiterstadt کے دوسپورٹس ہالز ,Albrecht-Dürer-Halle Dr. Horst Schmidt Halle میں منعقد ہوا۔ جس میں جرمنی بھر سے احمدی کھلاڑیوں نے شرکت کی۔

افتتاحی تقریب میں مہمان مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر تھے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد موصوف نے کھیلوں کی اہمیت کے حوالہ سے خطاب کیا اور دعا کروائی۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب نے مختلف میچز دیکھے اور کھلاڑیوں سے ملاقات کی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

ٹورنامنٹ کے پہلے روز 18 دسمبر کو دن کے ایک بجے سے رات نو بجے تک باسکٹ بال اور ٹیبل ٹینس کے مقابلے ہوئے۔ امسال باسکٹ بال کے مقابلے باقاعدہ نیشنل ٹورنامنٹ کے طور پر ہوئے اور اسے پہلے باسکٹ بال نیشنل ٹورنامنٹ کا نام دیا گیا۔ اس میں 8 ٹیمیں شامل ہوئیں جو گیارہ مختلف ریجنز سے 51 کھلاڑیوں پر مشتمل تھیں۔ ان ٹیموں کو تین گروپس میں تقسیم کر کے ابتدائی میچز کھیلے گئے۔ بعدہ ناک آؤٹ راؤنڈ میں سیمی فائنلز کے لیے میچز ہوئے۔ اور فائنل میچ Rüsselheim اور مخلوط ٹیم کے مابین ہوا جس میں رُسلز ہائم فاتح ٹیم قرار پائی۔ جبکہ تیسری پوزیشن ریجن باڈن نے حاصل کی۔

دوسرا نیشنل ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ

ٹیبل ٹینس کے مقابلوں میں مجموعی طور پر 40 کھلاڑی شامل ہوئے۔جن میں بتیس خدام، چھ انصار اور دو اطفال شامل تھے۔

سنگل ٹیبل ٹینس کے 8 گروپس بنائے گئے جس میں ایک گروپ میں پانچ کھلاڑی تھے۔ ابتدائی راؤنڈ کے بعد ہر گروپ میں سے دو کھلاڑیوں نے کوالیفائی کیا جن کی مجموعی تعداد 16 تھی۔ پوزیشنز حاصل کرنے والے کھلاڑیوں کے نام بالترتیب حسبِ ذیل ہیں:

1۔مکرم مرزا عطاء الٰہی صاحب۔2۔مکرم انیق ناہید صاحب۔
3۔مکرم شاہد احمد راضی صاحب۔

ڈبل ٹیبل ٹینس

ان مقابلوں میں مجموعی طور پر سولہ کھلاڑی (9 خدام، 6 انصار، ایک طفل) شامل ہوئے۔ ان کی 8 ٹیمیں بنا کر قرعہ اندازی کے ذریعہ ناک آؤٹ میچز کروائے گئے۔

ان مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے والے کھلاڑیوں میں آج کی اختتامی تقریب میں صدر مجلس صحت نے انعامات تقسیم کئے۔ پوزیشنز حاصل کرنے والے کھلاڑیوں کے نام بالترتیب حسبِ ذیل ہیں:

1۔مرزا عطاء الٰہی صاحب، مکرم سلطان قمر صاحب۔
2۔مکرم شیراز خان صاحب، مکرم ساجد احمد صاحب۔
3۔مکرم شاہد احمد راضی صاحب، مکرم جاہد احمد صاحب۔

دوسرا روز 19 دسمبر 2021ء

اس ٹورنامنٹ کے دوسرے روز کا آغاز بھی ایک افتتاحی تقریب سے ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے خطاب کیا اور دعا کرائی۔

بیڈمنٹن

اس روز بیڈمنٹن کا دوسرا نیشنل ٹورنامنٹ کروایا گیا۔ جس میں مجموعی طور پر 76 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ انصار اور خدام کے مابین سنگل اور ڈبل کے مقابلہ جات الگ الگ کروائے گئے۔

سنگل میں خدام کے 15 گروپس بنائے گئے جن میں سے ہر گروپ چار کھلاڑیوں پر مشتمل تھا جبکہ انصار کے چار گروپ بنائے گئے اور ہر گروپ میں چار انصار تھے۔ ڈبل میں خدام کے 9 گروپس بنائے گئے جبکہ انصار کے 2 گروپس بنائے گئے۔ ان گروپس کی تشکیل قرعہ اندازی کے ذریعہ کی گئی۔ بیڈمنٹن کے یہ مقابلے صبح گیارہ بجے سے رات سات بجے تک جاری رہے۔

پوزیشنز حاصل کرنے والے کھلاڑیوں کے نام بالترتیب حسبِ ذیل ہیں:

بیڈمنٹن سنگل خدام:

1۔مکرم حسنین امجد صاحب۔2۔مکرم عبد الصمد صاحب۔
3۔مکرم حافظ ھبۃ البسیط احمد صاحب

بیڈمنٹن ڈبل خدام:

1۔مکرم ثاقب بٹ صاحب، مکرم عبد الصمد صاحب
2۔مکرم حسنین امجد صاحب، مکرم عدیل شاکر صاحب
3۔مکرم رقیم احمد صاحب، مکرم محمد سلیمان صاحب

بیڈمنٹن سنگل انصار:

1۔مکرم مظہر احمد صاحب۔2۔مکرم وحید احمد صاحب۔
3۔مکرم سلطان قمر صاحب۔

باقی صفحہ 46 پر

سال 2021ء میں وفات پانے والے موصیانِ کرام جماعت احمدیہ جرمنی

نمبر	نام	ولدیت/زوجیت	جماعت	تاریخ وفات	وصیت نمبر	قبرستان
1	Abdul Waheed Waraich	Khadim Hussain Warraich	Waldshut	12.05.2021	39767	Südfriedhof Frankfurt
2	Abida Jamal	Abid Mahmood	Bocholt	22.09.2021	28190	Friedhof Bocholt
3	Amtul Hai	Sheikh Ameeer Ali	Delmenhorst	05.09.2021	15465	Friedhof Bungerhof Delmenhorst
4	Amtul Salam	Ch. Mushtaq Ahmad	Langenselbold	20.11.2021	35137	Südfriedhof Frankfurt
5	Asif Azeem Azhar	Ch Azhar Ahmad	Harburg	28.04.2021	76374	Friedhof Finkenriek Hamburg
6	Asifa Basharat	Basharat Ahmad	Wolfskehlen	19.01.2021	40627	Friedhof Wolfskehlen
7	Basharat Ahmad	Abdul Rehman	Friedberg	01.11.2021	63113	Südfriedhof Frankfurt
8	Bashir Ahmad	Ch. Rehmat Ullah	Raunheim Nord	06.09.2021	72983	Südfriedhof Frankfurt
9	Bismillah Begum	Ch. Nasir Ahmad	Koblenz	14.06.2021	16437	Bahishti Maqbara Rabwah
10	Bushra Riaz	Riaz Ahmed	Koblenz	06.08.2021	59272	Neuendorf Friedhof Koblenz
11	Ch. Abdul Qudoos Sani	Ch. Ghulam Qadir	Frankenthal	06.03.2021	41665	Bahishti Maqbara Rabwah
12	Chaudhary Mubarak Ahmad	Atta Ullah	Baitul Rasheed	05.12.2021	33102	Bahishti Maqbara Rabwah
13	Dawood Ahmad	Nazir Ahmad	Schlüchtern	13.05.2021	61786	Friedhof Heiligenstock Frankfurt
14	Ghulam Sarwar	Mubashar Ahmad	Immenhausen	17.05.2021	35326	Bahishti Maqbara Rabwah
15	Irshad Begum	Saleem Ahmad Khalil	Rüsselsheim Süd	10.01.2021	18794	Friedhof am Waldweg Rüsselsheim
16	Jahangir Butt	Ghulam Muhammad Butt	Aschaffenburg	19.04.2021	54527	Südfriedhof Frankfurt
17	Khalil Ahmed Bajwa	Ch. Bagh Din bajwa	Mörfelden Nord	29.10.2021	17711	Bahishti Maqbara Rabwah
18	Mahmood ahmad	Muhammad Ramzan	Oberursel	14.04.2021	17417	Alter Friedhof Oberursel
19	Mahmood Ahmad	Muhammad Ali Tahir	Reutlingen	10.12.2021	19134	Bahishti Maqbara Rabwah
20	Malik Abdul Rasheed	Malik Abdul Rehman	Rheine	03.05.2021	18261	Friedhof Eschendorf Rheine
21	Malik Muhammad Rafiq	Malik Muhammad Anwar	Rüdesheim	27.04.2021	36460	Friedhof Rüdesheim Am Rhein
22	Marion Ahmad	Naeem Ahmad	Ebingen	14.01.2021	66261	Friedhof Ebingen Albstadt
23	Mirza Abdul Samee	N/A	Frankfurt	N/A	11435	Bahishti Maqbara Rabwah
24	Mohammad Hanif Sabir	Abdul Haq	Gaggenau	18.09.2021	54384	Friedhof Ottenau
25	Mohammad Yousaf Nasir	Ch Muhammad Essa	Paderborn	26.03.2021	74729	Bahishti Maqbara Rabwah
26	Mubashir Ahmad Rana	CH Muhammad Ibrahim	Wiesbaden Nord	13.01.2021	83885	Bahishti Maqbara Rabwah
27	Muhammad Rafeeq	Syed Mohammad Saddiq	Steinberg	08.03.2021	83325	Westfriedhof Köln
28	Muhammad Saleem Akhtar	Ali Mohammad	Frankenthal	14.06.2021	43405	Parkfriedhof Frankenthal
29	Muhammad Siddique	Mian Ahmad Deen	Rodgau	20.08.2021	37231	Bahishti Maqbara Rabwah
30	Munawar Ahmad Meelo	Ch. Fateh Mohammad Meelo	Rodgau	14.09.2021	61495	Bahishti Maqbara Rabwah
31	Nadeem Javid	Javid Naeem Ahmad Siddiqui	Seligenstadt	22.01.2021	124428	Bahishti Maqbara Rabwah
32	Naseer Ahmad	Ch. Mohammad Khan warraich	Vechta	27.10.2021	47099	Freidhof Langförden Vechta
33	Naseera Bibi	CH Sadiq Ali	Rüdesheim	21.04.2021	31364	Friedhof Rüdesheim Am Rhein
34	Nasreen Begum Chaudry	Nasir Ahmed Chaudry	Pinneberg	05.02.2021	84155	Bahishti Maqbara Rabwah
35	Nusrat Begum	Faiz Ahmad	Mannheim Süd	12.02.2021	50133	Jüdischer Friedhof Mannheim
36	Rasheeda Begum Janjua	M. Sadiq Janjua	Düsseldorf	07.10.2021	27586	Bahishti Maqbara Rabwah
37	Rashida Begum	Nisar Ahmad	Würzburg	18.08.2021	67705	Friedhof LengfeldWürzburg
38	Riffat Ara	Mansoor Ahmed	Mannheim Mitte	08.02.2021	62950	Hauptfriedhof Mannheim
39	Sadat Hayat	Ch. Shaukat Hayat Khan Theem	Balingen	11.07.2021	21499	Bahishti Maqbara Rabwah
40	Saeeda Mussarat Niazi	Muhammad Abdullah	Radolfzell	13.05.2021	14629	Bahishti Maqbara Rabwah
41	Saeeda Tabbasam	Munir Qamar Ahmed	Neu Isenburg	03.07.2021	19265	Südfriedhof Frankfurt
42	Sakina Bibi	Ashfaq Ahmad Tanveer	Koblenz	15.02.2021	94248	Französischer Friedhof Koblenz
43	Saleem Ahmad Khalil	Sardar Mohammad	Rüsselsheim Süd	04.03.2021	14912	Friedhof am Waldweg Rüsselsheim
44	Sana Ullah Kahlon	Bashir Ahmad	Recklingenhausen	13.03.2021	64887	Bahishti Maqbara Rabwah
45	Shamim Akhtar Javed	Siraj Din Javed	Altenstadt	10.03.2021	49146	Alter Friedhof Oberau (Altenstadt)
46	Sharifan Begum	Rana Liaqat Ali	Wiesbaden Ost	15.01.2021	73410	Bahishti Maqbara Rabwah
47	Sughra Begum	Iqbal Ahmad Bhatti	Büttelborn	11.03.2021	95417	Bahishti Maqbara Rabwah
48	Surriya Begum	Hameed Ullah	G.G Auf Esch	13.05.2021	57452	Friedhof Waldstraße Gross Gerau
49	Syeda Mansoora	Mansoor Ahmad	Mörfelden Nord	30.10.2021	102876	Friedhof Waldstraße Gross Gerau
50	Zareena Akhtar	Syed Abdul Hai Shah	Klein Gerau	13.08.2021	26611	Bahishti Maqbara Rabwah
51	Zubair Ahmad	Mumadda Ibrahim	Babenhausen	08.04.2021	25612	Bahishti Maqbara Rabwah

(شعبہ وصایا جرمنی)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَنَوِّرْ مَرْقَدَھُمْ وَارْفَعْ دَرَجَاتِھِمْ وَادْخِلْھُمْ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ

بقیہ: ملکی و عالمی خبریں از صفحہ 42

لمبا ہوگا۔ اس جانور کا نام سمندری جانوروں کی ایک نسل" اکتھیوسار (Ichthyosaur) سے بتایا گیا ہے۔

ہزاروں فلائٹس کی منسوخی

کرسمس کے دن جب کہ ایئرپورٹس پر گھروں کو جانے والے مسافروں کا انتہا کا رش ہوتا ہے، اچانک ہزاروں فلائٹس منسوخ کر دی گئیں جن کی تعداد دو ہزار کے قریب بتائی گئی ہے۔ جہازوں کے شیڈول سے متعلق ایک ویب سائٹ "فلائٹ اویئر" کے مطابق اتوار کو بھی مزید پانچ سو فلائٹس منسوخ کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ کرسمس سے ایک دن قبل جمعہ کو ہزاروں فلائٹس کی منسوخی سے مسافروں کو شدید پریشانی کا سامنا رہا۔ ذرائع کے مطابق ان فلائٹس کی منسوخی کی وجہ ہوائی کمپنیوں کے عملہ کا کورونا اور نئے وائرس اومیکرون کی وجہ سے بیمار ہونا ہے۔

سعودی عرب میں سماجی تبدیلیوں کا سفر جاری

کرسمس کے موقع پر سعودی عرب کے بازاروں میں بھی کھلے اور سرعام کرسمس کے لئے سجاوٹ کی اشیاء اور سانتا کلاز کی فروخت ہونے لگی ہے، اس طرح مختلف تہواروں پر رواداری کے بڑھتے ہوئے رجحان کو دیکھا جارہا ہے۔ ذرائع کے مطابق مقامی لوگوں کی بڑی تعداد اس میں دلچسپی لے رہی ہے۔ کئی سالوں سے وہاں مقیم امریکی خاتون کا کہنا ہے کہ میرے ابتدائی سالوں کی نسبت اس سال کھلے عام کرسمس اشیاء کی فروخت پہلی بار دیکھنے کو ملی ہے جس سے یہاں تبدیلی کا احساس بڑھنے لگا ہے۔

سالانہ چار لاکھ تارکین وطن کی ضرورت

جرمنی میں افرادی قوت کے مسئلہ کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کے لئے نئی تشکیل شدہ جرمن حکومت کی اتحادی جماعت فری ڈیموکریٹس نے ملک کے اندر امیگریشن کی حمایت کا فیصلہ کیا ہے۔ پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کرسچن ڈوئیر نے بتایا ہے کہ انفرادی قوت کی مانگ کو پورا کرنے، ملکی اقتصادی ترقی اور فلاحی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے ملک کے اندر تارکین وطن کی تعداد کو بڑھایا جائے گا۔

بقیہ: ہائیکنگ اور مختلف کھیلوں کے ٹورنامنٹ از صفحہ 44

بیڈمنٹن ڈبل انصار:

1۔ مکرم وحید احمد صاحب، مکرم حمید علی صاحب۔
2۔ مکرم کلیم احمد صاحب، مکرم عبد القدیر صاحب۔
3۔ مکرم مشتاق احمد صاحب، مکرم عبد الستار صاحب۔

پہلا والی بال نیشنل ٹورنامنٹ

اسی روز پہلا والی بال نیشنل ٹورنامنٹ بھی منعقد ہوا۔ اس میں جرمنی بھر سے انصار اور خدام پر مشتمل 18 ٹیمیں شامل ہوئیں۔ اِن ٹیموں کو چار گروپس میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ناک آؤٹ راؤنڈ کے مرحلہ سے گذرنے کے بعد ٹیموں نے سیمی فائنلز کے لیے کوالیفائی کیا۔ اس ٹورنامنٹ کا نتیجہ اس طرح سے رہا:

اوّل: ریجن ویسٹ فالن نورڈ
دوم: ریجن ویسٹ فالن زوڈ
سوم: ریجن مقامی

تقریب تقسیم انعامات

مقابلوں کے بعد تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس میں مکرم ملک ابرار الحق صاحب صدر مجلس صحت جرمنی نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کیے۔ دونوں دن مقابلہ جات کے دوران نمازیں ہال میں ہی ادا کی جاتی رہیں۔

بقیہ: کورونا ویکسین لگانے کی مہم از صفحہ 41

موصوف نے مزید بتایا کہ دو ہفتے قبل خدام الاحمدیہ نے بیت السبوح میں مفت کورونا ٹیسٹ کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔ اس کے لئے مستقل طور پر تو ایوان خدمت کے اندر اس کا انتظام کیا گیا ہے تاہم ٹیکہ لگانے کے ایام میں بیت السبوح کے شمالی جانب خیمہ لگا کر ایک سنٹر قائم کیا گیا تھا۔ یہاں سے ٹیسٹ کرانے کے لئے پہلے خدام الاحمدیہ کے متعلقہ ایپ میں جا کر رجسٹریشن کرانا ہوتی ہے۔ پھر اسے دکھا کر ٹیسٹ ہوتا ہے جس کا نتیجہ ای میل کے ذریعہ بھجوایا جاتا ہے۔

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی نے اس پروگرام کے ذمہ دار مکرم ڈاکٹر ثاقب چیمہ صاحب ابن مکرم منور احمد چیمہ صاحب کے ساتھ بھی گفتگو کی۔ جس کے دوران موصوف نے بتایا کہ انہوں نے اسی سال جولائی میں Impf Praxis Frankfurt کے نام سے ایک ادارہ رجسٹر کرایا اور شہر کے وسط میں Grünneberg Weg پر اس کا دفتر قائم کر کے اس کام کا آغاز کیا تھا اور اب تک ہزارہا افراد کو کامیابی کے ساتھ کورونا حفاظتی ٹیکے لگا چکے ہیں۔ ٹیکے لگانے کا انتظام مختلف جگہوں پر کیا جاتا ہے۔ گذشتہ دنوں Würzburg کے قریب Leinach میں کثیر تعداد میں افراد کو ٹیکے لگائے گئے۔ اسی طرح ایک اَور گاؤں میں ایسا ہی پروگرام کیا گیا اس علاقہ کی مقامی آبادی تو بہت کم ہے مگر ہمارے پروگرام کا سن کر اِدھر اُدھر کے دیہات کے لوگ بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ مکرم ڈاکٹر ثاقب صاحب نے بیت السبوح میں ہونے والے اس پروگرام کے بارے میں بتایا کہ اس کا خیال اس وجہ سے آیا کہ لوگوں کو اس وقت اس کے لئے بہت پریشانی کا سامنا ہے اور انہیں متعلقہ سنٹرز میں لمبے انتظار کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ احباب جماعت کے لئے یہ سہولت مہیا کی جائے۔ چنانچہ MAMO احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن اور مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ مل کر اس کی منصوبہ بندی کی گئی اور اس کا اشتہار عام دے دیا گیا جسے پڑھ کر عام جرمن لوگ بھی یہاں ٹیکہ لگوانے آگئے بلکہ احباب جماعت سے زیادہ تعداد میں آئے۔ چنانچہ پہلے روز اور دوسرے روز ہزاروں افراد نے اس سہولت سے استفادہ کیا لیکن کہیں لمبی قطاریں نہیں لگیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب اپنے اس کام سے اس لحاظ سے بھی بہت خوش اور مطمئن تھے کہ اس طرح سے جرمن لوگوں کو ہماری جماعت کا بھی تعارف ہو رہا ہے۔

آپ نے بتایا کہ اس انتظام کے لئے ان کا طبّی عملہ 20 باقاعدہ ڈاکٹرز اور 30 پیرا میڈیکل سٹاف پر مشتمل تھا جنہیں باقاعدہ ادائیگی کی بنیاد پر رکھا گیا تھا۔ اسی ضمن میں انہوں نے بتایا یہ ایک حکومتی مہم ہے اور اس کام کے لئے جملہ اخراجات حکومت ادا کرتی ہے۔

(مرتّبہ: مکرم نصیر احمد شاہد صاحب۔ہانوفر)

ماہ جنوری تاریخ کے آئینہ میں

یکم جنوری:

دنیا میں سب سے زیادہ منایا جانے والا دن ہے۔

1502ء: پرتگیزی جنوبی امریکہ کے ایک ساحل پر پہنچے اور اسے ریوڈی جینرو کا نام دیا آج کل یہ برازیل کا دوسرا بڑا شہر ہے

1801ء: آئرلینڈ کو برطانیہ میں شامل کیا گیا۔

1877ء: ملکہ وکٹوریہ ہندوستان کی ملکہ بنیں۔

1901ء: آسٹریلیا آزاد ہوا، جس کے پہلے وزیر اعظم Edmund Barton تھے۔

1942ء: اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی گئی ابتدائی ممبران کی تعداد 26 تھی 1958ء میں یورپی اقتصادی کونسل کی بنیاد رکھی گئی ابتدائی ممبر ممالک کی تعداد 6 تھی۔

1993ء: چیکوسلاواکیہ دوحصوں میں تقسیم ہوا جمہوریہ چیک اور جمہوریہ سلاواکیہ کے نام سے دو ممالک وجود میں آئے۔

1999ء: یورپ میں یورو کے نام سے نئی کرنسی رائج کی گئی ابتدا میں 11 ممالک اس معاہدہ میں شامل تھے۔

2/جنوری:

1929ء: انفلوانزاء کی وبا پھیلنے سے دو لاکھ اموات ہوئیں۔

3 جنوری:

1898ء: مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا افتتاح ہوا۔

1959ء: الاسکا نے امریکہ کی 49ویں ریاست بنی۔

1961ء: امریکہ نے کیوبا سے سفارتی تعلقات ختم کر دئے۔

1993ء: امریکی صدر بش اور روسی صدر یلسن نے ہتھیاروں میں کمی کے معاہدہ پر دستخط کئے۔

4 جنوری:

1809ء: لوئس بریل فرانس میں پیدا ہوئے انہوں نے بعد میں نابینا افراد کے پڑھنے کے لئے بریل سسٹم ایجاد کیا۔

5 جنوری:

1972ء: امریکی صدر رچرڈ نکسن نے ناسا سپیس شٹل پروگرام کے لئے 5.5 ارب ڈالر مختص کئے۔

2009ء: روس اور یوکرین کے تنازعہ کی وجہ سے یورپ کو گیس کی فراہمی متاثر ہوئی۔

7 جنوری:

1714ء: برطانوی موجد ہنری مل کی ایجاد ٹائپ رائٹر کو پہلا پیٹنٹ جاری کیا گیا۔

1953ء: امریکہ نے ہائیڈروجن بم بنا لیا۔

8 جنوری:

1961ء: الجزائر نے فرانس سے آزادی حاصل کر لی۔

9 جنوری:

1960ء: مصر میں دریائے نیل پر اسوان ڈیم کی تعمیر کا آغاز ہوا۔

2007ء: ایپل نے آئی فون متعارف کروایا۔

10 جنوری:

1863ء: لندن میں دنیا کی پہلی زیر زمین ٹرین کا آغاز ہوا۔

1912ء: دنیا کے تیر سکنے والے ہوائی جہاز کی پہلی پرواز نیویارک میں ہوئی۔ اس جہاز کے موجد گلین کورٹس تھے۔

1920ء: لیگ آف نیشنز کا قیام عمل میں آیا ابتدائی ممبر ممالک 41 تھے۔

1946ء: اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا پہلا اجلاس لندن میں ہوا۔ 51 ممالک کے مندوب اس اجلاس میں موجود تھے۔

1984ء: امریکہ اور ویٹیکن کے سفارتی تعلقات 116 سال کی معطلی کے بعد دوبارہ بحال ہوئے۔

11 جنوری:

2010ء: ہیٹی میں قیامت خیز زلزلہ، 2 لاکھ اموات ہوئیں۔

12 جنوری:

1990ء: رومانیہ میں 24 سالہ اقتدار کے بعد آمر نکولائی چاؤشیسکو کی کمیونسٹ حکومت کا خاتمہ ہوا۔

1991ء: امریکی کانگریس نے صدر بش کو عراق پر حملہ کی اجازت دے دی۔

13 جنوری:

1893ء: برطانیہ میں لیبر پارٹی کا قیام عمل میں آیا۔

15 جنوری:

1973ء: اسرائیلی وزیر اعظم گولڈا مائر پوپ سے ملاقات کرنے والی پہلی اسرائیلی سربراہ حکومت بن گئیں۔

16 جنوری:

1979ء: ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد شاہ ایران کو جلاوطن ہونا پڑا۔

1991ء: امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے عراق کے خلاف آپریشن ڈیزرٹ سٹروم شروع کیا۔

20 جنوری:

1981ء: رونالڈ ریگن 69 برس کی عمر میں امریکہ کے صدر بنے۔

1996ء: یاسر عرفات فلسطین کے پہلے جمہوری لیڈر بنے انہیں 88,1 فیصد ووٹ ملے۔

21 جنوری:

1924ء: سوویت لیڈر ولادی میر لینن انتقال کر گئے۔

1976ء: کنکارڈ نے اپنی مسافر بردار پروازیں شروع کر دیں۔

22 جنوری:

1901ء: ملکہ وکٹوریہ انتقال کر گئیں۔

25 جنوری:

1971ء: ایک فوجی بغاوت کے بعد آمر عدی امین یوگنڈا کا سربراہ حکومت بن گیا۔

27 جنوری:

1973ء: ویت نام سے امریکی افواج کے انخلاء کے معاہدہ پر دستخط ہوئے۔

28 جنوری:

1915ء: امریکی کوسٹ گارڈ کا قیام عمل میں آیا۔

30 جنوری:

1948ء: مہاتما گاندھی کو نئی دہلی میں قتل کر دیا گیا۔

31 جنوری:

1943ء: دوسری جنگ عظیم میں جرمن افواج نے اسٹالن گراڈ کے محاذ پر ہتھیار ڈال دیئے اس معرکہ میں 160,000 جرمن فوجی مارے گئے اور 90,000 قید کر لئے گئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

مکرم ڈاکٹر بشیر احمد بٹ صاحب

خاکسار کے خُسر مکرم ڈاکٹر بشیر احمد بٹ صاحب مؤرخہ 29 اکتوبر کو 94سال کی عمر میں کنڈیارو (سندھ) میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

محترم ڈاکٹر صاحب کے بچپن اور جوانی کا کچھ عرصہ قادیان میں گذرا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ فرقان فورس میں کارکن کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ 1953ء کے واقعات میں آپ راولپنڈی میں تھے اور وہاں سے کنڈیارو ضلع نواب شاہ آئے تھے۔ سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جو کہ جماعتی تاریخ کا حصہ ہے۔ 1974 میں اُن کے بڑے بھائی رشید احمد بٹ صاحب کو شہید کیا گیا تھا۔ 1922ء میں ان کے دوسرے بڑے بھائی عبدالحمید بٹ صاحب کو کلہاڑی سے شدید زخمی کیا گیا تھا۔ 1983ء میں آپ کے بڑے بیٹے بشیر بٹ صاحب پر گولی چلائی گئی مگر بروقت آپریشن کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی بچا لیا۔ ایسے ہی 80 کی دہائی میں ان کے ایک بھتیجے مشرف بٹ پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا لیکن اللہ کے فضل سے وہ بھی بچ گئے۔

70 کی دہائی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انہیں ایک خط کے جواب میں فرمایا کہ جس جگہ احمدیت کا پودا لگ چکا ہے وہاں وہ پودا تناور درخت بننا چاہئے۔ اور انہیں جگہ نہ چھوڑنے کا بھی حکم دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے 4 بیٹے اور 3 بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔

(میاں عبدالمنعم۔ حلقہ بیت السبوح فرانکفرٹ)

مکرم لطیف خالد ملک صاحب

خاکسار کے بہنوئی مکرم لطیف احمد خالد صاحب ابن مکرم حضرت شیخ فضل احمد صاحبؓ بٹالوی صحابی حضرت مسیح موعودؑ 20 دسمبر 2021ء کو بعمر 86 سال بوخم میں وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1936ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ مرحوم نے سیرالیون میں تقریباً دس سال جماعت کے پریس BO اور بک شاپ میں بطور واقفِ زندگی خدمت کی توفیق پائی۔ ابتدا میں آپ کا گھر بطور نماز سینٹر بھی استعمال ہوتا رہا۔ سیرالیون سے واپسی پر ربوہ میں کچھ عرصہ کاروبار کیا پھر 1975ء میں جرمنی آکر سب سے پہلے جرمنی کے شہر Bochum میں آخر تک مقیم رہے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ کی تدفین بوخم کے مقامی قبرستان میں ہوئی۔ مرحوم سلسلہ کے معروف مبلغ سلسلہ مکرم لئیق احمد طاہر صاحب حال انگلستان کے بھائی تھے۔ (کلیم احمد قریشی۔ ربوہ)

مکرم منظور احمد صاحب

خاکسار کے سسر مکرم منظور احمد صاحب مؤرخہ 7 دسمبر 2021ء کو پاکستان میں حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ منظور صاحب جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے حصہ لیتے تھے۔ نمازوں کے پابند اور روزانہ تلاوت کرنے والے تھے۔ ان کا گھر 7 سال تک بطور نماز سینٹر استعمال ہوتا رہا۔ یہ اعلان مؤرخہ 10 دسمبر کو نماز جمعہ بیت السبوح میں کیا گیا تھا۔

(سہیل ریاض صاحب۔ مربی سلسلہ)

مکرم شفیق سلطان ناصر صاحب

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم شفیق سلطان ناصر صاحب ابن مکرم بدر سلطان صاحب مرحوم واقفِ زندگی 21 اور 22 دسمبر 2021ء کی درمیانی شب Florstadt میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1939ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ نہایت حلیم الطبع، ملنسار اور ایثار کرنے والے تھے۔ آپ کو ملازمت کی غرض سے جہاں بھی بھیجا جاتا، آپ وہاں مقامی جماعت سے منسلک رہتے۔ آپ کو جماعتی سطح اور مجلس انصاراللہ میں مال کے شعبہ میں خدمت کی توفیق بھی ملتی رہی۔ آپ مقامی جماعت میں 18 سال تک سیکرٹری مال رہے اور یہ ذمہ داری بڑی محبت، محنت اور خلوص سے ادا کرتے رہے۔

مرحوم مکرم عرفان احمد خان صاحب آف فرانکفرٹ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے، ایک بیٹی، چھ پوتے، ایک نواسہ اور ایک نواسی یادگار چھوڑے ہیں۔ تدفین فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں ہوئی۔

(خلیق سلطان انور۔ جماعت فرانکفرٹ)

محترمہ بشریٰ پروین صاحبہ

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ بشریٰ پروین صاحبہ اہلیہ چوہدری مختار احمد صاحب مرحوم 24 دسمبر 2021ء کو بعارضہ قلب کینیڈا میں بعمر 84سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ مولابخش صاحب مرحوم آف محمد آباد سٹیٹ سندھ کی صاحبزادی اور میرے بیٹے طارق محمود صاحب نیشنل سیکرٹری مال جرمنی کی خوش دامن تھیں۔ آپ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔

نہایت مخلص، دیندار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، چندہ میں باقاعدہ اور خلافت کی نعمت کا ادراک رکھنے والی پاکباز خاتون تھیں۔ پچھلے گیارہ سال سے کینیڈا میں اپنے بیٹے مکرم محمد امتیاز ورک صاحب کے پاس مقیم تھیں۔ آپ نے ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ میّت پاکستان لے جائی جائے گی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین ہوگی، ان شاءاللہ۔

(ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ جرمنی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

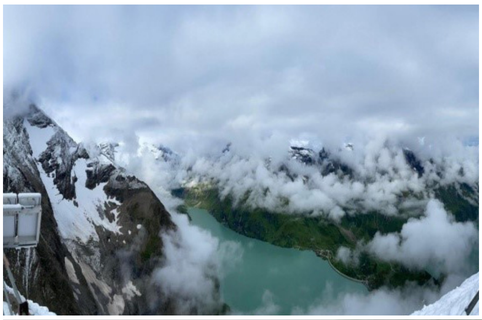

MAJLIS-E-SEHAT
HIKING
MAJLIS-E-SEHAT DEUTSCHLAND
HIKING GROUP
Ahmadiyya Muslim Jamaat Deutschland
BERGSTEIGER TOUR
GROSSES WIESBACHHORN
(3564 METER) 02.08.2021

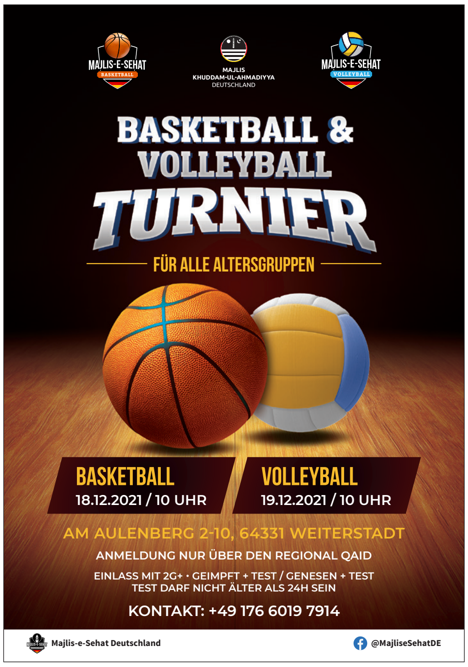
MAJLIS-E-SEHAT
BASKETBALL
MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA DEUTSCHLAND
MAJLIS-E-SEHAT
VOLLEYBALL
BASKETBALL & VOLLEYBALL
TURNIER
FÜR ALLE ALTERSGRUPPEN
BASKETBALL
18.12.2021 / 10 UHR
VOLLEYBALL
19.12.2021 / 10 UHR
AM AULENBERG 2-10, 64331 WEITERSTADT
ANMELDUNG NUR ÜBER DEN REGIONAL QAID
EINLASS MIT 2G+ · GEIMPFT + TEST / GENESEN + TEST
TEST DARF NICHT ÄLTER ALS 24H SEIN
KONTAKT: +49 176 6019 7914
Majlis-e-Sehat Deutschland
@MajliseSehatDE

MAJLIS-E-SEHAT
TISCHTENNIS
MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA DEUTSCHLAND
MAJLIS-E-SEHAT
BADMINTON
2021
BADMINTON &
TISCHTENNIS
TURNIER
TISCHTENNIS
18.12.2021 / 13 UHR
BADMINTON
19.12.2021 / 10 UHR
AM AULENBERG 2-10, 64331 WEITERSTADT
EINLASS MIT 2G+
GEIMPFT + TEST / GENESEN + TEST
TEST DARF NICHT ÄLTER ALS 24H SEIN
KONTAKT: +49 176 6019 7914
JETZT ANMELDEN!
Majlis-e-Sehat Deutschland
@MajliseSehatDE

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 23 | ISSUE 01 | JANUARY 2022

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY
PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

Email : akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de